

هو الکل

محمدؐ کی سرکار

میں ایک

سکھ کا نذرانہ

یعنی سردار گوردت سنگھ صاحب دارا بیرسٹر

وایڈیٹر اخبار ہند لندن کی لکھی ہوئی

سیرۃ رسول عربی

سکھ قوم کی معلومات کے لئے حسن نظامی دہلوی نے شائع کی

نومبر ۱۹۲۴ء میں

قیمت ۸/



رسولِ عربی

ہر لحظہ بشکلے بتِ عیار بر آمد ہر دم بہ لباسِ دگران یار بر آمد

القصہ ہمون بود کہ مے آمد و می رفت تا عاقبت آن شکلِ عرب وار بر آمد

ایک صاحبِ کمال آیا، جس نے جلوۂ حق دکھایا، جس کسی نے اُسے پریم کی انکھڑیون سے دیکھا، اوس کی تمنائے زندگی پوری ہو گئی، جس کی نگاہِ شوق اُس پر پڑ گئی اُسے منہ مانگی مُراد مِل گئی، جس بشر کو اوس موہن نے اپنا درشن دیا، اوس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا،

جلوۂ حق

آنان کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اے عرب کے رہنے والو، کیا ہی اچھے ہونگے تمھارے بھاگ، اور کیا ہی نیک ہونگے تمھارے بخت، جو تم نے نورِ خدا کو اپنی آنکھون دیکھا، حبیبِ خدا کو اپنی آنکھون تاکا، تمھارے وقت پر کل جگ کا پہرہ نہ تھا، وست جگ کا سمان ہی ہوگا، اے عرب والو، تم شاید کوئی عارف اللہ ہو گے، یا ہو گے کوئی دیوی دیوتے، وگرنہ عام انسان کے بھاگ مین کہان اوس بھگوان کے درشن؟ یہ بڑا ادتنب ہے، یہ کہان ممکن،

اے ملکِ عرب۔ اے بن اور بیابان کے واس، اے ریگ و ریگستان کے گھر،

عرب کی حالت

اے درندون چرندون کے ہجوم، سُن تو سہی ذرا میری، اے چورون ڈاکوؤن کے ماوا، اے رہزنون اور لٹیرون کے مسکن، اے اُجڈ گنوارون کے ٹھکانے، اے ازلی بادہ نوشون کے خم خانے، بتا تو مجھے وہ اپنا گُن، جس سے عالم بھر کو تونے نیچا دکھایا، کہہ تو وہ اپنی خوبی، جس سے تونے اوس خسرو خوبان کو اپنا خواہان بنایا، اے عرب، تیرا نام و نشان دہستی کسی نے نہ سُنا ہوتا، نہ تیرا ذکر ہی کسی کے کان تک پہنچا ہوتا، عالم کو علم نہ ہوتا، کہ یہان جنگلون کا واس ہی، یا بنی آدم کی بستی، جس راہگیر کا تم سے اِک دفعہ پالا پڑا ہوتا، اوس کی جد اولاد سے بھی کسی نے پھر تیری طرف رخ نہ کیا ہوتا، اے وحشی عرب، تجھ مین بھرے تھے دنیا کے بدکار اور جگت کے مکار، صرف نام نہاد کے اِنسان مگر کرتوت کے شیطان، سچ ہی،

چلن اون کے جتنے تھے سب وحشیانہ ۔ ہر اِک لوٹ اور [illegible]ین تھا یگانہ

فسادون مین کٹتا تھا اون کا زمانہ ۔ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے

درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

مگر اے سرزمین عرب، آج وہ دن ہی، کہ تیرا نام ورد زبانِ جہان ہی اور خلق خدا تیرا ذکر خیر کرتی ہی، کون سی آنکھ ہی جو تیرے درشن کو نہین ترستی، وہ کون زمین ہی، جو تیری دید کی تمنا نہین رکھتی، وہ کون سا ملک ہی، جس نے تیرے شاہ کا سکہ نہین مانا، اور وہ کون فرمانروا ہی جس نے تیری حشمت اور دبدبہ کو نہین جانا، اے خطۂ عرب تونے اب پرانا جامہ اُتارا، تونے نیا اوتار دھارا، اے عرب تونے نیا جنم پایا، جو تجھے رسول خدا ہاتھ آیا، تو فخر دین،

ہمالہ، گنگا و بھارت کا بلاپ

تو رشکِ ملت، تجھے اب ہر ناز روا ہی، اور جو تو کہے بجا ہی؛

تمھین ناز ہو نہ کیونکر نہ لیا ہی داغ کا دل   نہ یہ جنس ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

مگر کیا کہون عرب، رب کے رنگ نیارے ہین، داتا جسے چاہے دیدے، ورنہ تیرے ہاتھ آتے
یہ دولت محمدی! تجھے نصیب ہو یہ جمال احمدی! تجھے ملے یہ رسول عربی! کیا کہون عرب! اللہ بے نیاز
ہے، اے ہمالہ کی بلند چوٹیو، تم ہی کچھ کہو! سینکڑون رشیون نے تمھاری شفقت اور پیار کی گود
مین نواس کیئے، صد ہا جوگیون نے تمھارے پہلو سے محبت مین جوگ کمائے، ہزارون تپسیون نے
تمھاری آغوشِ اُلفت مین تپ دھارے، لاکھون گورُدن سِدھون نے تمھارے ان چرن
کنول ڈالے، مگر سچ کہنا، کہین دیکھا ہو تم نے وہ مکہ کا راج دلارا، کہین نظر پڑا ہو تمھین وہ
مدینہ کا پیارا، اے رود بار گنگا، تیرے پوتر جل نے پجاریون کو رام نام جپایا، تیری سیتل لہرون نے
مسافران عدم کو تھپک کے ابد کی نیند سلایا، تیرے پاک پانی نے پریم کے جوت کا دیا ہر پریمی
کے من مین جلایا، تیرے میٹھے میٹھے گھونٹون نے معرفت کے تشنہ لب کو آبِ کوثر کا مزہ چکھایا،
اے موجِ آبِ گنگا، جس کسی کی آنکھین تجھ سے دوچار ہوئین، تو نے اُسے گنگ منتر پڑھا کے
چھوڑا، اور جو خشک زبان تیری نظر پڑا، تو نے اُسے گنگا جل پلا کے چھوڑا، مگر اے آبِ رودِ
گنگا، مجھے اتنا تو بتا، کہین اُس آب زمزم والے سے بھی تیری آنکھ لڑی ہی، کہین اوس کی
مدنی نے بھی تجھ سے کوئی گنگا جلی بھری، اے دیارِ دِلی، کہین دیکھا ہو تو نے وہ اکبرِ زمان
کہین نظر پڑا ہو تیری وہ خسرو خوبان، اے تختِ طاؤس، کبھی مشرف ہوا ہو تو اوس شاہ
جہان سے، کبھی مزین ہوا ہو تو اوس نادرِ زمان سے، اے بھارت، تیرے یہ اونچے اونچے

محل اور کوٹ اور اون کی شان، اے ہند تیری دلفگار دلی اور تیرا آگرہ اجمیر ملتان،
تیرے گل وگلزار اور اون کی یہ سدا بہار، یہ رہی اور رہیگی، نہ مٹائے مٹی، نہ مٹے گی،
قادر نے تجھے یہ سب کچھ عطا کیا، داتا نے اپنی دیا سے تجھے ہر طرح مسرور کیا، مگر اوس مدن کا
مکہ اور وہ موہن کا مدینہ وہ کعبۂ اسلام وہ قبلۂ انسان! ارمان۔ وہ تجھے حق نے نہ دیا پر نہ دیا،
افسوس صد افسوس! اے دیار ہند! وہ کوہ نور تیری کان کو کریم نے عطا نہ کیا پر نہ کیا،

مگر اے بھولی بھارت تو اب غم نہ کھا، نہ نینون سے نیر بہا، بھلا اس سے اب کیا سود
یہ آہ وزاری لاحاصل ہی

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال　　　صد سال می توان بہ تمنا گریستن

جو یہ بازار کی جنس ہوتی تو تیرا کوئی نہ کوئی سپوت تجھے لا دیتا خواہ تن من دھن سبھی کچھ
نہ لٹا دیتا، پر بھارت۔ کوئی کرے تو کیا، یہ جنس ان مل ہے۔ اِسکا مول نہین، داتا کی دولت ہی
جسے اوس نے چاہی دیدی، تو اب صبر کی راہ لے اور حوصلہ کو توشہ بنا، تیرا تو سدا شیوہ تسلیم
رہا، تجھے اتنی بے صبری کس لئے،

بھارت بولی، مین صبر کی راہون سے اچھی واقف ہون اور حوصلہ کی منزلون سے
خوب آشنا، مجھ پر کیا کیا نہ بیتی اور مینے کیا کیا نہ سہا، پر مینے زبان سے کبھی اُف تک نہ کی، مگر
یہان تو نہ سوال ہمت کا ہی، نہ حوصلہ کا معاملہ، یہ تو خودداری کا میدان ہی اور ننگ و نام کا
جھگڑا، مین آن کی آن مین اِس پر اپنا آپ کٹا دون، مین گھڑی پل مین اس کے لیئے اپنی ہستی
مٹا دون، بھلا۔ عربستان کو ہندوستان پر عظمت، اوس دشتستان کو مجھ پر فضیلت، یہ بھلا مین

اپنی آنکھوں دیکھوں! بس! یہ نہ ہوگا! ہرگز نہ ہوگا!!

رسول عربی

اے رسول عربی۔ تو خود ہی ہند کی بیچارگی دیکھ اور ہندیوں کی چارہ سازی کر، اے احمد تیرے عشق نے اِک ہندی کے دل پہ زخم کاری لگائے ہیں، تو آ، دلنوازی کر، چودہ صدیاں شاہد ہیں، کہ کوئی یوسف تیرے پایہ کا کسی مصر میں کبھی عزیز نہ بنا، نہ کسی کی گرم بازاری ہی نے یہ رونق پکڑی جو حُسن حقیقت نے تجھے عطا کی، پھر کون ہو جو تیرا شہرۂ خوبی اپنے گوش ہوش سے سُنے، اور تیری کشش حُسن سے بچ نکلے،

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　　بسا کین دولت از گفتار خیزد

اے پریتم پیارے، میرے بھاگ تو کہاں کہ میں تیرے درشن کئے ہوتے، پر تو ہی نے کوئی سنبند کا ایسا جھروکہ بتایا ہوتا کہ جہاں سے تیرا نظارہ نظر پڑتا، مگر یہ کہاں! میری شوخ بخت

گفتا کہ چو کشتیم بزاری　　　زان پس رہ مرحمت نداری

بر دل رقم وفا نگاری　　　تو خود سر وصل ما نداری

من عادتِ بختِ خویش دانم

یا محمدؐ، سنتے ہیں جس بشر نے تجھے نظرِ دل سے دیکھا، اوس کا دل تیری ہی نذر ہو رہا، جس آنکھ نے تجھے ایک دفعہ نگاہِ شوق سے تاکا۔ وہ پھر مشتاقِ نگہ غیر نہ ہی، کہتے ہیں تیری چھب بڑی موہنی تھی، اور تیرا روپ انوپ تھا، تیری آنکھ جادو تھی اور تیرا کلام قرآن تھا، اے دلدار عرب سنتے ہیں۔ تیری پریت کی جوت جس من میں جگی، پھر وہ بجھائے نہ بجھی، اے تاجدار عرب کہتے ہیں،

غلام نرگسِ مستِ تو تاجدار انند　　　　خرابِ بادۂ لعلِ تو ہوشیار آنند

پھر اسے خسرو خوبی کرنا ایک تطاول چربی، بھلا دیکھ تو! تیرے در پر کھڑا دستِ سوال دراز کیے ہی، دے نام عشق کچھ زکوٰۃ حسن اُسے بھی، مانا کہ تیرا مداح خود کبریا ہے، مانا کہ تو حبیبِ خدا ہی مگر

یہ تو میں کیونکر کہوں تیرے خریداروں میں ہوں　　　　تو سراپا ناز ہے میں ناز برداروں میں ہوں

اے نازنین جو تیری ناز برداری بھی نصیب میں نہ ہو، تو نام مولا آنا تو کر ذرا پل بھر آ، اور آنا تو بتا جا، تجھے یار و اغیار میں فرق کیوں، تجھے دوست دشمن میں امتیاز کب سے، تجھے نیک و بد میں تفریق کس لیے، اے مایۂ ناز جو یہ نہیں، تو ہم سے بے رخی کیوں، پھر ہم سے حجاب کیسا۔ آ

بے حجابانہ در آ از درِ کاشانۂ ما　　　　کہ کسے نیست بجز درد تو در خانۂ ما



باب اوّل

عرب کی آبادی

عرب مین قبیلہ قبیلہ کے لوگ جدا جدا رہا کرتے تھے، ملک ریگستان تھا اور علاقہ پہاڑی بھاری قصبہ یا شہر آباد ہونا تو درکنار، بڑی آبادی ہی ایک جگہ ہونی محال تھی، بس جہان تھوڑا بہت پانی نظر آیا، ذرا سبزہ نے منھ دکھایا، وہین بیٹھ گئے، اور خیمے ڈیرے ڈال دیے وہین رہنے لگے اور اُسی جگہ اپنا ٹھکانا بنا لیا، یہی روش مکہ والون کی تھی، اور یہی رویہ گرد و نواح کے لوگون کا تھا،

حکومت مکہ

مکہ مین کوئی راج راجہ نہ تھا، بڑے بڑے قبیلون سے دس آدمی چن لیے جاتے تھے، وہی راج کا کام کرتے تھے، اور انھین لوگون مین سے خانۂ کعبہ کے متولی بھی ہوا کرتے تھے، مدتون یہی عملدرآمد رہا اسی طریق پر وہ لوگ کاربند رہے، ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا، کہ غنیم نے باہر سے آکر مکہ پر ایک زبردست دھاوا کیا، آنحضرت صلعم کے پردادا ہاشم نے وہ مقابلہ کیا اور ایسی جان توڑ کر لڑے۔ کہ دشمن کو شکست فاش ہوئی، اور اُسے بھاگتے ہی بنی، اس نمایان کام کے صلہ مین لوگون نے بزرگ ہاشم کو سردار مکہ مقرر کر دیا، اور یہ عہدہ میراث مین دیدیا،

آنحضرت صلعم کے والدین

آنحضرت صلعم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کی عمر کا چوبیسوان سال تھا، جب بی بی

آمنہ سے نسبت ہوئی، گھرانا بڑا تھا، اور خاندان شریف، اس دھوم دھام سے بیاہ رچا، دعوتیں دی گئیں اور خوشیاں منائی گئیں، بی بی آمنہ جو خوبروئی میں رشک مکہ تھیں تو خوش روی میں شہرہ عرب تھیں دن دونوں کے اچھے پریم پیار سے کٹنے لگے، مگر فلک ناہنجار اس نے بھلا کب کسے دو گھڑی آنند کی دی یا پل بھر چین ہی لینے دیا،

کوئی دم کیجئے کس طور سے آرام کہیں چین دیتی ہی نہیں گردش ایام کہیں

آغاز مسرت ہوا ہی تھا، کہ اختتام خوشی بھی ساتھ ہی ہو گیا، یک قلم کوہ غم آمنہ کے سر پہ آٹوٹا، بزرگ عبد اللہ تجارت کے لیئے سفر کو گئے تھے، واپسی پر جب مدینہ پہنچے، تو بیمار ہو گئے، بیمار بھی ایسے کہ جان سے لاچار، دفعتہً قضا نے آگھیرا، پیغام اجل آپہنچا، اور روح پرواز کر گئی، رضائے الٰہی ابھی عمر کا پچیسواں سال بھی ختم نہ ہونے پایا تھا، کہ قضا و قدر نے آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا، بی بی آمنہ کا نخل مراد ابھی بارور نہ ہوا تھا، کہ باغبان چمن عالم سے رخصت ہو گیا، وا حسرت، اُف ری بدنصیبی، بزرگ عبد اللہ کو وہ نونہال دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا، جسے جگت کو نہال کرنا تھا، اُسے کیا خبر تھی، کہ اُس کے لگائے ہوئے پودے تلے اِک خلق خدا سایۂ شفاعت ڈھونڈے گی، نہ اُسے یہی علم تھا، کہ اُسے گھر بہتی گنگا سے تشنہ لب جانا ہے،

جو رنج و صدمہ شوہر کی وفات سے بی بی کے دل پر گذرا، اوس کا تو کیا ٹھکانا ہی، مگر آنحضرت صلعم کے دادا عبد المطلب کی جو جانکاہ حالت ہوگی، وہ تو حد بیان سے باہر ہے، اُدھر سو سال کی عمر گویا حد پیری بھی ہو چکی تھی، اِدھر سب سے چھوٹے لخت جگر اور سب سے پیارے سپوت کا عین عالم شباب میں رحلت کر جانا، خدا امان دے، اللہ دشمن کو بھی اِس صدمہ سے محفوظ رکھے، بزرگوار کے

دل پر کیا کیا نہ گذرتی تھی، بیٹے کے درد سے بے بس وبے قرار، اور اوس کے دُکھ سے لاچار، بے اختیار ہو جاتا اور بار بار یہی زبان پر لاتا، کہ کیا مینے اُس راحتِ جان کو اسی لئے پالا تھا۔ کہ آج اِس بڑھاپے مین دنیا کے دُکھڑون کا ورثہ باپ کے لئے چھوڑ جائے اور آپ چلتا بنے، اے اجل، اگر تو نے میرے دن ختم کر دئیے ہوتے، تو آج مین اِس عذاب قیامت سے جو میرے لخت جگر کی رحلت سے مجھے دیکھنا پڑا ہی، بچ گیا ہوتا، مین اپنی آنکھون وہ شمع روشن تو گل ہوتے نہ دیکھتا الغرض بزرگ کی بے قراری کا کچھ ٹھکانا نہ تھا،

صدائے غیب

اِدھر یہ بکیسی اور بے بسی کا عالم تھا، اُدھر فرشتۂ غیب کہہ رہا تھا، کہ اے ہمت کے ہیٹے اور حوصلہ کے پست، اِس وسعت خیال کے میدان مین تو اِس قدر تنگ خیالی سے کام نہ لے، اور نہ عقل کی باگ ہاتھ سے دے، جس نصیب سے تو بہرہ ور ہے، اوس کی تجھے کیا خبر، جو بھاگ بھگوان نے تیرے لئے لکھے ہین، اون کا تجھے علم ہی کہان، کدھر ہے تیرا دھیان اور تو ہے کس سوچ مین، ذرا ہوش کی لے، اور عقل کی آنکھ کھول، جس یتیم کو گنگا کے پریم نگر مین اپنی چھب دکھلانی ہے، وہ ابھی تیری آغوشِ الفت مین آکر نہین بیٹھا، جس شمع کو اپنی اچنبہ روشنی سے عرب کا اندھیرا اُجالا کر دینا ہی، وہ ابھی روشن نہین ہوئی، جس چندر ما کو بھارت مین چودھوین کا چاند بنکر چمکنا ہے وہ ابھی نہین نکلا، جس مہر انور کو اپنے نور سے عالم کو بقعۂ نور بنا دینا ہے، وہ ابھی نمودار نہین ہوا، جس موذن کی بانگ کو عرب کے کھنڈرون سے نکل کر ہمالہ کی چوٹیون پر گونجنا ہی، وہ ابھی ممبر پہ نہین چڑھا، جس نامور کو تیرا نام نامی شہر بہ شہر رشک عالم بنانا ہے، وہ شہرۂ آفاق ابھی تیرے ہان پیدا نہین ہوا،

ابھی یہ اوس فرشتہ کی زبان پر ہی تھا کہ

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت | بڑھا جانبِ بوقبیس ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطحا نے کی وہ ودیعت | چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا

دعائے خلیل، و نویدِ مسیحا

سورہ بقرہ کے رکوع پندرہ مین رقم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ اے خدا، مکہ والون مین ایک نبی انھی مین سے بھیج، ایسا ہی سورہ صف کے پہلے رکوع اور انجیل یوحنا کی سولھوین باب مین حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم کو بشارت دی تھی، کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا، نام اوس کا احمد ہوگا، آنحضرت صلعم نے خود بھی فرمایا ہے، کہ مین اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہون، آخر وہ نیک ساعت آپہنچی جس کا اشارہ تھا، اور وہ شبھ گھڑی آگیا جس کا وعدہ تھا، چڑھا وہ سورج بھگوان جس کی سنہری کرنون سے شرق مین جگمگ جگمگ ہونے لگی، نکلا وہ چودھوین کا چاند جس کی چاندنی سے غرب کی تاریکی روشن ہونے لگی، خالق خود خاکی پیرہن پہن آیا،

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش | من انداز قدت را می شناسم

بی بی آمنہ کے ہان پوت ہوا، پوت وہ سپوت کہ جس کی آمد سے عرش فرش پر اوس کی دھوم ہونے لگی،

بطحا کا باشی من موہن جب فرش پہ آیا تن مین | تب کا سے کہون مین سے ری سکھی جو دھوم مچی کون مکان مین

سب حور و ملائک جن بشر ساتون ہی فلک اور سماسے نبی — تھی صل علی کی دھوم مچی آتی تھی صدا یہی کانن مین

صانع نے اپنی صنعت کے کرشمے بارہا دکھائے، طرح طرح کے شعبدے رو بنائے، اور عجیب و غریب مہرو دکھائے، مگر ذات حق نے اب کے وہ کانِ خوبی دکھائی، کہ جہان سے عالم بھر کے خوبان نے اپنی اپنی ملاحیت پائی،

جب حسنِ ازل پردۂ امکان مین آیا — ہر رنگ بھر رنگ ہر اک شان مین آیا

حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہی — جس وقت کہ وہ صورتِ انسان مین آیا

گل ہی، وہی سنبل ہی، وہی نرگسِ حیران — اپنے ہی تماشہ کو گلستان مین آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے — ہر تار مین بولا وہ ہر اک تان مین آیا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن — مذکور یہی آیت قرآن مین آیا

دادا کا خوشی منانا

بزرگ عبد المطلب نے جو سُنا کہ میرے گھر پوتا پیدا ہوا ہے، بے اختیار ہو گیا، بچہ کو جو دیکھا تو خوشی سے آنسو پھوٹ نکلے، بار بار اُس ننھی جان کو چھاتی سے لگاتا تھا، اور پھولا نہ سماتا تھا، اب تو کیا تھا، اوس کا سبھی غم غلط ہو گیا، اور طبیعت خوشی سے مسرور ہو گئی، بیٹے کی موت کے زخم پوتے کی ولادت کے مرہم نے بھر دیئے، شاخ غم خشک ہو گئی، اور راحت کی کلیان کھل آئین باوجود اِس بڑھاپے کے جگہ بجگہ مجلسین کین، راگ رنگ منائے اور شادیانے بجوائے، گھر گھر جشن کیئے اور پن دان دیئے، دادا کو اپنا مرحوم بیٹا دوبارہ نظر آنے لگ گیا، اوس کے لیئے تو گویا عبد اللہ نے از سرِ نو جنم لیا، بھلا اُسے یہ کہان علم تھا، کہ یہ اوس سرور کائنات نے جنم لیا ہی، جس کے نام کا ڈنکا چار کونن مین بجے گا، اور جس کا جھنڈا صحرائے ہستی پر لہرایا

گر لیگا۔ کہ نہ اُسے باد شرق ہلا سکیگی نہ صرصر غرب گرا سکیگی،

ماں کی مسرت

اِدھر ماں کی یہ کیفیت تھی، کہ یا تو ہر وقت دامن آنسوؤں سے پُر تھا، اوٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے آہ سے کام تھا، یا نالہ سے غرض، نہ خود کسی سے ملنا ملانا نہ کسی اور کا ملنا اُسے بھاتا، اب کوئی اظہار ہمدردی اوس سے کرے بھی تو کیا، اور جو اوس کا دِل بہلائے بھی تو کیونکر، بس یہاں تو حقیقت وہ تھی، کہ

بر واے طبیبم از سر کہ ز سر خبر ندارم　　بخدا رہا کنم جان کہ ز جان خبر ندارم

یا اب یہ حال تھا۔ کہ جو ہین بچہ سامنے نظر آیا، ہر غم متبدل بہ راحت ہو گیا، دنیا سے از سر نو وابستگی ہو گئی اور عالم سے ٹوٹا رشتہ بندھ گیا، نینون سے گیا گذرا نور پھر واپس آنے لگا، وہ احمد جس کی آمد بی بی کو فرشتہ نے خواب مین بتائی تھی، ملک الملائک نے آنکھون کے سامنے لا دکھایا، پھر تو کیا تھا، جہان وحشت دن رات برستی تھی وہان راحت نے آ اپنا بسیرا بنایا، دن خوشی کے تھے اور راتین چین کی، ماں بچہ کو جو دیکھتی تو باغ باغ ہو جاتی، بچہ کی نظر جو کہین ماں پر جا پڑتی، تو اوس کی سو سو بلائین لیتی، اور ہزار جان سے اوس پر قربان ہو ہو جاتی، لوگ جو بچہ کو دیکھنے آتے تو اُسے بھولی پیاری ننھی شکل بتاتے، کہتے اِس کے لب لعل ہین اور چشم جادو،

تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا　　جادو ہین تیرے نین غزالان سے کہونگا

دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی　　جا کشورِ ایران مین سلیمان سے کہونگا

خویش و اقارب بی بی سے یہی کہتے، کہ بی بی تجھے مبارک، آمنہ تجھے سو سو مبارک، تیرے سوئے بخت جاگے جو تیرے گھر لڑکا پیدا ہوا، اِسے حیاتی ہو، اِسے جوانی نصیب ہو، اِس کا

اقبال بڑھے، اِس کا ستارہ چمکے، بی بی یہ بڑا ہی حسین ہے، یہ کیا ہی عجب نازنین ہے،

اے چہرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری — ہر چند وصفت می کنم در حسن زان بالاتری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام — بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
تا نقش می بندد فلک کس را نداد این نمک — حوری نہ دانم یا ملک فرزند آدم یا پری
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر — شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری — وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

بچہ کو طواف کرانا

مطابق رسم و رواج عرب کے اب بچہ کو خانہ کعبہ لے جاتا تھا، چنانچہ عبدالمطلب نے اُسے گود مین لے لیا، اور طواف کو لے چلا، حرم محترم مین پہنچکر بزرگ نے اون سلون کو سجدہ دیا اور بتون کے آگے سر جھکایا، اور اون کے حضور مین دعا مانگی، کہ اے بتو، میرا بخت خفتہ بیدار ہوا، میرا بھولا بھٹکا نصیب یاور ہوا، جو میرے بیٹے کے گھر بیٹا ہوا، اے مندر کی مورتیو، میرے بچہ کو حیات بخشیو، اور اس کی عمر دراز کیجیو، وائے حسرت،

بزرگ کی بھلا وہ دوربین آنکھ کہاں، کہ وہ دیکھ سکتا کہ میرے بچہ کے دست قدرت مین تو ان بتون کی اپنی حیات ہی، اور اس کے بازوے ہمت مین اِن کی اپنی عمر درازی، مین بھلا اِس بتکدے مین یہ کیا دعا مانگتا ہون، اور اس صنم خانہ مین دست بدعا کس سے ہون، راز ربی سو سال کا بڈھا بزرگ، عمر گذری مورتی پوجن مین، سینکڑون پجاریون کو اِن کی پوجا کرتے اور جاتریون کو اِن کی آستین چومتے دیکھا، مگر یہ نہ دیکھا کہ بھلا اِن سے تسکین قلب کسی کو ہوئی بھی، آخر خدا کی شان اِس پر پھر بھی اوس کا اعتقاد کامل، اِن ہی کی ذات پر کہ جو ملیگا

تو ان ہی کے در سے، اور جو بگڑا ہی کبھی بنی تو ان ہی کے جناب سے،

بھولی دنیا۔ بھلا بتون نے کب کسی سے وفا کی، ایک نہین کوئی ہزار جان سے! ان پر نثار ہو، تن من دھن سبھی لٹا دے، کوئی من چلا ان کی آستین پہ سر گھسا دے، مگر یہ وہ ذات ہین، کہ کبھی خاطر مین نہ لائین اور آنکھ سے آنکھ نہ ملائین، بڑے بڑے خاندان انھون نے تباہ کیئے۔ بڑے بڑے خوبرو جوان انھون نے فنا کیئے، بتون سے وفا ڈھونڈھنا، ان سنگدلون سے پیار کرنا، خدا اپناہ دے، ان کا عشق بری بلا ہی، نہ اس کے ڈسے کا علاج نہ کاٹے کا منتر مگر کون سمجھا دے اس بزرگوار کو؟ اور کوئی اوس سے کہے بھی تو کیا؟ اوس کے لیئے لات و ہبل تو ناتھ و نند تھے، وہ بھلا کہان کسی کو سنتا تھا،

بت پرست بزرگ نے بتون کے گرد آخر بت شکن بچہ کو پھرایا، طواف کیا، اور سجدہ کرایا، اس رسم و رسوم سے فارغ ہو گھر واپس آیا، اور سب کنبہ قبیلہ کو بلوایا، خویش برادری اکٹھے ہوئے، راگ رنگ کی محفل رچی، اور بچہ کا نام نامی اسم گرامی محمد رکھا گیا،

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا   کہ میری نطق نے بوسے مری زبان کے لیئے

بچہ دودھ پلانے والی کے حوالہ کرنا

بچہ نے ابھی چند ہی روز مان کا دودھ پیا ہوگا، کہ اوسے ملک کے رسم و رواج کے مطابق ایک دودھ پلانے والی [illegible] کے سپرد کر دیا گیا، چار سال تک اوس نے اسی کی گود مین پرورش پائی، اور اسی کے ساتھ رہا، یہ دو دفعہ سال مین بچہ کو مان کے پاس دکھلانے لایا کرتی تھی، مان جو بچہ کو دیکھتی، تو باغ باغ ہو جاتی، کہتی اس غنچہ دہن نے مجھے نہال کر دیا ہے، مگر اوسے یہ خبر نہ تھی، کہ اس نونہال کی مہک کو چمن عالم کو نہال کر دینا ہے، عرب مین [illegible] خاندانی

بچہ دو برس تک انا ؤن کی گود مین پرورش پایا کرتے تھے، مگر بی بی بڑی دور اندیش تھی، اُس نے بجائے دو کے چار سال بچہ کو حلیمہ کے پاس ہی رہنے دیا، تا کہ شہری عفونت سے دور دیہاتی آب و ہوا مین یہ سبزۂ حُسن نشو و نما پائے، اور آئے دن ضعف کا نوالہ اور امراض کا شکار ہی نہ ہوا رہے،

بظاہر بچہ کی ماں سے یہ علیٰحدگی کوئی بڑی بات معلوم نہ ہو، مگر فی الحقیقت یہ ایک بھاری بات ہی، کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہی، ایک نوجوان بی بی، پھر بیوہ، اُس پر اکلوتہ بچہ، ایسے بچہ کو اپنے سے علیٰحدہ کرنا اور چار سال تک اُس سے علیٰحدگی رکھنا کارے دارد، بچہ سے جدائی اختیار کرنا بدین خیال کہ اسے تن توانائی حاصل ہو، بلا سے مجھے غمِ جدائی کا سامنا ہوتا ہے تو ہو، یہ ہر کہ و مہ کا کام نہین، یہ اُسی نیک و زیرک ماں کا کام ہے، جو نہ صرف دور بین آنکھ رکھتی ہو، بلکہ جسے صبر و شکر کا یارا بھی ہو، یہ ایک وصف خداداد ہی، ورنہ کسی خوبرو مین یہ خوبیان! حسن و دانش کا پیوند! یہ ایک اچنبھا ہی، ہم نے تو جس حسین کو دیکھا، اجہل ہی دیکھا، صانع نے جسے شکل دی، اوس سے پہلے عقل لے لی، مگر ایک آمنہ تھی، کہ جس مین یہ جوڑ و میل برابر کا موجود تھا۔

ماں کی موت

ماں کی یہ دلی مراد خوب بر آئی، بچہ کی صحت کے نہال نے ایسی جڑ پکڑی، کہ مصیبتون کے سینکڑون طوفانون سے اُسے مقابلہ زندگی مین پڑا، مگر وہ اوسکا پتہ تک نہ ہلا سکے، افسوس ہے تو یہ کہ ماں کو اپنی محنت کا شجر پھلا پھولا دیکھنا نصیب نہ ہوا، ماں بیٹے نے بمشکل تمام دو ہی سال اکھٹے گذارے ہونگے، کہ قضا و قدر نے پردۂ مفارقت درمیان مین ڈال دیا، حضرت آمنہ راہی ملک عدم ہوگئین، اور چھ سال کا خورد سال پیچھے چھوڑ گئین، عبرت کا مقام ہی، کہ ماں بے بس،

بستر مرگ پر پڑی ہے، اور بچہ کی بیکسی پر دم بخود ہے، دل مین کہتی ہی، کہ بس اب گھڑی ہے کہ پل، کون اس کی دیکھ بھال کرے گا نہ اِس کا کوئی بھائی ہو نہ بہن، باپ قدرت نے پہلے ہی لے لیا تھا، اب مین بھی پا بر کاب ہون، ہائے ری میری قسمت، اُف ری میری شومی بخت، ماں حسرت بھری نگاہ سے جانِ مادر کو بار بار تکتی، مگر حالت نازک تھی اور وقت نزع کا، آنکھ اُٹھانا اور نظر بھر کر دیکھنا بھی تو کٹھن ہو رہا تھا،

بچہ کی حالت

اُدھر بیٹا ششدر و حیران سر جھکائے غم کی شکل بنائے کھڑا تھا، کہ یہ کیا ہو رہا ہے، باپ کا نام و نشان نہ دیکھا، ماں دیکھنی نصیب ہوئی تھی وہ بھی اب چلی، یہ دردناک نقشہ دیکھکر خویش و اقارب خون روتے ہون گے، اور شہر کے لوگ واویلا کرتے ہون گے، کہ یہ کیا ہونے لگا ہی، کوئی آنکھ نہ ہوگی جو آنسوؤن سے تر نہ ہو، اور کوئی دل نہ ہوگا، جو دُکھ کے دریا مین ڈوبا ہوا نہ ہو، ہر جگہ سکتہ کا عالم ہوگا، اور شہر ماتم کدہ بن رہا ہوگا،

بچے بیچارے مصیبت کے مارے سنبھلنے بھی نہ تھوڑا ہی وقت گذارا ہوگا، کہ ایک اور آفت اُسکے سر پر ٹوٹ پڑی، جو آسرا دادا کا تھا، وہ بھی جاتا رہا یہ بزرگ عبد المطلب بھی چل بسا، اور آٹھ سال کا یتیم بچہ پیچھے چھوڑ گیا،

بس اب تن تنہا واحد جان، دُکھون کے ساتھ دو دن کے سامان کرے تو کیا اور جائے تو کہان، نہ باپ کی شکل دیکھی نہ مان کی گود کے سوائے کوئی آرام، اب طرح طرح مصیبتون سے مقابلہ پڑگیا اور دنیا کے جھگڑون سے معاملہ، یتیم تو باپ کی موت ہی نے کر دیا تھا، مگر دادا کی وفات نے کاسۂ غم بالکل لبریز کر دیا، مرضی مولی، شریف گھرانے کا، سردار قریش شریف مکہ کا پوتا، آن کی آن مین بیکس

وبے خاماں ہوگیا مگر اس بچہ کو یتیم کرنا بھی شاید راز ربی تھا، ذات حق کو اُسے ایک خاص منصب عطا کرنا تھا جس کے سرانجام کے لیئے تجربہ ذاتی کی اتنی ہی ضرورت تھی، جتنی کہ مشاہدۂ اصلی کی، چنانچہ حق نے جب اُسے اُس عہدہ سے سرفراز کیا، اور امتحان مین ڈالا، تو پھر وہ یتیم کیا خوب اُترا،

مصیبت مین غیرون کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماوی — یتیمون کا والی غلامون کا مولیٰ

امین اور صادق کا خطاب پانا

اب پیچھے تو کون تھا، جو یتیم کو سنبھالے، بھلا ماں باپ کے سوائے کون کسی کو پالے، مگر خدا کارساز ہے، آپ کا چچا بزرگ ابو طالب ایک بڑا کنبہ پرور شخص تھا، اوس نے نہ صرف بچہ کی بچپن ہی مین پرورش کی، بلکہ جوانی مین بھی پورا پورا ساتھ دیا اور بڑھاپے تک برابر شامل حال رہا، بڑا وفادار مرد تھا، وہ وفا کا نام رکھ گیا، بزرگ نے اپنے ساتھ ہی آپ کو کام بیچ بیوپار کا شروع کرایا، اور دونون چچا بھتیجے اکٹھے باہر اندر آنے جانے لگ گئے، پچیس برس کی عمر تک آپ کو زیادہ تر مصروفیت و مشغولیت تجارت مین ہی رہی، اور جہان کہین باہر جانے کا اتفاق ہوا، چچا کے ساتھ ہی گئے، ایک دوسرے سے پل بھر کی جدائی بھی دوبھر معلوم ہوتی تھی، آپ نے تجارت کے کام کاج کو بہت اچھا نبھایا، اور اپنی طرز خوبی اور طریق حسنہ سے اپنے کاروبار مین بڑا نام پایا یہان تک کہ آپ کو لوگون نے صادقؔ اور امینؔ کے خطاب سے مخاطب کرنا شروع کر دیا،

تجارت و صداقت

تجارت و صداقت ہر دو ضدین ہین، ان کا ساتھ ساتھ نبھانا گویا آگ پانی ملانا ہے، انکا اکٹھا کرنا کارے دارد، تجارت اول تو پیشہ ہی ایسا ہے کہ جس کے اشتیاق کی اگنی کو اگر حسد و حرص کی ہوا کے بھوت ساتھ ساتھ دھونکتے نہ رہین، تو بیچ بیوپار کا گرم بازار آناً فاناً ٹھنڈا

ہو جائے، خواہ کوئی کتنی ہی جنس بے بہا کیون نہ رکھے، جب تک اُسے دھوکے کا رنگ نہ دے اور اُسے فریب کے شیشے مین نہ اُتارے، کوئی اُسے لینے کا نام تک نہین لیتا، جس جگ مین محبت کا معیار زر اور پریت کی پرکھ پیسا ہو گیا ہو، وہان مال و متاع کے خریدارون کی دلداری بھلا بجز ریاکاری کہان ہوئی، ایسے زمانے مین جب زر کا اِس قدر زور ہو اور محبت کا عالمگیر قحط تو مکر و فریب سے بھاگنا اور راستی پر چلنا، جھوٹ سے کنارہ کرنا اور صادقؔ اور امین کہلانا یہ کسی کا کام ہی

پھر سچ بولنا کس روئے زمین پر؟ عرب کے اندھیرے مین، جہان نہ عقل کی روشنی ہو نہ تمیز کا اُجالا جسے دیکھو اندر باہر سے کالا، جہان لوگ ہر کالے فن مین ماہر ہون، اور ہر سیاہ ہنر مین طاق، وہان اگر راستی جائے تو اپنا منھ ہی کالا کرانے جائے، ایسے بدکردارون مین نیکوکار ہو کر رہنا یہ کسی کا کام ہے، کوئی ہے آدم کی اولاد سے ایسا! کوئی ہی مردِ میدان اِس طرح کا مدعی ہو، وہ آئے نکلے اور دکھائے اپنا کرتب،

پھر سچ بولنا کس عمر مین، جب سِن ہو بیس پچیس، عین جوانی اور اندھی مستانی، یہ عمرِ زندگی کا وہ حصہ ہی، جب سچ بولنا تو در کنار، سچ سوچنا کہ سچ کہا جائے یا جھوٹ، اِنسان خاطر مین نہین لاتا، یہ بلا کا وقت ہی، اِس وقت جوانی کی اُمنگ اور شباب کے ولولہ اپنی دھن مین بشر کو ایسا منھ زور اور بے لگام لئے جاتے ہین، کہ وہ دائین بائین نگاہ تک نہین کرتا کہ کون سی راہ راست ہے اور کدھر کو ہے کج روی، اُسے خبط ہی تو بس اِک اپنے خیال سے کہ جس طرح بھی ہو، یہ خبط پورا ہو، جھوٹ موٹ جو بھی بن آئے، بناؤ۔ مگر اپنا جنون نبھاؤ، یہ جوانی بڑی بُلا ہے، اِس کا امنڈا ہوا دریائے، الامان، جوئیے جوانی کی ایک لہر جو آئے، تو تمام خرمن ہوش و حواس کے بہا لیجائے،

اِس کے شباب کی اُمنگ کا دریا جو کبھی جوش و خروش مین آجائے، تو عقل و خرد کے تمام اشجار کو جڑ سے اُکھیڑ لیجائے اور جو کبھی اِس کے دلولون کی ندی نالے طغیانی پر آجائین، تو بڑے بڑے گنی پنڈتون اور دھرم وان کبیشرون کو معہ اون کے سب گیان گوشٹ کے آگے بہا لیجائے،

عمر کے اِس عالم مین صادق القول بننا بشر کی مقدور سے دور ہی، اور انسان کی طاقت سے باہر، یہ بات ہی کچھ اور ہے، آؤ لوگو، دیکھو، یہ طلسم حق ہی، اے آنکھ والو دیکھو تربیت کے سلسلہ کو برہم نہ کرو، اور نرنکار کے نور کو اجسام خاک مین نہ ملاؤ" آؤ، اس امین کو دیکھو، یہ امن روپ ہی یہ سندر سروپ ہی، اے کانون والو، اِس صادق کی سنو، یہ کانِ قرآن ہے، یہ صداقت کا پیغام ہی،

خدیجہ کو تلاش منتظم

اِن دنون مکہ معظمہ مین ایک بیوہ بڑی شریف گھرانے کی متمول رہا کرتی تھی، نام اوسکا خدیجہ تھا، اور عمر کوئی چالیس کے قریب تھی، دولت حسن، خدیجہ کی بڑی تھی، مگر دنیا کا مال متاع اوس سے بھی کہین زیادہ تھا، البتہ اگر کمی تھی تو یہ کہ اُسے کوئی لائق منتظم نہ ملتا تھا، جو اوس کے کاروبار کو خوش اسلوبی سے سنبھالے، جس کسی کے سپرد وہ کام کرتی تھی، وہ اُسے جمع خرچ پورا کر دکھاتا تھا، باقی خیر و عافیت، اسلئے خدیجہ کو بھلے آدمی کی تلاش پڑی رہتی، مگر کام کا آدمی بھلا کہان ملے، اوس نے کوشش نہ چھوڑی اور جستجو برابر رکھی، آخر اوس کے کانون تک بھی آپ کی دھاک جا پہنچی، کہ اِک نوجوان لڑکا محمدؐ نامی بڑا ہونہار ہی، واک کا سچا، اور زبان کا پورا ہی، سچائی سے ایک قدم پرے نہین ہٹتا، اور جھوٹ کے نزدیک نہین جاتا، لقب اوس کا امین اور خطاب اوس کا صادق ہی، خدیجہ کہنے لگی کہ جو ایسا آدمی میرے ہاتھ آجائے تو میرا سبھی بگڑا کام بن جائے، اوس بگڑی بنانے والے کو یہ منظور تھا، کہ خدیجہ کا نہ صرف ایک ہی

خدیجہ کی ملازمت

بگڑا کام بن آئے بلکہ اُسے ایک ایسا کارساز مل جائے، جو اوس کا دائمی ساتھ نبھائے، چنانچہ بی بی نے آپ کو ایک پیغام بھیجا، کہ جو تم میری ملازمت اختیار کر لو، اور میرے کام کو حسن انتظام سے نبھاؤ، تو میں تمھیں اوس آمدنی سے دوچند دیا کرون گی جو اب تمھیں ہوا کرتی ہی، مجھے دیانت دار اور راست گفتار آدمی کی بڑی چاہ ہی، تمھاری سچائی کی خوبی اور دیانت کے شوق نے مجھے تمھارا شائق بنا دیا ہی، جو تم میرے مال کو اپنا مال سمجھو اور میرے نقصان کو اپنا زیان، تو پھر کوئی حق خدمت بھی جو تم مانگو، مجھے دینے مین دریغ نہ ہوگا، جو یہ شرائط تمھیں منظور ہون، تو مجھے تم ہر طرح مقبول و منظور ہو،

آپ کو جو یہ پیغام آیا، تو آپ نے بعد صلاح مشورہ اپنے چچا کے یہی فیصلہ کیا کہ ایسی قدر شناس عورت کی ملازمت ضرور اختیار کر لینی چاہیئے، چنانچہ آپ خدیجہ کی خدمت مین چلے گئے، آکر کام کاج سنبھال لیا، اور کاروبار کرنا شروع کر دیا،

خدیجہ کا دل بیٹھنا

ابھی تک تو سب سنی ہی سنائی شہرت تھی، جس پر خدیجہ نے آپ کو اپنا ملازم مقرر کیا تھا، اب اوس نے اپنی آنکھوں بھی دیکھا کہ نہ اسے دکھلاوے سے غرض ہی، نہ مشتری سے کام، نہ اسے دن چین ہی نہ رات آرام تو خدیجہ جب یہ دیکھتی تو خوش و خورم ہو جاتی، اور ہو کیون نہ، کام اوس کا دن بدن بڑھنے لگا اور ستارہ اوس کی دولت کا چمکنے لگا، جون جون آپ کی قدر و قیمت خدیجہ کے دل مین بڑھتی گئی، ویسے ہی ساتھ ساتھ محبت کی شمع بھی اوس کے دل مین روشن ہوتی گئی، آنکھو والو، آنکھین بڑی نعمت ہین، خدیجہ آنکھ رکھتی تھی، اُسے احمد کے اُجالے مین حقیقت حق نظر آنے لگ گئی، اُدھر وہ سراپا نور، اِدھر یہ حقیقت بین نین، بھلا اثر کیسے نہ پیدا ہو، خدیجہ کو الفت کی لو لگی، اور اوس کے من مین کسی کے پریم کی جوت جلنے لگی، کیا صداقت و کیا دیانت داری، کیا خوبروئی و کیا خوش گفتاری

سب نے مِل جل کر ایسا چھاپہ خدیجہ کے دل پر مارا کہ اُسکا قلعۂ دل تسخیر ہو ہی گیا

دل می رود ز دستم صاحب دلان خدا را | دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا
کشتی شکستگانیم اے بادِ شرط برخیز | باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را
اے صاحبِ کرامت شکرانۂ سلامت | روزے تفقدے کن درویشِ بینوا را

عشق احمدی کی ترنگ

خدیجہ دل ہی دل مین کہتی ہوگی، کہ کل تک تو مین اچھی بھلی تھی، اب بیٹھے بٹھائے، مجھے یہ کیا ہونے لگ گیا، یہ اب بات بنیگی کیسے، ایک تو خلقت مجھ پر طعنہ کریگی، کہ چالیس کا تو اس کا سن ہو گیا ہو اور ابھی اسے برابر دنیا ہی کی دھن لگ رہی ہو، اوس پر مشکل یہ کہ میرا تو ادھر آغاز انجام ہو اور جوانی کا قصہ تمام ہو، اُدھر وہ رنگیلا، رسیلا جوان، حسینون مین بلا کا حسین، نازوالون مین اعجوبہ نازنین، وہ مدھ بھرے نین وہ بانکی ترچھی نگاہین، وہ رُخِ انور اور اوپر کالی بلائین،

رخِ تو رونقِ قمر بشکست | لبِ تو قیمتِ شکر بشکست
من ز اوّل شکستہ پا بودم | عشقت آمد مرا بسر بشکست
ترکِ چشمت مرا بہ نیزہ بزد | نوکِ آن نیزہ در جگر بشکست
بر درِ دل رسید و حلقہ بزد | پاسبان خفتہ بود در بشکست

خدیجہ کی بتون سے آرزو

ان ہی ترنگون مین خدیجہ کا دن سے رات اور رات سے دن ہو جاتا، نہ کوئی تجویز بن آتی، نہ کوئی تدبیر ہی سوجھتی، ہر وقت اسی خیال مین رہتی، کہ کوئی ایسی صورت بن آئے، جو من کی مراد بر آئے، اوس بیچاری کو اب دن رات یا تو کعبہ کا طواف تھا، یا بتون کی پوجا، اون کے حضور مین جا دعائین مانگتی، اور اون کے روبرو منتین مانتی، خدا کی شان، خدیجہ بتون کے سامنے اوس بت ممکن بتی کی

آرزو مین جا جبین نیاز ملتی، بہت وقت ایسے ہی اوس نے گذارا، کہ کچھ اوس کا مینے بھلا بنا ہی کیا تھا،
آخر ایسی دل برداشتہ ہوئی، اور اوس کے شیشۂ دل مین ایسی ٹھیس لگی، کہ اُسے اندر ہی اندر بتون
سے نفرت پیدا ہونے لگ گئی اور جون جون آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات سے خدیجہ کا عشق بڑھتا گیا،
ساتھ ہی ساتھ بتون سے دل ہٹتا گیا، ایک دن جو طبیعت اوس کی بہت تنگ ہوئی تو بے ساختہ کہنے
لگی، کہ مینے اِن کعبہ کے بتون سے آخر کیا پایا، ناحق رو رو اپنا آپ ہی گوایا، مینے چھوڑے یہ بت بے پیر،
نہ اِن سے کوئی تجویز بن آتی ہے نہ تدبیر، یہ سِل پتھر کی مورتی ہین اور کالے کاٹھ کے بُت، اِن مین کیا ہی
کیا ہے لعنت ہو اِن پر اور پھٹکار اِن کے پوجنے والے پر، نہ مجھے اِن کا بھروسہ رہا ہے نہ اِن پر اعتقاد،
اب میرا بت ہے تو ایک، اور دلدار ہے تو ایک، اب سر بسجود ہونگی تو احمدؐ کی جناب مین، اور دست بدعا
ہونگی تو محمدؐ کے حضور مین، کہان مین اِن نامحرمون کے پاس روز جاؤن، آور حالِ دل اِن سنگدلون کو
سُناؤن، اب اِن کے آگے دست سوال دراز کرون، بس ہو چکے میرے سوال اور وے چکے یہ جواب
میرے من کے مندر مین بسے ہے میرا محمدؐ، مین کیون نہ یہ راہِ مستقیم لون اور دلدار کی درگاہِ عالی پہ خود
جا حاضر ہون، چاہے اب تمام عرب مجھ سے منھ موڑ جائے چاہے سارا جگ مجھے چھوڑ جائے، بس مین
اب پوجون گی تو اِک دلدار محمدؐ کو،

سر سلسلۂ اہلِ جنون، موئے محمدؐ | محرابِ عبادت خمِ ابروئے محمدؐ
والشمس کنایہ بود، از روئے محمدؐ | واللیل اشارت کند از موئے محمدؐ
بر باد دہد خرمنِ صد طبلۂ عنبر | یک نفحہ رسد گر ز دو گیسوئے محمدؐ
تا گل بچکد از عرقِ روئے محمدؐ | شد بلبلِ جان شیفتۂ روئے محمدؐ

خدیجہ نے اب ارادہ مصمم کر لیا، کہ مین خود جاؤن اور رازِ دل آنحضرت صلعم سے جتاؤن، اور یہ کہون کہ اے صادق، مجھے قسم ہے تیرے نقش کفِ پاکی کہ تو دیانت مین شہرۂ آفاق ہی، اور راستی مین رشکِ عالم، مگر تو ہی مجھے راستی سے اتنا تو بتا۔ کہ تو نے میرے دل سے دیانت کی؟ اے امین، کب مینے یہ دل تیرے پاس امانت رکھا تھا، مینے تو صرف اپنا زر و مال تیرے حوالہ کیا تھا، دل کا بیوپار تو تیرے سپرد نہ کیا تھا، تو نے یہ کیون لوٹ لیا، اِس شبخون کا مجھے تجھ پر شبہ بھی نہ تھا، نہ تیری ذات سے اِس دھاڑ مار کا اندیشہ، کہنے لگی۔ بس مین یہ سب کچھ کہون گی، پھر دیکھون گی۔ بھلا کیا جواب اوس سے بن آتا ہی، مگر ساتھ ہی دل مین یہ بھی کھٹک گئی، کہ باتین تو یہ سب کہنے والی ہین، مگر کہے گا کون،

یہ دستور ہے زبان بندی ہی کیسا تیری محفل مین یہان تو بات کرنے کو ترستی ہی زبان میری

شاہ اگرچہ خود خدیجہ کے ملازمون سے تھا، مگر ہیبتِ حسن اور رعبِ عشق بھی تو بلا کا اثر رکھتے ہین، کیا مجال کہ خدیجہ کا لب گفتگو کو ہل سکے، بہت جد و جہد اوس نے دل سے کی، کہ سامنے ہو آنکھ سے آنکھ ملا بات کر سکے اور رازِ دل جتا سکے، مگر حوصلہ کا قدم آگے نہ بڑھ سکا، بیچاری جہان کی جہان تھی وہین رہ گئی، دل مین جوڑ توڑ برابر لگا رہا، بہتیرے تجویز و تدبیر کے گھوڑے آگے پیچھے دوڑ اسے، مگر میدان عشق کا تھا، کوئی دو قدم چلا کوئی چار، کوئی یہان رہا کوئی وہان گرا، آخر مورچۂ محبت دلدار شاہسوار کے ہاتھ رہا، خدیجہ گھبرا اُٹھی اور چلائی،

بجیر تم کہ عجب تیرِ بے کمان زدۂ بجیر تم کہ عجب زخمِ بے نشان زدۂ
بکار دم بکہ گویم بگو چہ چارہ کنم کہ تیرِ عشق مرا اندرونِ جان زدۂ

آخر جب دل کا بخار ذرا ٹھنڈا ہوا، اور سنبھلی، تو اوس نے سب معاملہ پر سہارہ سے

تجویز نکاح کے پیغام کی

دوبارہ نظر ڈالی، زمانہ کے گرم سرد سے خوب واقف تھی، اور طریق مصلحت سے خوب آشنا، دل مین سوچا کہ یہ محبت کا میدان ہے، اور عشق کا معرکہ، غنیم زور آور ہے، اور مین قلعہ مین محصور ہون، جو ینے سر فصیل سے باہر نکالا، تو نگاہ ناز کے تیرون کی بوچھار سے میرا بھی کام تمام ہو جائیگا، اور میری آمیدون کا خاتمہ، میری عقل کے ہتھیار اور ہمت کے سپہ سالار سبھی رہ گئے ہین، یہان اب ایک مین ہی اکیلی بیٹھی کف افسوس مل رہی ہون، اب یہ بات بنے تو کیسے، اور ڈھنگ لڑے تو کس طرح یہ کام نہ داؤ پیچ کا ہے نہ مکر و فریب کا، کیونکہ نہ اُسے حرص و ہوا سے غرض ہے، نہ زن وزر کی پرواہ، ہو نہ ہو کوئی اعلیٰ تدبیر سوچون، مگر تدابیر مین احسن تدبیر تو راستی ہے اور وہ صادق ہے بھی فریفتہ راستی کیون نہ ایک پیغام بر بھیجون، جو اُسے حقیقت حال بتائے، نکاح کا پیغام لیجائے، اور اُسے بھی حال دل جا سُنائے، سوچ بچار اور آخر یہ صلاح پختہ کر لی، اور ایک معتبر ہم خیال اور اپنا محرم حال اس کام کے لیئے انتخاب کر لیا، خدیجہ معاملہ فہم تو بڑی ہی تھی، جب قاصد پیغام لے چلنے لگا، تو خدیجہ نے اُسے پاس بُلایا، بٹھایا اور سمجھایا، کہ دیکھ کہین ایسا نہ ہو، کہ تو اپنی نمک حلالی جتاتے جتاتے میرا ستیاناس کر دے، جو مجھکو حق خدمت ادا کرنا ہے، تو اوس سے جو کہنا حق کہنا، اوس امیر الطبع کی طبیعت سے مین خوب واقف ہون، اور اپنے درد دل سے بڑی آشنا، دیکھنا خبردار کہین تمہاری چترچالاکی مین میرا بنا کام نہ بگڑ جائے، اور مین اپنا سا منہ تکتی رہ جاؤن، بات کام کی صرف ایک ہی ہے، اور وہ یہ کہ تو صادق کے حضور مین پہلا ہی اقت سے کا... جتنا پوچھے اُتنا بتانا، کم و بیش نہ کہنا، جب یہ سب پخت و پز ہو چکی تو کہنے لگی، کہ جاتے ہی میری طرف سے عرض حال یون کرنا، کہ اے خسرو خوبی، میری دولت دل تیری نگاہ کی نظر ہو چکی ہے، میرا ملک حوصلہ تیری

پیغام بھیجا

حیرتِ حسن نے تاخت و تاراج کر دیا ہے، میری مملکتِ عقل کو تیرے ناز و کرشمہ نے لوٹ لیا ہے، اور میری سلطنت خرمی مین تو فتح کے شادیانے بجا کر داخل ہو چکا ہے، اب یہان میرے پاس رکھا ہی کیا ہے، ایک تنِ تنہا! بس یہی! لے یہ بھی تجھ پر صدقہ، لے تجھ پہ سو بار واری، یہ بھی آج سے تیرا، اب سب کچھ میرا تیرا، تجھے مجھ پر فتح کامل ہے، اور میری تسخیر مکمل ہو چکی ہے، تجھے اپنی فتح کی خوشی اور میری تسخیر کی شادی مبارک ہو،

انتظار جواب

خدیجہ کی آنکھین قاصد کی راہ پر لگ رہی تھین، کہ دیکھئے کیا جواب جانان سے لاتا ہے، اور میرے نصیب کا فرشتہ مجھے کیا منھ دکھاتا ہے، ایک ایک گھڑی انتظار کی سو سو برس ہو رہی تھی، اور ناکامی کی تلخی ابھی سے منھ کھٹا کر رہی تھی، ہر چند اُمید باندھتی اور دل کو ڈھارس دیتی، مگر انکار کا خیال بھی جو کبھی اوس کے دل پہ کھٹک جاتا، تو چھاتی پہ ایک سانپ سا لوٹ جاتا، خدیجہ کو ایک سکتہ کا عالم تھا، اور ہوش و حواس باختہ تھی،

خبرِ تحیرِ عشق سُن نہ جنون رہا نہ پری رہی ۔۔۔ نہ تو تو رہا نہ وہ مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی
تیرے جوشِ حیرتِ حسن کا اثر اس قدر سے یہان ہوا ۔۔۔ نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

خدیجہ اِدھر بیکسی و بے قراری کی حد پر پہنچ چکی تھی، اودھر قسمت کھڑی سرہانے ہنستی تھی، راز ربی خدیجہ کو یہ علم نہ تھا، کہ جس شہ دو جہان کی ملکہ اُسے بننا ہے وہی تاجدار ہے، نہ اُسے یہ خبر تھی، کہ جس سید المسلمین اول کے ہاتھون اُسے مسلم اول بننا ہے، وہ یہی اسلام کا علم بردار ہے، نہ اُسے یہ ہی پتہ تھا، کہ جس نبی کو اُسے عالم مین سب سے اول نبوت کا یقین دلانا ہے وہ یہی نبیون کا سردار ہے، نہ اُسے یہی علم تھا کہ جس دلربا کے دل مین گھر کئے رکھنا ہے، وہ

خدیجہ مسلم اول

بھی ولدار وفادار ہی، بھلا حبیب یہ سب کارن اُس کرتار کو کرتے تھے، تو نکاح سے انکار کہان ہوتا تھا
اگر ساتھ ہی خدیجہ کے مقسوم مین جو یہ خلش دل رقم تھی، یہ بھی تو اُسے دیکھنی تھی، اِس درد سے بھی تو
اوس کا چھٹکارا محال تھا، ورنہ نکاح تو جناب باری مین ایک سطے شدہ معاملہ تھا، بس رشتۂ پنہان تھا
جسے آشکار ہی کرنا باقی تھا،

اِدھر آپ کو جو پیغام مِلا، تو آپ نے اُسے گھڑی پل سوچا اور عقل کی نگاہ سے جانچا بھالا،
پھر پیغام بر کو شکر اکے کہا، کہ بھائی مجھے کیا اعتراض اِس مین ہوسکتا ہی، البتہ ایک فکر ضرور ہی،
وہ یہ کہ مین ایک غریب شخص ہون، اور خدیجہ بڑی زردار و مالدار ہی، اِس غربت اور دولت کا
جوڑ میل ذرا غور طلب سا امر ہی، یہ چھوٹا اور نکل، ستھرا اور آنجل سندیس لیکر پیغامبر واپس چلا آیا،
اور خدیجہ کو آسنایا،

اِس وقت کی کیفیت کچھ عجب تھی، پہلے تو

خبر سنتے ہی قاصد سے ہوئے ہم بے خبر بالکل — تیرے پیغام کو گویا کہ پیغامِ قضا سمجھے

گر جب ذرا سنبھلی، تو کہنے لگی کہ اگر مجھے زردار شوہر کی تمنا ہوتی، تو مین اتنے زردارون سردارون سے
منھ کیون موڑتی، رہی میری دھن دولت میرے نکاح کے مانع ہو اور میرا زر میرے بیاہ کے
مخل، ایسے زر سے مجھے کیا سود، اور اِس دھن سے مجھے کیا نفع، یہ تو کیا، اگر دنیا بھر کا زر زیور ہاتھ
لگے تو اوس کی غربت پر لٹا دون، اور ایک عالم کا مال متاع اوس کی راہ مین بچھا دون،

ہدیۂ زلف تو گر ملک دو عالم بدہند — یعلم اللہ کہ سر موئے تو دیدن ندہم
گر بشے دست دہد وصلِ تو از جانب شوق — تا قیامت نہ شود صبح و میدن ندہم

شرف گر باد و زد بوئے ز زلفش ببرد　　　　باد را نیز درین دہر وزیدن ندہم

مجھے اب بھاگ ہی تو اوس کی دولت سن ہے، دنیا کے زر و مال سے کچھ سروکار نہین بھٹ ایسے
دھن پر جو ایسے حُسن کے دھنی شوہر سے مجھے جدا رکھے، لعنت ایسے زر پر جو پیا سے پریت توڑ دے
خدیجہ پیغام بر سے کہنے لگی، کہ ابھی واپس جا، ان ہی پاؤن لوٹ، اور جا کے کہہ، کہ یہ جو آپ نے میرے
زر و مال پر حرف رکھا ہی، کہ مین بہت تونگر ہون، یہ بات ذرا قابل غور ہی، جب مین خود ہی تیری
دولت ہو گئی، جو عذر اعتراض آپ کو میرے زر پہ تھا، وہ اب اپنے سے ہی پوچھئے، اور خود ہی
اوس کا فیصلہ کیجئے، پیغام بر پھر لوٹا آیا اور آپ کو پیغام آ بتایا، گویا خدیجہ کے دل کا ایک صحیح نقشہ
کھینچ دکھایا، آپ نے جب یہ سندیسہ سُنا، تو جھٹ عقل نے اشارہ کیا، کہ یہ رفیق کی رفاقت کا
نشان ہی، اور خرد نے بشارت دی، کہ یہ قدرت سے بھلائی کا ساز و سامان ہی، من مین ایک موج
محبت سی پیدا ہو گئی اور دل مین شادی کی ایک لہر اُٹھی، لب پر تبسم دل کا پیغام دینے آیا
اور وہ پیغام آپ نے پیغام بر کو یون پہنچایا، کہ مجھے خدیجہ اور خدیجہ کا پیغام سر آنکھون پر قبول منظور ہی

تقریب شادی

پیا کا پیغام اور خبر خوشی کی پیغام بر لیکر ہوا کی طرح اُڑا، اور آ کے جب خدیجہ کو بتایا، تو دونون
آنکھون سے مسرت کے آنسو نکل آئے اور اندر کے آنند سُکھ کا سمندر بھر گیا، بس اب تو کیا تھا،
سب کام کو خیر باد کہا، اور ہمہ تن تیاریون مین مصروف ہو گئی، کہ اب اس تقریب نکاح کو ایسا
نبھائے، کہ یہ بھی ایک یادگار رہ جائے، بڑی شان شوکت سے جلسے کئے، اور دھوم دھام کے سامان
کرائے،

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب　　　　کہ آمد ناگہان دلدارم امشب

نہالِ عیش از وصلش بر آورد | ز بختِ خویش برخوردارم امشب
برات لیلۃ القدرے بدستم | رسید از طالعِ بیدارم امشب
تو صاحب نعمتی من مستحقم | زکوٰۃ حسن دہ حق دارم امشب

صبر کا صلہ ذات پاک نے خدیجہ کو خوب دیا، منہ مانگی تو کیا اوس سے بھی کہین بڑھ کے مراد مل گئی، اوس نے ایک آدمی کام کاج کے لیئے ڈھونڈھا تھا، اُسے امین مل گیا، اوس نے پیا مانگا تھا، اُسے پیغمبر مل گیا، واہ تیرا دریائے رحمت! کیا سے کیا کر دکھایا، خدیجہ بڑی معاملہ فہم بی بی تھی اور نہایت وفادار رفیق، اوس نے اپنا تن من دھن سبھی کچھ اپنے پیارے پتی پر قربان کر دیا، اور کسی چیز کو بھی دنیا مین اوس سے عزیز نہ رکھا، آپ کو آسودہ حال بنایا تو اوس نے، آپ کی دشمنون سے جان بچائی تو اوس نے، آپ کی نبوت پر سب سے اول ایمان لائی تو وہ، خدیجہ نکاح کے بعد پندرہ برس تک زندہ رہی، نہ صرف یہ کہ آپ کو اِس عرصہ مین اوس سے کسی قسم کی شکوہ شکایت پیدا نہ ہوئی، بلکہ وہ ایسے پریم پریت سے رہی اور اوس کی وفاداری اور جان نثاری کا نقش آپ کے دل پر ایسا قایم ہوا کہ نہ تو وقت ہی مٹا سکا، نہ کبھی کا رشک ہی اُسے مٹا سکا، آپ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد جب کبھی اوسے یاد کرتے تو آہ سرد بھرتے، ایک دفعہ جو آپ نے اوس کی یاد مین ٹھنڈا سانس بھرا، تو عایشہ جو آپ کی نہایت حسین اور نوجوان بیوی تھی، کہنے لگی، کہ اے رسول اللہ، کیا خدیجہ بوڑھی نہ تھی اور اللہ نے آپکو اوس کے بجائے بہتر عورت نہین عطا کی، آپ نے فرمایا، نہین، ہرگز نہین، جب مین غریب تھا تو اوس نے مجھ سے شادی کر کے دولتمند بنایا، جب مجھے سب لوگ جھوٹا کہتے تھے، تو اوس نے مجھے سچا جانا، جب کل عرب میرے برخلاف تھا، تو اوس نے میرا ساتھ دیا، خدیجہ بڑی خوبی کی عورت تھی،

اور سچ تو یہ ہی کہ ایسے شاہ کے لیئے ایسی ہی ملکہ زیب تھی، خدیجہ جو جان جوکھون. اذیتوں مین شریک تھی، تو خون ریزیون کی مصیبتون مین بھی برابر ساتھ تھی، اوس نے ہردم نگاہ محبت ہی رکھی، اور ہمیشہ ساتھ دیا،

لوگ کہتے ہین چاہ مشکل ہی. سچ تو یہ ہے نباہ مشکل ہے

مگر اوس نے خوب نباہی،

نہالِ عیش از و علتش بر آ ورد | ز بخت خویش برخوردارم امشب
برات لیلۃ القدر سے بدستم | رسید از طالع بیدارم امشب
تو صاحب نعمتی من مستحقم | زکوۃ حسن دِہ حق دارم امشب

صبر کا صلہ ذات پاک نے خدیجہ کو خوب دیا، منہ مانگی تو کیا اوس سے بھی کہین بڑھ کے مراد مل گئی، اوس نے ایک آدمی کام کاج کے لیئے ڈھونڈھا تھا، اُسے امین مل گیا، اوس نے پیا مانگا تھا، اُسے پیغمبر مل گیا واہ تیرا دریائے رحمت! کیا سے کیا کر دکھایا، خدیجہ بڑی معاملہ فہم بی بی تھی اور نہایت وفادار رفیق ۔ اوس نے اپنا تن من دھن سبھی کچھ اپنے پیارے پتی پر قربان کر دیا، اور کسی چیز کو بھی دنیا مین اوس سے عزیز نہ رکھا، آپ کو آسودہ حال بنایا تو اوس نے، آپ کی دشمنون سے جان بچائی تو اوس نے، آپ کی نبوت پر سب سے اول ایمان لائی تو وہ، خدیجہ نکاح کے بعد پندرہ برس تک زندہ رہی، نہ صرف یہ کہ آپ کو اس عرصہ مین اوس سے کسی قسم کی شکوہ شکایت پیدا نہ ہوئی، بلکہ وہ ایسے پریم پریت سے رہی، اور اوس کی وفاداری اور جان نثاری کا نقش آپ کے دِل پر ایسا قایم ہوا کہ نہ تو وقت ہی مٹا سکا، نہ کسی کا رشک ہی اُسے مٹا سکا، آپ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد جب کبھی اوسے یاد کرتے تو آہ سرد بھرتے، ایک دفعہ جو آپ نے اوس کی یاد مین ٹھنڈا سانس بھرا، تو عایشہ جو آپ کی نہایت حسین اور نوجوان بیوی تھی، کہنے لگی، کہ اے رسول اللہ! کیا خدیجہ بوڑھی نہ تھی؟ اور اللہ نے آپکو اوس کے بجائے بہتر عورت نہین عطا کی، آپ نے فرمایا، نہین، ہرگز نہین، جب مین غریب تھا تو اوس نے مجھ سے شادی کر کے دولتمند بنایا، جب مجھے سب لوگ جھوٹا کہتے تھے، تو اوس نے مجھے سچا جانا، جب کل عرب میرے برخلاف تھا، تو اوس نے میرا ساتھ دیا، خدیجہ بڑی خوبی کی عورت تھی،

اور سچ تو یہ ہی کہ ایسے شاہ کے لیئے ایسی ہی ملکہ زیب تھی، خدیجہ جو جان جوکھون. اذیتوں مین شریک تھی، تو خون ریزیون کی مصیبتون مین بھی برابر ساتھ تھی، اوس نے ہردم نگاہ محبت ہی رکھی، اور ہمیشہ ساتھ دیا،

لوگ کہتے ہین چاہ مشکل ہی ۔ سچ تو یہ ہے نباہ مشکل ہے

مگر اوس نے خوب نباہی،



باب دوم

ہونہار برواکے چکنے چکنے پات، جس شخص کو پیغمبری کا دعوی کرنا ہی، اور جس پر وحی نازل ہوتی ہی، اوس کی زندگی کے حالات جو وحی اُترنے سے پہلے وقوع مین آئے ہین، خود بخود تو ہی شہادت اِس امر کی دے رہے ہین، کہ یہ بشر عوام سے نہین ہے، یہ کوئی عجیب و غریب انسان ہی، واقعات صریح جتلا رہے ہین کہ اِس کے اقبال کے ستارہ کو کس عروج پر جا کے چمکنا ہے اور اوس کے جلال کی شمع کو کس محفل کا سنگار بننا ہی،

غلام حضرت زید کی رہائی

ایک شخص زید نامی غلام حضرت خدیجہ کے بھتیجے کے پاس رہا کرتا تھا، اوس نے خدیجہ کو بطور تحفہ یہ غلام نذر کر دیا تھا، آپ کی نگاہ جو اِس غلام کی غلامی پڑتی، تو غیرتِ انسانی کی ایک لہر سی دِل مین جوش مارتی، طرح طرح کے وسواس دِل مین پیدا ہو جاتے، اور کئی قسم کے خیالات دِل مین اُٹھ کھڑے ہوتے، آخر آپ نے ایک دِن اُسے خدیجہ سے مانگ ہی لیا، اور از دست بندہ پروری اوس بندۂ خدا کو بندگی کی بندے آزاد کر دیا، مگر خدا کی شان، وہ بندگی اوس بندہ کو ایسی بھائی تھی کہ اوس نے مخلصی پا کر بھی اپنے آقا کا دروازہ نہ چھوڑا، محبت پر آپ فریفتہ تھے، وفا پر آپ فدا، اِس وفاداری نے زید کی قیمت آپ کی نگاہ مین اور بھی زیادہ کر دی، چنانچہ آپ نے اپنے ہی خاندان مین ایک شمع رو سے اوس کی شادی بھی کر دی، غلام کو آزاد کرنا

اور اپنے برابر بنانا انسان کی فرشتہ خصلتی کا ایسا کرشمہ ہی، کہ جس کی نظیر نہ اوس زمانہ کی تواریخ
مین کسی جگہہ ملے گی، نہ آج ہی کوئی اس کی مثال نگہ پڑے گی، بھلا کون یہ برداشت کر سکتا ہے،
کہ اوس کا خادم اوس کے برابر کا بنا کر بٹھا دیا جائے، چہ جائیکہ وہ آپ اوسے اپنے پایہ کا بنا دے،
اور پھر اپنے ہی کنبہ مین بیاہ دے، کون یہ دیکھ سکتا ہی، کہ اوس کا غلام جس کی زندگی کل تک
اوس کے تابع مرضی تھی، وہ غلام آج اوس کے پہلو بہ پہلو بیٹھے، اور اوس پر طرہ یہ کہ غلام بھی وہ
غلام جس کی حیات و موت اوس کے مالک کے ہاتھ مین ہون، جہان چاہا، مچھر مکھی کی طرح مل دیا،
اور کیڑے مکوڑے کی طرح پاؤن تلے روند دیا، ایسے بیکس بندہ پر عرب کے اوس اندھیرے
مین ترحم لانا اور ترس کھانا عام انسان کی قدرت خیال سے بھی باہر ہے، اور پھر اپنے خاندان مین
ہی غلام کی شادی کرکے اس بندہ نوازی کو بدرجۂ برابری پہنچانا بشر کے مقدور سے دور ہی، یہ
غلام پروری اوسی بندہ پرور کے لیے مخصوص تھی، جس کو رسالت کی عدالت پر بیٹھنا تھا، یہ معدلت
گستری وہی کر سکتا تھا، جس کو حق نے حق پہچاننے کو بھیجا تھا، کہ انسان انسان مین کوئی امتیاز
نہ رکھے، اور کل خالق کی مخلوق کو ایک جانے،

سنگ اسود

طبیعت آپکی خداداد صلح کل تھی، جہان چار آدمیون مین کوئی جھگڑا شروع ہوا، اور
نوبت فساد کی پہنچی، آپ جھٹ آگئے، دونون جانب کی بات سُنی، فیصلۂ ثالثی دیدیا، اور شور و شر
رفع دفع کرا دیا، ایک دفعہ کا ذکر ہی، کہ مکہ معظمہ مین معبد گر گیا تھا، اور عمارت کی از سرنو تعمیر درپیش
تھی، ہر ایک کنبہ یہ عزت اپنے لیے چاہتا تھا، کہ وہ خود سنگ اسود اُٹھا کر اُس جگہ پر جا کے رکھے،
بحث مباحثہ اس بات پر بہت ہوا، مگر نتیجہ بجز فساد کچھ نہ نکلا، آخر اون لوگون نے یہ تجویز ٹھہرائی

کہ یہ معاملہ توکل پہ رہنے دو اور جو شخص کل صبح دم سب سے اول خانہ کعبہ کے دروازے سے گذرے
اُس کے فیصلہ پر چھوڑ دو، خدا کی شان سب سے اول جو شخص وہان سے گذرا، وہ آپ کی ذات بابرکات
تھی، چنانچہ یہ ثالثی آپ پر چھوڑ ی گئی، آپ نے سوچ بچار کرکہا، کہ تم سب لوگ ایسا کرو، کہ ایک
چادر بچھادو، اوس پر مین خود سنگ اسود رکھ دیتا ہون، تم اپنے اپنے قبیلہ سے ایک ایک آدمی انتخاب
کرلو، جو چارون کنارے چادر کے پکڑ لین، اور جہان اسے لیجاکے رکھنا ہی، وہان لیچلین، اوس جگہ مین
چادر سے اوٹھاکے اسے اوپر رکھ دونگا، یہ فیصلہ آپ کا سب کو پسند آیا، اور سبھی کے دل کو بھا گیا، عدل
اور انصاف کی ترازو مین تلے ہوئے فیصلہ جات اور اوس رام رنگ رنگے ہوئے کے عجیب وغریب حالات
ایک سمجھدار کی سمجھ کو تو گرداب فکر کے ایسے تلاطم مین لئے جارہے تھے، کہ وہ ششدر وحیران ہوا
جاتا تھا، کہ عالم کی ہوا کس رُخ چل رہی ہے، اور یہ ناخدا اپنی ناو کس جانب لئے جارہاہے،

معرفت اور گیان کی لو

آپ کی طبیعت مین لڑکپن ہی سے یہ عادت موجود تھی، کہ آپ آبادی سے دور کیسی گوشہ تنہائی
مین جا بیٹھتے، اور مَن بچار کرتے رہتے، بالعموم غار حرا مین آپکا جانا ہوا کرتا تھا، یہ جگہ مکہ سے قریب ہی
ہے، اور ایک سنسان صحرا مین اُجاڑ مین واقعہ ہی، قریبًا سارا ماہ رمضان آپ خلوت مین اِس غار مین
بسر کیا کرتے تھے" اور آنکھین بند کئے دل کے دروازے کھولے بیٹھے رہتے تھے"، جون جون آپ کی
عمر بڑھتی گئی، دل کی فکر اور طبیعت کی سوچ بھی ساتھ ساتھ زیادہ ہوتی گئی، طرح طرح کے خیالات آپکے
دل مین اُٹھتے، کہ مین کون ہون اور کہان سے آیا ہون ؟ کیا مقصد ہے میرا یہان اور کہان ہی میری
منزل مقصود ؟ کبھی دل مین یہ دھیان آتا کہ یہ پرند چرند اور انسان حیوان، یہ گل وگلزار اور اشجار
وانہار ہین کس کے ؟ کوئی آخر مالک بھی تو ہی اِنکا، یہ کھیل کس نے ہے بنائی اور یہ رام لیلا کس نے چلائی

آخر ان کعبہ کی مورتیون کو تو یہ مقدور کہان کہ یہ بے جان بت نظام دنیا کا سنبھالین، نہ ان بیل
پتھرون کی یہ طاقت کہ یہ عنان عالم ہاتھ مین لین، تو پھر یہ کس صانع کی یہ صنعت سازی اور کس کی
کلک قدرت ہی یہ قلمکاری، ان ہوا کے طبقون مین یہ تحریک کس کے اشارہ سے ہے، اور اس جل تھل
پانی مین یہ حرکت کس کے ایما سے ہے، آخر کوئی فرمانروا اس مملکت کا ہوگا، مگر وہ کدھر ہے، مجھے کیون
نظر نہین آتا، اور میرے من کی ترشنا نہین بجھاتا، یہ بھڑک دل کی دن دونی رات چوگنی ہوتی چلی
گئی، اور سوچ بچار کے مٹائے نہ مٹ سکی، ہر فکر کا غواص جو عقل کے سمندر مین غوطہ لگاتا تو بجائے
در تسلی بیسیون تفکرات اور ساتھ لاتا، الغرض یہ ایک ایسا معمہ تھا، جو آپ سے حل نہ ہو سکا، ہر چند
آپ نے سعی کی مگر یہ عقدہ آپ پر کھل نہ سکا،

عالم میں اندھیر

ادھر طبیعت جو اتنا اونچا پرواز کر رہی تھی، جب نچلے عالم مین کہین نگاہ ڈالتی، تو دنیا اُسے
ایک ایسے راجا کی پرجا دکھائی دیتی، جسے رعیت کی خوشحالی اور خلق کی فارغ البالی سے کچھ سروکار ہی
نہین ہوتا، کوئی لڑے، بھڑے، جئے، مرے، کسی کی بلا سے، ریاکاری کا بازار گرم نظر آتا، اور بدکاری
کی اجناس رونق پر، بچے، لنڈے کی ہر طرف پوچھ پرتیت، بھلے پرش کی کوئی پرسش نہین، جو
ایک کو شر سے کام ہے، تو دوسرے کو شرارت سے، کوئی فتنہ پرداز ہے، کوئی فساد پر آمادہ ہے، اگر کوئی
گدا بھوک سے لاچار ایک نوالہ روٹی کے لیئے جان دے رہا ہے، تو کسی تونگر کو اوس کا درد نہین، اور
جو کوئی مکار ریاکار مفلس کا مال چھین دنیا کی دولت لوٹ اپنے انبار بھرتا چلا جاتا ہے تو کسی حاکم کو
اوس کا فکر نہین، یہ خیالات ایسے دامنگیر رہتے کہ آپ کی طبیعت بے قرار ہو جاتی، اور بار بار یہی
بحث پیدا کرتی، کہ کون ہے فرمانروائے عالم اور کہان ہے وہ جگت کا پرتپالن ہے، اوس پر کیا [illegible]

کام کرودھ کا ہی، لوبھ موہ ہنکار کا، یہ کیا رچنا رچی ہی آخر اور یہ کیا کھیل ہی کرتار کا

این چہ شوریست کہ در دور قمری بینم — ہمہ آفاق پُر از فتنۂ و شری بینم

ہیچ شفقت نہ برادر بہ برادر دارد — ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسری بینم

دختران را ہمہ جنگ است جدل با مادر — پسران را ہمہ بدخواہ پدری بینم

نزول وحی

مگر اب اِن سب سوالات کے جوابات کا وقت بھی آگیا تھا، اب ہر ساعت من کے گیان مین کٹنے لگی، اور ہر گھڑی معرفت کے دھیان مین گذرنے لگی، الغرض ذات سے مل گئی، اور حق کے نور سے اندر لو ہو گئی،

ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت — کہ طالع ہوا ماہِ برج سعادت

نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت — کہ تھا ابر [illegible] ماہتاب رسالت

یہ چالیسوین سال لطفِ خدا سے
کیا چاند نے کھیت غارِ حرا سے

ایک دن حسب معمول آپ غار حرا مین بیٹھے سوچ مین محو تھے، کہ ناگاہ ایک آواز غیب سے آئی کہ اے محمد پڑھ، آپ نے جو یہ کہ سُنا، گھبرا گئے، کہ یہان نہ آدمی نہ آدم زاد، یہ کیا ماجرا ہے، مدتون مین یہان آتا رہا، ایسا واقعہ کبھی پیش نہین آیا، آپ ابھی اسی خیال مین تھے کہ دوبارہ ندا آئی، کہ اے محمد پڑھ، اِس پر آپ نے کہا کہ مین کیسے پڑھون، مین اُمّی ہون، مجھے پڑھنا نہین آتا پھر آواز آئی کہ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جو خالق ہی، جس نے جمے ہوئے خون سے اِنسان جیسی پر حکمت مخلوق پیدا کی، پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جو بہت کرم کرنے والا ہی، جس نے

قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو وہ کچھ سکھلایا، جو وہ نہین جانتا تھا،

ستارہ بدرخشید دماہِ مجلس شد　　　دِل رمیدۂ مارا انیس ومونس شد

نگارِ مَن کہ بمکتب نرفت وخطہ نوشت　　　بغمزہ مسئلہ آموزِ صد مدرس شد

نزولِ آیت ہوتا تھا، کہ طبیعت پر سخت گھبراہٹ طاری ہوگئی. آپ نے غار سے نکل کر فوراً گھر کی راہ لی، اور آپ بیتی اپنی چہیتی بی بی کو آسنائی،

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا　　　اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

خدیجہ کا مسلمان ہونا

خدیجہ ایک مدت سے دیکھ رہی تھی، کہ میرا شوہر شاہون کی شوکت اور فرشتون کی خصلت رکھتا ہی، نہ اُسے کوئی انسان آپ کے پایہ کا عرب مین نظر آتا تھا، نہ اِس خوبی کا بشر کہین قرب و جوار مین ہی نگاہ پڑتا تھا، جوہین کہ اوس نے غار کا واقعہ سُنا، فوراً ہی بات کو پا گئی، اور کہنے لگی کہ اسے میرے سر کے تاج، تجھے تاج سروری عالم مبارک ہو، یہ فی الحقیقت وحی ہی، جو تجھ پر نازل ہوئی ہی، یہ پیغام پروردگار کا جبریل تیرے لیئے لایا ہی، تو رسولِ خدا ہی، تو نبی اللہ ہے، اور مین تجھ پر ایمان لاتی ہون، سبحان اللہ وہ خدیجہ جس نے آپ پر اپنا زر ومال قربان کیا، وہ خدیجہ جس نے آپ پر اپنا دل صدقہ کیا، وہ خدیجہ آج اپنے باپ دادا کا دین بھی نچھاور کئے جا رہی ہی، رفیق سے رفاقت ہو تو اس طرح کی، اور دوست سے دلی صداقت ہو تو اِس نوع کی، بھلا ایسے بے نظیر بشر سے بڑھ کر کون اِس لائق تھا جو مسلم اول کا منصب پاتے، چنانچہ خدائے برحق نے حق والے کو اوس کا حق دیا، اور حضرت خدیجہ کو مسلم اول کیا، کچھ تھوڑا ہی عرصہ گذرنے پایا تھا کہ خدیجہ کا چچازاد بھائی ورقہ بھی ایمان لے آیا، آپ کا چچازاد بھائی علیؓ اور زید رہا شدہ غلام بھی

جلد ہی مشرف باسلام ہوگئے، آپ ان ہر سہ کو لیکر ویرانے مین چلے جاتے، اور خلوت مین رحمان نام کا سمرن کیا کرتے، کچھ وقت تو اسی طرح گذرا اور چند ایک اشخاص اور بھی ساتھ شامل ہو گئے، مگر تین برس کے عرصہ مین صرف تیرہ نفر ایسے نکلے، جن کی آنکھ کھلی، اور جن کی نگاہ نور حق پر پڑی،

اعلان نبوت

آنحضرت صلعم نے جب دیکھا، کہ اب وقت آگیا ہو کہ اس کام کو بر ملا لایا جائے، اور پیغام حق ڈنکے کی چوٹ پر سنایا جاوے، تو آپ نے یہ تجویز کی، کہ چالیس اشخاص کنبہ کنبہ سے اکٹھے لئے اور اون کو دعوت کے لیئے بلایا، اور اثناء گفتگو مین اون سے اپنی نبوت کا ذکر بھی کرنا چاہا، مگر کسی نے توجہ نہ کی، نہ کسی نے رغبت ہی ظاہر کی، بلکہ بعض بیہودون نے تو اس معاملہ کو ہی محض بیہودہ جانا، اسی محفل مین علیؓ بھی بیٹھا تھا، اوس سے رہا نہ گیا، وہ بول اُٹھا اور کہنے لگا یا نبی اللہ، اگرچہ سب سے خورد سال اس جماعت مین مین ہی ہون، اور مجھے بولنا بن نہین آتا، مگر مین یہ کہے بغیر بھی نہین رہ سکتا، کہ مین آپ کی منزلت خوب سمجھتا ہون، اور آپ کے کلام کی وقعت بہت اچھی طرح پہچانتا ہون، مین ہر طرح جیسا آپ کا ارشاد ہوگا، اوس کے مطابق آپکی خدمت بسروچشم کرنے کو تیار ہون، سب کو ایک ادھیڑ عمر کے اَن پڑھ (محمدؐ) اور ایک سولہ برس کے لڑکے (علیؓ) کا یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دونون ملکر تمام دنیا کے خیالات کے خلاف کوشش کرینگے، ایک مضحکہ کی بات معلوم ہوئی اور سب لوگ قہقہہ لگا کر منتشر ہوگئے" مگر ان ہنسی کرنے والون کو یہ کہان علم تھا کہ وہ وقت بھی آنے والا ہو جب ان ہنسی والون پر خود ایک آدھ آدمی نہین بلکہ اِک زمانہ ہنسے گا،

مشرکون کی دھمکی

جون جون توحید کا اعلان آنحضرت صلعم کرتے تھے، اور اپنی نبوت کا اظہار کرتے تھے، اُتنی ہی مخالفت بڑھتی جاتی تھی، وہ لوگ خدا کا نام سنتے ہی آگ بگولہ ہوجاتے، اور جو بتون کے خلاف کوئی کلمہ سُن پاتے، تو پھر تو اپنے آپ سے باہر ہوجاتے، ایک دن چند ایک سرگروہون نے ملکر آنحضرت صلعم کے چچا سے جا کے بڑی شکایت کی، بلکہ طیش مین آکے لعن طعن کی بوچھار آپ پر باندھ دی، بزرگ ابوطالب سے یہ لوگ کہنے لگے، کہ تیرا باولا برادرزادہ اب کہتا پھرتا ہی، کہ مین خدا کا پیغام لایا ہون، اور مین اوس کا پیغمبر ہون، کون ہی اِس کا خدا اور کدھر کے یہ پیغام، اِس کے دماغ مین کچھ خلل معلوم ہوتا ہی، ہمارے بتون کے خلاف جن کی پوجا و پرستش ہم سب اور اِس کے آبا و اجداد آج کے دن تک کرتے چلے آئے ہین یہ زبان کھولتا ہی، اور اون مورتیون کو یہ بُرا بھلا کہتا ہی، ہم بھلا یہ کب گوارا کرسکتے ہین، ہم تو صرف تمھاری خاطر ابتک چپ رہے ہین، جو ہم کو تمھارا پاس خاطر نہ ہوتا، تو ہم نے کبھی کا اِسے ٹھنڈا کردیا ہوتا، اور ایسا سبق سکھایا ہوتا، کہ آیندہ کسی نے ایسی زبان درازی کی جرأت نہ ہوتی، اب اِس کے بعد نہ ہم کو کوئی تمھارا ہی خیال ہوگا، نہ اوس کی ہی پرواہ، جو تم اوس کو ان حرکات سے روک سکتے ہو، تو روک لو، یہ وقت ہی، ورنہ ہم اوسکا سر قلم کر دینگے، جو تم اوس کا اور اپنا بھلا چاہتے ہو، تو اوس کے منہ کو بند کردو، اور اوس کی زبان کو لگام دو،

بزرگ محترم کا آنحضرت کی رسالت پر گفتگو

بزرگ نے آپ کو بہت کچھ کہا سُنا اور سمجھایا بجھایا، کہ بیٹا آخر تیرہ تو کس مین تمھاری جماعت کے اور اون کے حوصلہ پر تم نے تمام خلقت سے مخالفت پر کمر باندھ لی ہے، اِس پونجی پر یہ دعوی، اور نہ اِس بے سروسامانی پر اتنا بڑا اُٹھانا، یہ خیال خام ہے اِسے دور کرو، اور اِس خبط کو سر سے نکال دو،

اپنی جان کی سلامتی مانگو، اور مجھے بھی دو دن آرام سے کاٹنے دو، بیٹے تم سے زیادہ دنیا دیکھی ہے، اور عرب والون کے خصائل سے زیادہ واقف ہون، یہ بات اگر بڑھ گئی، تو میری تمھاری ہر دو کی خیر نہین، عرب کے لوگ ہمین جیتا جی نہین چھوڑین گے، بیٹا تم کو واسطہ ہو اُسی خدا کا، جس پر تم کو اتنا بھروسہ ہے، کہ اپنی جان کی خیر مناؤ، اور اِن لوگون سے جھگڑا نہ پیدا کرو، آنحضرت صلعم نے جب چچا کی یہ کیفیت سنی، اور اُدھر لوگون کی وہ مخالفت دیکھی، تو چاہیے تو یہ تھا کہ آپ کا ارادہ سُست ہو جاتا، اور حوصلہ پست، مگر عرب کا ہونہار تاجدار اور دین اسلام کا علم بردار یہ باتین سُنکر ایسے جوش مین آیا کہ آنکھین آنسوؤن سے ڈبڈبا گئین، اور بزرگ سے مخاطب ہو کر یون کہنے لگا، کہ اے میرے قبلہ، آپ نے مجھے پالا پوسا اور میری پرورش کی، ہر طرح سے نگہبانی اور نگرانی کی، اور آج کے دن تک مجھے سب قسم کی مدد و امداد دی، اسلئے ہر بات مین آپ کی رضامندی میرے لیے سعادت مندی ہے، اور آپ کی خوشنودی مین میری بہتری و بہبودی، مگر اے بزرگوار - مین دین کے عوض دنیا کا خریدار بننا نہین چاہتا، اور اسلام ترک کر کے اپنی جان بچانا نہین چاہتا، "اگر آسمان سے آفتاب اور مہتاب اُتر کر میرے داہنے اور بائین آ جائین، جب بھی مین باز نہین آسکتا" آپ مجھے چھوڑ جائین، یہ تیرہ کس بھی مجھ سے منھ موڑ جائین، خلق خدا مجھ سے تعلق نہ رکھے، مگر مین اپنے خدا سے تعلق نہین چھوڑونگا، چاہے مجھے بھوک پیاس کا مقابلہ کرنا پڑے، دنیا کی تمام ذلت و اذیت اُٹھانی پڑے، ہر دُکھ اور درد سے واسطہ پڑے، مگر مین حق سے نہین پھرون گا، مجھے موت کے منھ مین بھی اگر جانا پڑ جائے، تو بخوشی خود جاؤن گا، مگر اپنے خدائے برحق کے حکم سے منھ نہین موڑون گا، مجھے اوس حاکم کا حکم ہے کہ مین توحید پھیلاؤن اور خلقت کو بتون کے پنجہ سے چھڑاؤن، اوس کے پیغام کا اعلان مجھ پر عین فرض ہے، کیونکہ مین اوسکا پیغام بر ہون،

جب تک میرے دم مین دم ہی، حق کی یاد میرے دل مین رہے گی، اور اوس کا نام میری زبان پر
کوئی بشر اسے ہٹا نہین سکتا ہی، اور کوئی انسان اِسے مٹا نہین سکتا، اِس بارے مین آپ کی سب کوشش
لاحاصل ہی، اور تمام سعی بے سود ہی، میرا اور آپکا اُصولاً اختلاف ہی، اور یہ اتفاق ہو ہی نہین سکتا،
بتون کی پوجا آپ کا ایمان ہی، اور رام کا نام آپ کے لئے کفر، مجھے یہ کفر آپ کے ایمان سے افضل ہے،
اور سدا افضل رہیگا،

مَن لذتِ دردِ تو بدرمان نفروشم	کُفرِ سرِ زلفِ تو بایمان نہ فروشم
صد جان بستانم کہ دہد دامنت از دست	دشوار بدست آمدہ آسان نہ فروشم
در دل نہ خیالِ گلِ روئے تو خلیدہ	خارے کہ بصد گلشنِ رضوان نہ فروشم
کام دو جہان در عوضِ غم نہ ستانم	این جنسِ گرامی بکس ارزان نہ فروشم

بزرگ نے جب یہ سنا، تو پانی پانی ہو گیا، بے ساختہ کہنے لگا، کہ بیٹا، مینے آٹھ سال کی عمر سے تجھے پالا ہی،
اب تو چالیس بیالیس کا ہی، ابتک ہماری اچھی نبھہ گئی، اب میرا تھوڑا وقت باقی ہی، یہ بھی جون تون
کرکے گذر جائیگا، بیشک ہماری رائے ایک دوسرے سے جدا ہی، مگر ہم خود ایک دوسرے سے جدا نہین
ہو سکتے، اور نہین ہونگے، تجھے جو بھلا معلوم ہوتا ہو کر، اور جو تیرے خدا نے لکھا ہی، کہہ، مین تیرے ساتھ ہون
اور ساتھ رہون گا، جو تیرا دشمن ہوگا، وہ میرا کہان سجن ہو سکتا ہی،

کفار کی منصوبہ بازی

مشرکان مکہ جب اِس چال مین کامیاب نہ ہوئے، تو اونھون نے سوچا، کہ یہ وار تو ہمارا خالی گیا
اب کوئی اور داؤ چلا ئین اور نیا پیچ لڑائین، صلاح مشورہ کرتے رہے، آخر تجویز یہ ٹھہری، کہ زر کے
سونے سے اسے قابو مین کیا جائے، رشوت کا دام پھیلایا جائے، اور حیل حجت سے اِس مین پھنسایا جائے،

ایک شخص کو تعینات کیا گیا، جو آپ کے پاس جائے اور آپ کو سمجھائے اور یہ کہے کہ تم کعبہ کے بتون اور ہمارے معبودون کے خلاف لایعنی کلمات استعمال نہ کیا کرو، اور نہ خدا پرستی کا پرچا کیا کرو، جو تم اِس بات کو مان جاؤ، تو ہم اِس کے عوض مین جو منصب تم چاہتے ہو، تمھین اوس پر سرفراز کر دینگے، اور جو تمھین دھن زر کی تمنا ہو، تو بتون کے صدقہ ہم تم کو اوس سے بھی مالا مال کر دینگے، مگر تم کو چاہیئے کہ تم یہ زبان درازی بند کرو، اور ہر وقت یہ خدا خدا نہ کیا کرو، قاصد پیغام لیکر آیا، اور آنحضرت صلعم کو سب معاملہ کہہ سُنایا، آپ نے کہا کہ میرا خدا شاہد ہی، کہ مین خدا کا پیغمبر ہون، اور اوسکا پیغام لایا ہون مجھ پر لازم ہی کہ مین تم کو اللہ کی عبادت کا راستہ بتاؤن، تم سے رام نام جپاؤن اور مندر کی مورتیون کی پوجن چھڑاؤن، نہ تمھارے مال کا طمع مجھے اِس کام سے ہٹا سکتا ہی، نہ تمھارے منصب کا لالچ میرے دل سے یہ خیال مٹا سکتا ہی، اے بھولے بھٹکے لوگو، کیا تم نے مجھے اتنا ہمت کا ہیٹا اور حوصلہ کا پست جان رکھا ہی جب تک دم مین دم ہی، اللہ کے نام کا ڈنکا بجاؤن گا، اور توحید کا پرچار کرون گا، قاصد یہ جواب لیکر اپنا سا منہ لیکر واپس ہو آیا، اور آکے سب حال احوال اِنھین سنایا، کہ بھائی، وہ محمد تو تمھاری ایک نہین مانتا، لات مارتا ہی تمھاری دولت پر اور لعنت بھیجتا ہی تمھاری منزلت پر، کوئی دولت خدائی اُسے ایسی ہاتھ لگی ہی، کہ نہ اُسے پروا ہی تمھاری جاہ کی، نہ اُسے فکر ہی تمھاری حشمت کی، اب جو تم سے بن سکتا ہی بنا لو، وہ خدا کو نہین چھوڑنے کا، چاہے تم اوس سے اور ساری دنیا چھوڑا لو،

آنحضرت صلعم کو مار ڈالنے کی تجویز

یہ واقعہ سنکر لوگ بڑے طیش مین آئے، اور غصہ سے آگ بگولہ ہو گئے، ایک دن اونھون نے مجلس مقرر کی، اور قبیلہ قبیلہ کے منتخب آدمی اوس روز اکٹھے ہوئے، کہ مِلکر کوئی تجویز ایسی بنائی جائے، کہ آپ کا فیصلہ کر دیا جائے، سب اپنی اپنی تجویزین پیش کرتے تھے قریباً سب ہی اِس بات پر متفق لائے تھے،

کہ یہ شخص بڑا قادر الکلام ہی، اور اِس کی بات مین بڑا اثر ہی، بس بات کرتا ہی، اور آدمی کو موہ لیتا ہی، سوال اِس ڈھب پہ لاتا ہی کہ اِنسان لاجواب ہوجاتا ہی، اُدھر ساتھ ہی جوان بھی ایسا خوبرو ہی کہ آدمی اسے دیکھکر گرویدہ ہوجاتا ہی، مگر اس کے سر پہ کوئی جن بھوت سوار ہے اور یہ اِس مرض سے لاچار ہی، کوئی کاہن یا ماندری بلاؤ اور اِسکا علاج کراؤ، اِس کے دماغ مین ضرور خلل ہی، کیونکہ بت ہماری پوجن ہی، اور یہ بتون کی نندیا کرتا ہی، اور ہر وقت خدا خدا کرتا رہتا ہی، اسی نوع اور ڈھنگ کی تدبیرین پیش ہوتی رہین اور ہر ایک اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنی جہالت و حماقت کا نمونہ دکھلاتا رہا، آخر ایک شخص جو مقابلتًا ذرا عقل کا زیادہ دھنی تھا، رہ نہ سکا، اور جھنجھلا کے کہنے لگا۔ کہ ہمارا کبھی اِس طرح اِس شخص سے چھٹکارا نہین ہوگا، جب تک یہ زندہ ہی، ہمین زندہ درگور کیئے رکھے گا، جو میری سنو، تو کوئی حیلہ حجت سامنے رکھو، اور اس کا قلع قمع کردو، یہ دردِ سر دور ہوجائے اور روز روز کا جھگڑا ختم ہوجائے، تم کیا لمبی لمبی تجویزین روز گڑھوتے رہتے ہو، اور یہ بہار داستان کھول دیا کرتے ہو، بھلا تمھاری اِن باتون سے اُس کو باز آجاتا ہی، وہ بڑا جادوگر ہے، تم نے اُسے سمجھ ہی کیا رکھا ہی، اِس دور اندیشی کی سب نے داد دی اور واہ واہ کی اور یکزبان ہوکر کہا کہ بھائی اِس نے بھلی کہی،

برین عقل و دانش بباید گریست

سب نے اِس رائے کو پسند کیا اور ارادہ پختہ کرلیا، پھر تو کیا تھا، آخر حرکات ناشایستہ پر کمر باندھی بڑھتے بڑھتے نوبت باینجا رسید، کہ جہان سے آنحضرت صلعم کو رات کو گذرنا ہوتا، وہان یہ بدکردار جاکر راستہ مین کانٹے اور خار دار جھاڑیان بچھا آتے، جہان کہین آپ کو وعظ کے لیے جانا ہوتا، یہ پہلے ہی پہنچ جاتے، اور لوگون کو بہکاتے، اور اِسقدر شور و شر مچاتے، کہ حاضرین کچھ سن نہ سکتے، اور تنگ ہوکے واپس چلے جاتے

آپکو ایذا پہنچانا

اور جہان کہین بر سر راہ آنحضرت صلعم کو یہ بد باطن مل جاتے تو اِس طرح پتھر ڈھیلے یہ آپ پر چلاتے کہ ٹخنون ٹانگون سے خون بہا دیتے، اور تو در کنار اپنا چچا حقیقی بھی جان کا دشمن اور لہو کا پیاسا ہو گیا، اور چچی بد کی حرکات بد تو حد سے گذر گئین، کوئی اذیت نہ تھی جو اوس نے نہ پہنچائی ہو، اور کوئی مصیبت نہ تھی جو اوس نے سامنے نہ لا دکھائی ہو، نام نہاد انسان تھی، مگر کرتوت کی شیطان تھی، جب خویشون کا یہ حال ہو گیا ہو تو غیرون سے کوئی کیا گلہ کرے، عوام کی تو کچھ پوچھو ہی نہ، ایسی ہوا چلی، کہ جہان کہین کسی نے آپ کو اکیلا دو کیلا پایا، پکڑا کھینچا اور خوب مار گھسیٹا، ایک دن ابو بکرؓ اگر آ کر آنحضرت صلعم کو اِن قصابون کے پنجہ سے نہ چھوڑاتے، تو اونھون نے کھینچ کھینچ کر اور زمین پر گھسیٹ گھسیٹ کر جان ہی سے مار ڈالا ہوتا، آپکی جان بخشی تو ابو بکرؓ نے خدا خدا کر کے کرائی، مگر اون کی اپنی جان ایسی ظالمون کے پنجہ مین آ گئی، کہ بڑی مشکل سے اونھون نے رہائی پائی، آپ کی جماعت مین ایک جان نثار نام عمارؓ تھا، ایک دن اِن بد طینتون نے ملکر اُسے اور اوس کے لڑکے کو پکڑ لیا، اور زمین پر گرم ریت بچھا کے اِن دونون کو اوپر لٹا دیا، اور پتھر کی سلین اِن کی چھاتی پہ رکھ دین اور اِن سے یہ مطالبہ کیا گیا، کہ تم محمدؐ کو فحش گالیان دو، ورنہ تم یہین پڑے پڑے مر جاؤ گے، اور یہ بوجھ تم سے نہین ہٹایا جاویگا، عمارؓ کی بیوی نے جو شوہر اور پسر ہر دو کو اجل کے منھ مین شکار ہوتے ہوئے دیکھا، تو چلا اُٹھی، زار زار رونے لگی، اور اِن ظالمون کو بد دعا دینے لگی، اِس تقصیر پہ اوس کو بھی پکڑ لیا، اوس کے کپڑے چیر پھاڑ کے پھینک دئیے، اُسے تن برہنہ کر دیا، اور پھر کیا کچھ اوس کے ساتھ نہ کیا، وہ بیگناہ بیچاری، بے تقصیر مصیبت کی ماری محمد صلعم کے دین پر واری مین جان بحق ہو گئی،

عشق است کہ بر آتش سوزان بہ نشاند   عشق است کہ بر خاک مذلت غلطاند

کس بہر کسے سر ندہد جان نگہ ازد — عشق است کہ این کار بصد صدق کناند

ہجرت حبشہ

جب دُکھ کے دن طول پر طول پکڑتے گئے، اور درد کی راتون کا خاتمہ دیکھنے کو آنکھین ترس گئین، تو رسول اللہ صلعم نے اپنی مٹھی بھر جماعت اسلام کو اکٹھا کیا اور یہ مشورہ دیا کہ تم یہان سے ہجرت کر جاؤ، آپ نے اون سے مخاطب ہو کے یون کہا، کہ اے دین الٰہی کے نگہبانو اور شجر اسلام کے باغبانو، تمہارا اب یہان ٹھہرنا نامناسب ہی، مشرکان مکہ کی تعدی اب حد سے بڑھ گئی ہی، اور ہر مسلم کی جان عذاب مین پھنس گئی ہی، تم اب یہان ٹھہر کر ان کا شکار نہ ہو، بہتر ہے، کہ تم سب مع عیال و اطفال اِن ڈشٹ لوگون کی ہمسایگی سے کنارہ اختیار کر لو، میرے نزدیک یہ اچھا ہی، کہ نجاشی بادشاہ حبشہ کی بادشاہی مین جا پناہ لو کہ وہ خدا ترس سنا جاتا ہی، میری طبیعت کو بڑا قلق ہی کہ مجھے تم سے علٰحدگی اختیار کرنی پڑے گی، اور تم کو مجھ سے، مگر اے مسلمانو، تم کو علم رہے کہ ایک عالم کی امیدین تم سے وابستہ ہین اور ایک دنیا کی نظرین تم پر لگی ہوئی ہین، اسلئے جو تم خلق خدا کا بھلا چاہتے ہو، اور روز قیامت کو اپنی سرخروئی، تو یہان سے نکلنے کی فکر کرو، تاکہ یہ نونہال اسلام مکہ کی مشرک ہوا سے بچ جائے، اور اِن آندھیون سے محفوظ رہ کر نشو و نما پا جائے، اے مومنو کمر ہمت باندھو، اور چلنے کی تدبیر کرو مولا بھلا کریگا، مسلمان بیچارے اسلام کے پیارے حکم نبی کا سنتا تھا کہ تیار ہو گئے، اِن غریبون نے مسکن و مکان چھوڑے، گھر بار چھوڑا، باپ دادا کا وطن چھوڑا مگر رسول اللہ صلعم کے حکم سے منھ نہ موڑا، حیرت کا مقام ہی، کہ آپ کی امت کے اِس وقت آدمی بھی صرف یہی ہون، اور پچیس سے زیادہ بھی نہ ہون، اور ہون بھی پھر اس قدر جان نثار کہ پل بھر مین سبھی کچھ چھوڑنے کو ہون تیار، آفرین ہی ایسے دلدادون پر اور صد آفرین ایسے دلدار پر، اِن بیچارون نے تھوڑا بہت زادراہ ساتھ لے لیا، اور بال بچہ کو ہمراہ لے، اللہ کی آس اور رسول کے آسرے پہ چل پڑے،

کہ شاید ہمین وہان کوئی ٹھنڈا سانس لینا ملے، اور وہ دون زندگی کے کفارون کے ظلم سے بچ جائین، اس اُمید پر اُفتان وخیزان راستہ کی تکالیف اُٹھاتے سفر کے دُکھ جھیلتے شاہ حبش کی سلطنت مین آخر جا پہنچے

مشرکان کا تعاقب

ان بدنصیبون کے بخت ان سے بھی زیادہ تیز رفتار نکلے، وہ ان سے قبل ہی آنمودار ہوئے، مشرکان مکہ بھلا کہان برداشت کر سکتے تھے، کہ مسلم کوئی گھڑی سکھ کی گذارین، اون کا آرام ہی تو ان کو درد تھا، مسلمانون کے شہر مین وارد ہونے کے ساتھ ہی وہ بھی آپہنچ گئے، یہ لوگ بہت سے تحفہ تحائف ساتھ لائے، اور امیرون کبیرون کو نذرین پیش کین، اور اون کو رشوت دیکر خوب پہلے ہی سے گانٹھ لیا، جب یہ انتظام اونھون نے کر لیا، تو کفار مکہ نے پھر بادشاہ حبش کے روبرو اپنی حاضری دیکر عرضی پیش کی، کہ یہ مسلمان ہمارے غلام ہین، اور مکہ سے بھاگ کے آئے ہین اسلئے ان کی گرفتاری کا حق ہمین حاصل ہین شاہ کے دربار سے مدد ملے، تاکہ ہم ان کو واپس گھر لیجائین ساتھ ہی یہ بھی عرضداشت کی کہ ان لوگون نے اپنا ایک نیا مذہب گھڑ لیا ہے، اور خانۂ کعبہ کے معبودون کے خلاف یہ عوام کو برانگیختہ کرتے رہتے ہین، اور اون کی شان کے خلاف منھ سے بہتان بولتے رہتے ہین، نہ کوئی انکا دھرم ہے، نہ ایمان ہے، شر شرارت سے ہر وقت ان کو کام ہے، بادشاہ یہ نالش سنکر کہنے لگا، کہ خواہ کچھ بھی اونکا مذہبی اعتقاد ہو، جب وہ وہان سے بھاگ کر آئے ہین، اور میرے ملک مین پناہ کے لیئے آئے ہین، تو مین اون کو تمھارے حوالہ کس طرح کر دون، جب تک کہ اون کے خلاف کوئی جرم عائد نہ ہو، ضرور ان لوگون پر وہان کوئی نہ کوئی سختی یا زیادتی ہوئی ہوگی، ورنہ اپنا گھربار چھوڑ کر دیس سے پردیس کون آتا ہے، ایک تو یہ آگے مظلوم ہین، اب تم چاہتے ہو کہ مین ان پر اور ظلم کرون، کہ اون کو یہان سے نکال دون، اور تمھارے حوالہ کر دون، مین یہ نہین کرنے کا، مگر مین اون کو اپنے سامنے بلا لیتا ہون

اور اون کا جواب دعویٰ لے لیتا ہون ہو کہون تو وہ کہتے کیا ہین، اون کا عذر بھی تو سنون،

مسلمانون کا بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونا

مسلمانون کو جب حکم طلبی کا ملا، تو بیچارے بڑے گھبرائے اور کہنے لگے، کہ یا خدا، اب اور کیا آفت ہم پر نازل ہونے لگی ہو، اگر ہم یہان سے بھی نکالے گئے، تو پھر جائینگے کہان، یا اللہ کوئی جگہ آخر تیری خدائی مین ہو بھی ہمارے لیے، ہم دربدر خاک چھانتے پھرتے ہین، اور ٹھکانا نہین ملتا، یا اللہ ہم ضرور گنہگار ہین، مگر اس وقت تو ہمارا گناہ یہی ہو کہ ہم تیرے نام پر جان نثار ہین، تو اپنے نام کی لاج رکھ اور ہمین پناہ دے، یہ ہمارے چھوٹے چھوٹے بال بچے اور ہماری یہ بے سروسامانی دیکھ، ہم وطن سے بے وطن ہوے اور اب نہ ادھر کے رہے اور نہ اُدھر کے ہوئے،

مگر قہر درویش، بر جان درویش، غریب کر ہی کیا سکتے تھے، اٹھ کھڑے ہوئے اور بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوئے، جب دونون فریق آمنے سامنے دربار مین لاکر پیش کئے گئے، تو کفار مکہ تو رسم و رواج کے مطابق بادشاہ کے سامنے سجدہ کرکے بڑے ادب اور قرینہ سے ایک طرف کھڑے ہو گئے، لیکن جب مسلمانون کی باری آئی تو اونھون نے سلام تو کیا مگر سجدہ کو سر نہ جھکائے، یہ بات درباریون کیپیرون نے اخذ کر لی، اور اس معاملہ کو خوب رنگ آمیزی سے بڑھایا، حاشیہ پر حاشیہ چڑھایا، کہنے لگے کہ تم لوگ تو فی الواقع بڑے شوخ چشم معلوم ہوتے ہو، جب تم بادشاہ کے روبرو ایسی بیباکی اور گستاخی سے پیش آئے ہو، جب تم مین اتنی شوخی و شرارت موجود ہو کہ شاہ جہان پناہ کو تم نے سجدہ نہین کیا، جس سے تم پناہ چاہتے ہو، تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہو، کہ تم نے مکہ والون کا قافیہ بھی تنگ کر رکھا ہو، تم پہلے اس نامعقول حرکت و شیطنت کا جواب دو، اِس طرح کی باتین بنا کر بادشاہ کو بھڑکانے کی کوشش درباریون نے کی، مگر اون کی کچھ پیش نہ چلی تو، شاہ نے کہا، کہ اے مسلمانو، تم بتاو

تمہارا کیا جواب ہی، مسلم گروہ کا سرگروہ جعفرؓ (حضرت علیؓ کا بھائی) تھا، وہ جواب کو آگے بڑہا، اور کہنے لگا، کہ اے بادشاہ سلامت، امیرون نے جو سجدہ کا اعتراض ہم پر کیا ہی، یہ درست نہین گستاخی ہمارے نزدیک نہین آئی، اور بے ادبی ہم نے سیکھی نہین ہی، مگر ہمارا مذہب ہم کو یہ تعلیم دیتا ہی، کہ سجدہ صرف خدا کو کرو، سوائے خدا کے کوئی بندہ سزاوار سجدہ نہین ہی، ہم کو یہ فرمان رسول اللہ صلعم کا ہے، اور ہم اس کے خلاف نہین چل سکتے، یہ گفتگو سنکر نجاشی بادشاہ جو کہ خود عیسائی تھا، کہنے لگا، مسلمانو، تمہارا رسول خدا کون ہی، جس کا تم حوالہ دے رہے ہو، وہ کون شخص ہی، جس نے تم کو یہ تعلیم دی ہے، اور تم یہ بھی مجھے بتاؤ، کہ تم مکہ سے بھاگ کر یہان کیون آئے، اور کیا واقعی تم ان لوگون کے غلام ہو، یہ فرمان شہ کا سنکر جعفر پھر آگے بڑھا، اور یون عرض کی،

جعفر کی جادو بیانی

اے بادشاہ سلامت، ہم لوگ مسلمان کہلاتے ہین، ہم امت نبی اللہ کی ہین، جس کا نام محمدؐ ہے، اور جو رسول خدا ہی، اوس نے ہم پر بڑے کرم فرمائے ہین، آگے ہم مردار کھایا کرتے تھے، پتھر کے بت پوجتے تھے لڑکیون کے پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا کرتے تھے، ہر وقت ہمین جھوٹ سے کام تھا، اور فریب سے غرض، خداے ایزد نے ہمارے لیئے اب ابر احمد بھیجا جس نے رحمت کی برکھا برسائی،

رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی.

اب ہمارا ایمان خداے واحد پر ہی، بت پرستی کو ہم کفر سمجھتے ہین، عورت ذات کی عزت کرتے ہین، دنگہ فساد سے گریز کرتے ہین، یتیمون کے مال سے سخت پرہیز کرتے ہین، اور نام مولا مفلسون کو زکوٰۃ دیتے ہین، یہ تمام اللہ کی برکت ہم کو رسول اللہ صلعم کے فضل سے نصیب ہوئی ہے، اے حاکم وقت! یہ ہی ہمارا جرم، جس کی پاداش مین ہم مکہ سے نکلے اور یہی ہی ہماری تقصیر جس کے لیئے

ہم کو یہان سے نکلوانے کی تجویز اب ہو رہی ہے، اے اِس ملک کے والی، ہم دیس سے پردیس آئے،
وطن سے جلا وطن ہوئے، کہ کہین اِن سے ہمارا پلا پاک ہو، مگر ہماری شومی بخت، یہ یہان بھی آنکلے
ہین، اور ہم کو یہان سے بھی نکلوانے کے درپے ہین، نہ تو یہ ہم کو مکہ ٹھہرنے دیتے ہین، نہ یہان ہی قدم
رکھنے دیتے ہین، آخر یہ کیا چاہتے ہین، کہ ہم کیا کرین، جو یہ ہمین ہم پر چھوڑ دین، نہ تو ہم اِن کے غلام
ہین نہ کسی اور اِنسان کے، ہم بندہ ہین اللہ کے، اور چاکر ہین رسول اللہ صلعم کے، اِن کا تمام دعوی
جھوٹ ہے، اور ہم کو جھوٹ بولنا منع ہے، ہم نے اپنا مال متاع چھوڑا، آباو اجداد کا مسکن چھوڑا، اِس پر بھی
بدبختی نے ہمارا ساتھ نہ چھوڑا، اے حبش کے بادشاہ، ہم نے سنا ہے، کہ تو عادل شاہ ہے، اور عاجزون
کی پناہ ہے، اِتنی خدا کی خدائی پڑی ہے، دے اِس مین کہین گزر بھر جگہ ہمین بھی، کہ ہم دور سے آئے ہین،
اور امید لیکر آئے ہین، ہم بھی کیا یاد رکھینگے،

مسلمانون کے غم کی داستان اور اُن کا تذکرہ اسلام سنکر بادشاہ کا
دل بھر آیا اور کہنے لگا، مسلمانو۔ تم پر اور تمہارے رسول پر مرحبا، مین گواہی دیتا ہون کہ
محمد وہی رسول ہے جس کی تعریف مین نے انجیل مین پڑھی ہے، اور عیسی ابن مریم نے جس کی بشارت
انجیل مین دی ہے، اگر انتظام مملکت دامنگیر نہ ہوتا، تو مین تم لوگون کے ساتھ چلکر اوس رسول برحق
کی جوتیان اُٹھاتا، ساتھ ہی شاہ نے یہ بھی کہا، کہ یہ اُسی نور کی شعاعین ہین، جس کا جلوہ موسی پر ہوا تھا
در اصل شاہ دل مین مسلمان تو ابھی سے ہو گیا، مگر اوس نے مصلحت یہی سمجھی، کہ اُسکا اعلان ابھی نہ کیا
جائے، ادھر مشرکان مکہ کی سفارت کو حکم دیا، کہ مین ہرگز یہ اشخاص تمہارے حوالہ نہین کرسکتا، ان کو
تمام اجازت ہے کہ یہ میرے ملک مین جس جگہ چاہین آباد ہون یہ سنکر سفیران مکہ اپنا سا منہ لیکر واپس گھر چلا آئے

کفار مکہ کا زبر اُگلنا

محبت بڑی بلا ہو، آنحضرت صلعم نے اکیلے اِن ظالمون کے پنجہ مین رہنا پسند کیا، مگر آپ سے یہ برداشت نہ ہو سکا، کہ آپ کی آنکھون کے سامنے آئے دن مسلمانون کو ریت گرم پر لٹایا جائے، اونکی چھاتی پر پتھر اور سلین رکھی جائین اور اون کو کوڑے لگائے جائین، اب مسلمان حبش کو ہجرت کر گئے، اور آپ پیچھے اکیلے رہ گئے، کفار نے اِس موقع کو غنیمت جانا، اور دل کھولکر حسرت نکالی، مار پیٹ کھینچ گھسیٹ، گالی گلوج الغرض کسی بدکردنی سے بھی بدون نے دریغ نہ کیا، اور آپ کا ایسا ناک مین دم کیا کہ کھانا کھانے سے بھی عاری کر دیا، جہان دیکھا کہ آپ نے کھانے کو کچھ رکھا ہے، کوڑا کرکٹ، بلا بکتر جو ہاتھ چڑھا اُٹھایا اور اوپر دے مارا، الغرض اِن ٹکڑون کی کوئی حد نہ رہی، اور زندگی وبال ہو گئی، مگر کیا ہمت کسی عرب کو ہو گی، جو عرب کے اوس تاجدار کو تھی، اور کیا حوصلہ کسی مشرک کو ہوگا، جو اوس اُمت کے سردار کو تھا، جگہ جگہ کوچہ بکوچہ ٹکے کی چوٹ تن تنہا تبلیغ حق کرتا پھرتا تھا، نہ وہ خائف کسی بشر سے تھا، نہ او سے خطرہ کسی اِنسان کا، جب پریتم کے پریم سے مسرور ہو کر بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتا تھا، تو مشرکان مکہ کے دِل چھاتی مین دہل جاتے تھے،

تجویز قتل آنحضرت صلعم

اِدھر یہ لوگ بھی اپنی کارستانیون مین برابر مصروف تھے، بلکہ پہلے سے بھی کچھ کونہ بڑھکر، ایک دن ایک جلسہ میں اکٹھے ہوئے، اور کہنے لگے، کہ لعنت ہو ہماری زیست پر اور صد لعنت ہماری غیرت پر جہان ہم تمام سے ایک کج فہم آدمی سیدھا نہ ہو سکا، جہان ہم سب سے ایک محمد سبق نہ سیکھ سکا، وہان ہمارا جینا موت سے بدتر ہی، کیا ایک آدمی بھی ہم مین ایسا نہین جو ہمارے معبودون کو اِس جادوگر کے پنجہ سے بچائے، کیا کوئی منچلا جوان بھی ایسا نہین رہا ہے جو اِس کے مقابلہ کو سامنے آئے، کیا کوئی جانباز عرب ایسا نہین ہی، جو قوم کی خاطر اپنا خون بہائے، یہ جوشیلی تقریرین جو لوگون نے

سنین، تو اون بے غیرتون کی غیرت نے جوش مارا، نتیجہ یہ کہ اون لوگون نے ایک بے گناہ کے
قتل کا ارادہ ٹھان لیا، ابوجہل نامی ایک اجہل اس مجلس مین شریک تھا، کہنے لگا کہ مین ایک
صد اونٹ اور ایک ہزار سکہ چاندی اوس شخص کو انعام مین دونگا، جو اوس محمدؐ کا سر کاٹ کر
دپیش کریگا، اس پر ایک شخص نو عمر باسم گرامی عمرؓ شجاعت کے جوش سے پر اور دلاوری کے
نشہ مین چور گھٹنا ٹیک کر اٹھا اور للکارا کہ اے مکہ والو، بس مین اب تمھارے روبرو منہ تب کھاونگا
جو محمدؐ کا سر کاٹ کر لاؤنگا، اب یا وہ نہین یا مین نہین،

قتل کے لئے حلف اٹھانا

یہ بات سنکر وہ بے شعور لوگ بڑے خوش و خرم ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے
لگے، کہ اب محمد سے ہماری مخلصی ہوئی، عمرؓ بڑا سورما جوان ہے، محمد اوس کے روبرو کیا جان ہے،
یہ ایک وار سے اوس کے دو ٹکڑے کر آئیگا، اور اپنا اور اپنی قوم کا نام قایم کر جائیگا، جاہل
ابوجہل اپنے زر کے زعم مین اور عمرؓ اپنی نو عمری کے نشہ مین دونون مرد میدان بنکر اس
کام کو نکلے، قول و قرار تو بھری مجلس مین ہی ہو چکا تھا، اور آنحضرت صلعم کے سر کی قیمت ایک صد
اونٹ اور ہزار سکہ مقرر ہو چکی تھی، اور شہرہ شجاعت علٰحدہ، مگر مزید پخت و پز کے لئے یہ ہر دو بتون
کے سامنے آحاضر ہوئے، وہان اونون نے قسم کھائی، سجدہ کیا، اور اپنی شیطنت و شرارت کو اس
طرح مزید پکا کیا، عمرؓ نے حرم سے نکلتے ہی تلوار نیام سے کھینچ لی، اور شمشیر الف کئے نبی اللہ کے خون
کی پیاس مین تشنہ لب آپ کے گھر کی طرف دوڑا،

بجرم عشق تو مارا کشند و غوغائیست　　　تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشا کن

عمرؓ کا اپنی بہن کو قتل کرنے کا قصد

اتفاقاً عمرؓ کو راستہ مین ایک دوست ملا، اور اوس سے پرسان حال ہوا، کہ بھائی یہ کیا ماجرا ہے

تو چلا کہان ہی، سچ بتا یہ کس کی جان پہ آ بنی ہی، اور تو نے کہان کی ٹھانی ہی؛ عمر نے اسے
ابو جہل کے جہالت کی کل داستان سنائی اور ساتھ ہی اپنے اونٹ اور انعام کی بات بتائی، وہ
سنکر کہنے لگا۔ کہ یہ تو سب کچھ درست ہی اور بجا، مگر محمدؐ تو پھر بھی ایک غیر شخص ہی، اوسے تو چار دن
ٹھہر کر بھگت لینا، تو بات کر پہلے اپنے بہن بہنوئی کی جنکا اسلام تیرے خاندان کے نام پر دھبہ ہی،
تو پہلے اپنے گھر والون کا بندوبست کر، جو ہر وقت محمدؐ کا کلمہ پڑھتے ہین، اور خدا کا جپ کرتے ہین،
جو تم کو یہ کام کرنا ہی ہی تو کیون نہین پہلے ان دونون کا کام تمام کرتا، تمہارے کنبہ قبیلہ کی عزت
رہجائے، اور مسلمانون کو بھی عبرت آجائے، عمر نے جو یہ بات سنی تو اوس کے تن بدن مین ایک
آگ سی بھڑک اُٹھی، اوس کی غیرت اب انتظار زیادہ برداشت نہ کر سکی، اُنھین قدمون لوٹا،
اور سیدھا بہن کے گھر کا رُخ کیا، دوڑ آیا اور زور سے آکے دروازہ کھٹکھٹایا، بہن اوس کی آواز
پہچان گئی، اوس نے جھٹ سے خبابؓ کو جو اوس وقت سورۂ طٰہٰ ان کو سنا رہے تھے۔ اندر چھپا
دیا، کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ عمر تند مزاج ہین، اور ہمارے ترکِ کفر کے بھی مخالف ہین، ایسا نہ ہو کہ
اسے قرآن پڑھتا یہان دیکھکر طیش مین آجائین، اور خباب مفت مین زیرِ عتاب آجائے، ہم سے تو
پھر بھی بوجہ بھائی بندی شاید دریغ کر جائین، مگر اِس کو کلام اللہ پڑھتا دیکھکر جیتا نہ چھوڑ ین گے،
چنانچہ خباب کو چھپا کے بہن نے آکے دروازہ جو کھولا، اور عمر کی نظرون سے خون ٹپکتا جو دیکھا
اور اُدھر نظر ننگی تلوار پر پڑی تو تاڑ گئی کہ اجل آئی، مگر ہمت کے میدان مین ذرا نہ جھجکی، کہنے
لگی بھائی، مجھسے ایک بات سُن لو، پھر جو تمہاری مرضی ہو کرنا، عمر نے کہا کیا، بہن کہنے لگی بھائی
مقابلہ کا یہان کوئی سوال نہین ہی، تو میرا بھائی ہی اور مین تیری بہن، جو بھائی کی شمشیر کو بہن کے

سر سے غرض ہے تو یہ اوس کا اپنا مال ہی، سے حوالہ ہی، یہ کہا اور سر جھکا دیا، جو تجھے میرا عذر سننے کی خواہش ہی، تو پل کا پل اِس تور سے کچے نہ چل، اپنی عقل کے پیچھے لگ، کہ تو عقلمند ہی میرا عذر سماعت کر جو قابل پذیرائی نہ ہوا، تو پھر جو طبع چاہے کرنا، عمر نے جب یہ بات بہن سے سُنی، تو ذرا جھجک گیا، تلوار نیچے کر لی، اور کہا کہ پھر بتا جلدی تو کیا کہتی ہی، وہ کہنے لگی۔ کہ تو بہن کے گھر آیا ہی، کسی دشمن کے پاس تو نہین آیا، ذرا تامل کر، یہان بیٹھ اور حوصلہ سے سب بات سن، میری جان جاتی ہی تو جائے، مگر مجھے یہ افسوس تو نہ رہے کہ تم نے مجھ سے منصفی نہ کی، یہ سُنکر عمر کا غصہ ذرا اور بھی ٹھنڈا ہو گیا، اور بیٹھ گیا،

بھائی بہن کی گفتگو

بہن بولی کہ بھائی عمر تقصیر تو میری یہی ہی کہ مین خدا اور اوس رسول پر کیون ایمان لائی ہون، مین نے بتون سے کیون مُنہ موڑا ہی، بھائی اگر یہ جرم ہی تو مجھے اِس سے اقبال ہی، یہ درست ہی مین نے ضرور ایسا کیا ہی، اور کفر سے توبہ کی ہی، اب بھائی، تو اگر تعصب کو دور رکھے اور دل کے کانون سے سُنے، تو مین تجھے ایک چھوٹی سی بات اِسی سلسلہ مین کہنی چاہتی ہون، وہ یہ کہ اسے جان خواہر اگر وہ کلام جس سے مین اتنی متاثر ہوئی ہون، کہ مجھسے موت کا ڈر ہٹ گیا ہی، اگر تجھے سنائی جائے اور تیرے دل پر بھی ایسا ہی اثر پیدا کرے، جیسا کہ اوس نے مجھ پر کیا، تو پھر بتا کہ تو اپنے لیئے کیا سزا تجویز کرے گا، کیا پھر بھی تو میرے قتل کا خون ناحق اپنی گردن پر لیگا، بخُدا مین خدا کے نام پر جان دینے کو طیار ہون اور مجھے مطلقاً موت کا ڈر نہین ہے، مگر تو بھی ذرا دل مین سوچ لے کہ خدا کے حضور مین اِس کبیرہ کا تو کیا جواب دے گا، جس کا مرتکب تو آج لوگون کے بھڑکانے سے ہوا جا رہا ہی، تجھے بھی خدا کے آگے جان دینی ہے، آخر تیرا بھی حساب کتاب ہونا ہے،

تو اسقدر غافل نہ ہو اور اتنا ظلم روا نہ رکھ، کیا تجھے یہ بھی خبر ہے کہ مین بھی آخر کسی کی چاکر ہون اور کوئی اِس بندی کا بھی مالک ہی، اے میرے پر اون سے پیارے بھائی، اگر تو روز قیامت کو اپنی رہائی چاہتا ہی تو خدا کے کلام کو سن، تو بڑا بہادر ہی اور رن بیر ہی، مگر مین مانون تب، جو تو اُسے گوش ہوش سے سُنے اور پھر مقابلہ کی تاب لا سکے، اگر تجھے کسی وجہ سے اوس کے سننے مین کوئی تأمل ہو رہا ہی تو کم از کم اپنی پیاری بہن کی خاطر جس کی جان لینے کو تو شمشیر برہنہ لیئے بیٹھا ہی سُن، تا کہ اسے یہ ثواب تو پہنچ جائے کہ اوس نے کلام اللہ اوس شخص کو سنایا، جو کلام اللہ پر ایمان لانے کی خاطر اوس کی جان لینے آیا تھا، میرے عمرؔ، بس یہی میرا عذر ہی، میری جان کے لئے وہ اپنی عاقبت کی خاطر کلام اللہ کو سُن، اور اللہ سے ڈر،

عمرؔ کا کلام اللہ سننا

عمرؔ نے جو یہ گفتگو سُنی، تو دنگ ہو گیا، کہ یہ کیا بات ہی، اجل اِس کے سامنے کھڑی ہی، مگر اسے اندیشہ نہین، مین اِس کا سر قلم کرنے آیا تھا، یہ مجھے پند و نصیحت کر رہی ہی، کبھی اللہ کا نام لیتی ہی، کبھی کلام اللہ کا ذکر کرتی ہی، وہ آخر کیا شے ہی، جس نے اسے اتنا اطمینان قلب عطا کیا ہی، اور اتنا دلیر کر رکھا ہی، بھلا وہ ہی کیا، دیکھون تو سہی، بہن سے کہنے لگا، اچھا مجھے سناؤ، اوس نے خبابؔ کو اندر سے نکالا اور اوس نے سورۂ طٰہٰ پڑھنا شروع کر دیا .... کہ قرآن اوس کے پاس سے اُترا ہی جس نے یہ زمین اور اونچے اونچے آسمان پیدا کیئے ہین، وہ رحمت والی ذات جس کا عرش برین پر راج ہی، وہی خالق اور وہی مالک ہی ہر چیز کا، جو آسمانون پر ہے جو زمین پر ہے اور جو ان کے درمیان ہی اور جو کرۂ خاک کے تلے ہی، اے اِنسان تو منہ سے بول یا نہ بول، وہ بھید ذکر اور بھیدون سے بھی زیادہ چھپی ہوئی چیزون کو جانتا ہی، وہ تمام کائنات کا خدا ہی، اوس کے سوا

کوئی معبود نہین، دنیا مین ہر ایک خوبی اور نیکی اُسی کے نام سے ہی ....
.... وہ گھڑی آنے کو ہے جو مینے سب لوگون سے پوشیدہ رکھی ہے، وہ جزا کی
گھڑی ہے، جب کہ ہر روح جیسا کریگی، ویسا بھرے گی، دیکھ۔ وہ شخص جو اس پر یقین نہین لاتا،
اور جو اپنی نفسانی خواہش کا غلام بن رہا ہی کہین تجھے راہِ حق سے نہ روک دے، اور تیری
تباہی کا باعث نہ ہوجائے ...... عمر یہ سُن ہی رہا تھا کہ اوس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا، تلوار اوس نے
نیام مین ڈال لی، اور بے اختیار کہنے لگا، کہ بہن، یہ کیا حقیقت ہی، اس مین کوئی بھید ضرور ہے،
ان بتون سے اپنا بُت نہین بنتا، یہ زمین و آسمان یہ بنی نوع انسان کس نے بنائے ہین، یہ کلام
انسانی نہین ہے، یہ کچھ اور ہی ہے، میری بہن تو میری خطا معاف کر، اور میرے قصور سے درگذر
کر مجھے اب کچھ ہوا جا رہا ہی، مین کیا جانون یہ کیا ہے، مین کیا کرنے لگا تھا، توبہ میری، توبہ،
بہن اُٹھ چل اور مجھے لے چل اُسی کے پاس جس نے یہ کلام تم کو بتایا ہے، اور یہ روشنی تم کو
دکھائی ہے،

عمر کا مشرف باسلام ہونا

اس پر یہ لوگ آنحضرت صلعم کے گھر کی طرف روانہ ہو پڑے، وہان پہنچے، اور جا دروازہ
کھٹکھٹایا، کئی ایک اور آدمی بھی یہان موجود تھے، اور ان سب کو علم تھا، کہ عمر آج سرورِ عالم کا
سر کاٹنے کو تلوار لئے نکلا ہوا ہے، بس گھڑی ہے کہ پل، آیا کہ آیا، جو ہین کہ اونھون نے آہٹ سُنی،
سب گھبرا گئے، اور چپ ہو کے رہ گئے، آنحضرت صلعم خود اُٹھے، اور جا کے دروازہ کھولا، اور
عمر کو دیکھتے ہی بے ساختہ کہا، کہ "عمر آخر کب تک تم میری جان کے قصد مین رہو گے" اِدھر عمر کو
دیکھو تو وہ گویا ایک تصویر بے جان، دونون ہاتھ باندھے سر جھکائے، آنکھین زمین پر لگائے،

کھڑا ہے، بولنا چاہتا ہی مگر طاقت گفتگو نہین رکھتا، عمر رسول اللہ صلعم کے قدمون پر گر پڑنے کو ہی تھا کہ آپ نے جھٹ سے اُسے گلے لگا لیا، اور پیشانی پر بوسہ دیا، اب جو عمر نے آپ کو روشن ضمیر نگاہ سے دیکھا تو اوس پر حیرت حسن اور رُعب رسالت سے ایسا سکتہ طاری ہوا کہ دیر تک تو اوسکے منھ سے بات ہی نہ نکل سکی، جو جو حرکات اوس نے کی تھین، سب اوس کے سامنے ایک ایک کرکے آگئین، پشیمانی نے پسینے پر پسینے شرم کے بہائے، اور دیر تک حوصلہ و ہمت جگہ پر نہ آئے، آخر جب دل نے ذرا قرار پکڑا اور طبیعت ٹھکانے پر آنے لگی، تو عمرؓ نے آپ سے مخاطب ہوکے یون کہا، کہ یا محمدؐ، تو نے مجھے کیا کر دیا، تیرے کلام مین کیا جادو ہے، اور تیری زبان مین کیا تاثیر، مجھے آج وہ آنکھ نصیب ہوئی ہی جس سے مین تیرا حُسن و جمال دیکھون، اے شاہِ حسن تو نے تو میرا دل لے لیا، مجھ مین اب وہ تاب و توان کہان کہ مین کچھ کہ سکون، مجھ پر نگاہ ترحم کر

فتنہ انگیز مشو کاکل مشکین مکشای	تاب زنجیر ندارد دلِ دیوانۂ ما
گر نگیر آید در سد کہ بگو ربِ تو کیست	گویم آنکس کہ ربودا ین دلِ دیوانۂ ما

آپ نے حضرت عمرؓ کو وہین مسلمان کیا، عمرؓ کے بیعت کرنے سے مسلمانون کا رسوخ اور بھی بڑھنا شروع ہوگیا،

حمزہ کا مشرف باسلام ہونا

اِن ہی ایام مین ایک اور واقعہ بھی ایسا ہی پیش آگیا، حمزہ آنحضرت صلعم کے رشتہ مین چچا تھے، اور آپ سے بہت مانوس تھے، ایک دن حمزہ شکار کھیل کے جو واپس آئے، تو لونڈی نے کہا، صاحب، آج ابوجہل نے ایسے ایسے فحش کلمات محمدؐ کو کہے ہین کہ مجھ سے تو سُنا بھی نہ جاتا تھا وہ بیچارہ بولا تک نہین، اوس نے زبان تک نہ ہلائی، آفرین ہے اوس کے حوصلہ پر، اوس نے

اُن تک نہین کی، مین تو مرکے مٹی ہوگئی، کہ ہمارے محمدؐ کو یہ اتنا ذلیل و رسوا کرین، اور ہم پاس
دیکھا کرین، بھلا اوس عاجز کا قصور ہی کیا ہو، اور اوس نے ابوجہل کا بگاڑا ہی کیا ہی، حمزہ کو یہ
سنکر بڑا رنج پیدا ہوا، اور اسے اسقدر طیش آیا، کہ غصہ کا بھوت اوس کے سر پر سوار ہوگیا، اُس
نے حیل کی نہ حجت، سیدھے ابوجہل کے گھر کی راہ لی، اور وہان پہنچ کر ترکش سے ایک تیر نکال کمان پر
جوڑا ایسا کھینچکر مارا کہ اُسے زخمی کرکے چھوڑا، اور اوس سے کہا کہ تو نے کیا گھمنڈ اپنے دل مین
بنا رکھا ہی، تجھے خبر نہین، کہ محمدؐ میرا برادرزادہ ہی، اور تو جانتا نہین، کہ مین بھی محمدؐ پر ایمان لے
آیا ہون، حمزہ نے وہان سے واپس آکر تمام واقعہ آنحضرت صلعم کو سنایا اور اپنا اسلام قبول کرنا بھی
بتایا، رسول اللہ صلعم یہ خبر سنکر بشاش ہوئے، کہ حمزہ جیسا بارسوخ آدمی اُمت مین شامل ہوگیا ہی،
حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ کی شمولیت سے جماعت اسلام کو بڑی تقویت پہونچی، کیونکہ یہ دونون
بڑے رعب و رسوخ والے شخص تھے، عمرؓ بڑے دلاور تھے، اور دل کے بڑے ہی دلیر تھے، ایک
دن عمرؓ نے آپ سے کہا، کہ ابتک تو مسلمان ہمیشہ کفار سے چھپ چھپ کر ہی رہتے رہے ہین، اور
ڈر ڈر کر ہی اپنا وقت گذارتے چلے آئے ہین، مگر اب یہ نہین ہونے کا، ہم کو نماز خانۂ کعبہ مین پڑھنی
چاہیئے، کفار اپنا دین باطل تو نہ چھپائین، اور مسلمان اپنا دین حق چھپا دین، یہ نامناسب ہی،
آنحضرت صلعم نے کہا، اچھا عمرؓ، وہین پڑھینگے، چنانچہ نماز وہین پڑھی گئی، مگر اب جھگڑا اور بھی بڑا
ہوگیا، اور مخالفت کی آگ زیادہ زور شور سے بھڑک اُٹھی،

بستی شعب کو بائیکاٹ کرنا

بنی ہاشم کے قبیلہ کے لوگ جن مین سے کہ آپ خود بھی تھے، آپ کی بڑی ہی پاس خاطر کرتے
تھے، اگرچہ صرف چند ہی شخص ایسے تھے جنھون نے اوس وقت تک اسلام قبول کیا تھا،

مگروہ یہ برداشت نہ کرسکتے تھے، کہ دوسرے قبیلہ کے لوگ اون کے قبیلہ کے ایک شخص کو
بری نگاہ سے دیکھین یہ تقاضا بھائی بندی کا تھا، اور حمیت خاندانی اِس پر مجبور کرتی تھی، مگر
اہل قریش اس وضعداری کو بڑا معیوب سمجھتے تھے، بات بڑھتی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ جھگڑا
بجائے شخصی کے اب خاندانی ہوگیا، ایک طرف تو بنی ہاشم اکیلے، دوسری طرف باقی کل قریش
قریش والون نے ملکر بنی ہاشم کو نکالدیا، اور مقام شعب مین اون کو نظر بند کردیا، اور بالاتفاق
اون کی مخالفت پر کمر باندھی اور قسم کھالی، بلکہ ایک اقرارنامہ لکھا، کہ جب تک بنی ہاشم محمد کو ہمارے
حوالہ بغرض قتل نہ کردین گے، تب تک ہمارا اون سے قطع تعلق رہیگا، نہ کوئی اون کے ساتھ کھائے
پیے، نہ رشتہ ناطہ کرے، اور نہ اون کے ساتھ کاروبار کرے اور نہ اون کے ہاتھ کوئی چیز فروخت
کرے، جو خلاف ورزی اِن شرائط کی کرے، اُسے ذات برادری سے خارج کردیا جائے،
اِس عہدنامہ پر سرکردہ اشخاص کے دستخط ثبت کرائے گئے، اصل کاغذ خانہ کعبہ مین آویزان
کیاگیا، اور نقل اوس کی ابوجہل کی خالہ کی تفویض مین رکھی گئی، تاکہ اِس نئی حرکت کو بھی اُسی
جاہل کے خاندان سے نسبت رہے، یہ شعب کی شرارت مدتون چلتی رہی، اور اس سے کیا کیا
اذیت بیچارے مسلمانون نے نہ سہی، مسلمان تو بجائے خود رہے، اون کے خویش و اقارب نے
بھی بھگتی، اور تو اور رہا، چاہ چشمون سے اِن کے لیئے پانی لینا مصیبت ہوگیا، الغرض شعب کی
بستی مین قریش نے قحط ڈالدیا، اور ہر طرف سے اِن کا ناکہ بند کردیا، بعض رحم دل جو بنی ہاشم
کے بچون کو بھوک پیاس سے لاچار دیکھتے اور شب کو اون کا بلبلانا پڑوس مین سنتے، تو
اِن کے کلیجے اُبل اُٹھتے، آخر قریش کے چند اشخاص کو اون کی گئی گنوائی عقل نے پھر شکل

آ دکھائی، تین سال کے بعد ایک نیک نام نامی ہشام مرد میدان سامنے آیا، اور اس نے
ان سب کو اور بالخصوص اوس بدگن ابوجہل کو خوب ڈانٹا، کہنے لگا۔ کیا یہی تمہاری انسانیت
ہی، کہ یہ بچے تمہاری آنکھون کے سامنے بھوکے مرا کرین، اور تم عیش و آرام سے رہا کرو، آخر جرم
کیا ہی، اور کس تقصیر کے یہ لوگ مجرم ہوئے ہین، اور کب ان کی سختی معاف ہوگی، یہ کیفیت سنکر
چند ایک اور آدمی بھی اس رائے کی تصدیق مین اوس کے شامل ہوگئے، اس بات پر اب
سب طرف سے قیل و قال ہونی شروع ہوگئی، چنانچہ ایک دن بزرگ ابوطالب نے آگے کہا
کہ بھائی تم وہ کاغذ منگواؤ جس پر یہ عہدنامہ لکھا گیا تھا، اور جس مین محمدؐ کا اور اوس کے خدا کا
اور باقی سب چرچا، تم ہے، جو عہدنامہ تم لوگون نے لکھا ہی، اوس مین کیڑے لگ گئے ہین،
نام خدا کے سوائے اور کوئی حرف پڑھا نہین جاتا، محمدؐ نے مجھ سے ایسا بیان کیا ہے، اوس پرچہ کو
طلب کرو، اگر یہ بیان سچ نکلے، تو ہم لوگون کو زحمت سے نکالو، اور غلط نکلے تو محمدؐ کو ہلاک کرو، عہدنامہ
منگوایا گیا اور دیکھا گیا تو آنحضرت صلعم کا کہنا صحیح پایا گیا، اس پر بہادر ہشام اور چار جوانمرد جو
اوس کے ہمخیال تھے، بول اُٹھے، کہ یہ تمام کاغذ لچر ہے، اور یہ سب تحریر لغو ہی، ہم کوئی پابند اس
تحریر کے نہین ہین، کاغذ ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکدیا، اور ابوجہل منہ دیکھتا رہ گیا، تین سال
گذر جانے کے بعد ان کو اپنی نوشت و تحریر کی لغویت سمجھ مین آئی، اور بے گناہ بے تقصیر مسلمانون
کے بچون نے عذاب موت سے نجات پائی،

حضرت خدیجہ کی رحلت

اسی زمانہ مین حضرت خدیجہ نے منزل دنیا سے کوچ کی طیاری کرلی، اور آپ کو اوس
دلی رفیق سے عمر بھر کی جدائی پڑ گئی، وقت آخر آپہنچا، اور طائر روح جسم سے پرواز کرگیا،

مومنین کو ام المومنین کی وفات کا بڑا بھاری صدمہ گذرا، مگر سید المسلمین کے دل پر جو صدمہ مسلم اول کے گذر جانے سے ہوا، اوس کا رقم کرنا قدرت قلم سے باہر ہے، جو چوٹ نبی اللہ کے دل پر اوس پاک روح کے گذر جانے سے پہنچی، جس نے تمام عالم مین سب سے پہلے اوس کی نبوت تسلیم کی تھی، اوس کا بیان تو طاقت انسان سے بعید ہے، جس حبیب خدا کا خدیجہ سا محبوب اوس کے پہلو سے کنارہ کر گیا ہو، اوس کے غم و اندوہ کا تذکرہ بشر کے مقدور سے دور ہے، اس موت سے یک قلم آپ کے سر پر ایک کوہ غم آ ٹوٹا، اور یہ لازم تھا، کیونکہ خدیجہ بڑے پایہ کی رفیق اور بڑی خوبی کی بی بی تھی، خدیجہ وہ تھی، جس نے اپنا زر و مال اپنا جاہ و جلال الغرض سبھی کچھ اوس ماہِ جمال پر تصدق کر دیا تھا، اپنے پریتم پتی کے چین کو اپنا سکھ اور اوس کے درد کو اپنا دکھ بنا لیا تھا، اپنے پرانون سے پیارے پیا کی پوجا اپنا دھارن دھارے تھا، ایسی خدیجہ کی دنیا سے رحلت اگر آنحضرت صلعم کی خوشی کی رحلت نہ ہوتی تو کیا ہوتی، بلکہ آنجہانی کی یاد اوس تشنۂ وعالم کے صفحۂ دل پر ایسی نقش ہوئی، کہ پھر اپنی موت کے ساتھ ہی مٹی، آپ خدیجہؓ کو بڑی بھاری عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور کہا کرتے تھے، کہ دنیا مین چار عورتین نہایت اعلیٰ درجہ پا چکی ہین، حضرت عیسیٰؑ کی مان مریم، فرعون کی بیوی آسیہؓ، آنحضرت صلعم کی ملکہ خدیجہؓ، اور آنحضرت کی لڑکی (خدیجہ کے بطن سے) فاطمہؓ،

ابو طالب کی وفات

خدا کی قدرت، مصیبت پر مصیبت نے آ منہ دکھایا، اسی سال بزرگ ابو طالب بھی راہی ملک عدم ہو گیا، وہ دادا کا جانشین اور باپ کا قائم مقام چلتا ہوا، وہ یتیم کا والی اور نابالغ کا سرپرست بھی روانہ ہو گیا، وہ غمخوار و غمگسار چچا بھی چل بسا، یکایک آپ کے دل کو درد نے گھیر لیا

اور طبیعت پہ قلق نے قابو پالیا، دل مین بار بار یہی خیال آتا، کہ میرے لیئے میری دلدار خدیجہ اور میرے جان نثار چچانے کیا کچھ نہ کیا، کیا جان کی راحت اور کیا تن کا آرام سب ہی کچھ اونھون نے چھوڑا، مگر عمر بھر وفا سے منھہ نہ موڑا، کیا آج مین اِس جگہ بغیر اون دلدادون کے ہون، ارمان صد ارمان، اب میرے دُکھ مین کون روئے گا، اور کون میرے درد مین شریک ہوگا، ایک زمانہ میرے ساتھہ جنگ وجدل پر ہی، اور ایک دنیا میرے قتل پر آمادہ، اب کون میرے دُکھے دلکو سہارہ دیگا، اور کون اِس آتما کی ڈھارس بنے گا، مولا مدد،

نبی اللہ کا طائف جانا

آپ نے کچھ تھوڑا وقت توجون تون کرکے گذارا، مگر تابکے، مشرکان مکہ نے جو اب آپ کو بالکل اکیلا پایا تو اس وقت کو غنیمت جانا، اور طرح طرح کی سختی اور تعدی پر آمادہ ہوگئے، ہرچند آپ نے حوصلہ وہمت دکھائی، مگر مخالفت بڑھتی ہی نظر آئی، آخر آپ نے ایک روز یہ ارادہ کیا کہ اس جگہ کا قیام ترک کردیا جائے، اور اپنا ٹھکانا کہین اور بنایا جائے،

ہمصفیرانِ چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے ہائے اے شامِ غریبان کہ وطن چھوٹے ہے

آپ نے اب شہر طائف کا رُخ کیا، کہ وہان چلین اور چل توحید کی تبلیغ کرین، دل مین سوچا کہ اِس وقت مکہ کی بنجر اراضی مین وحدانیت کی تخم ریزی ایک تورائیگان ہی، دوسرے یہان اب ٹھہرنا بھی ناممکن ہوا جارہا ہے، طائف کو چلین، اون لوگون کو کلام الٰہی سنائینگے اور جو دو دن مکہ سے باہر گذر جائینگے، وہ غنیمت ہونگے، اِن ظالمون کے پنجہ سے کچھ تو نجات ملیگی، مشرکان مکہ نے پہلے سے ہی طائف مین خبر پہنچادی، کہ فلان فلان شخص آرہا ہے، تم خبردار رہنا، جو تم کو اپنی اور اپنے معبودون کی کوئی عزت وتوقیر منظور ہے، تو اِس شخص کو نزدیک نہ آنے دینا،

جو تم کو ہم سے باہمی اتفاق رکھنے کی غرض ہے، تو محمد کو داخل شہر نہ ہونے دینا، یہ شخص بڑا فصیح البیان ہے، اوپر سحر جادو سے اسے ہر وقت کام ہے، جو کوئی اِس کی بات سُن لے گا، وہ اوسی کا ہو رہیگا، خبردار ہرگز ہرگز نہ سننا اور اسے پاس نہ آنے دینا، یہ خبر کیا پہنچی کر وہان تو لڑائی کی طیاریان شروع ہوگئین، ہر کسی نے یہی سمجھا کہ یہ تو کوئی بلا آ رہی ہے، سب اکٹھے ہوگئے، اور لڑائی کے لئے ڈٹ گئے، ایک رسول خدا ایک طرف، اور تمام طائف دوسری طرف، ایک کا علاج دو ہوتا ہے، بھلا جہان دو تو دو رہے، اکٹھا دو سو انسان اوٹھ کھڑا ہو، اور انسان بھی کیا، حیوان سے بدتر وہان کوئی کیا کرے،

لوگ اونچی ڈھیلون، چوٹیون پر چڑھ گئے، اور اینٹ پتھر، تیر کمان لیکر مورچہ بنا کے بیٹھ گئے آنحضرت صلعم کے وہان پہنچنے پر ایسی بارش برسائی اور طفیل کے طفلون سے ایسی ذلت کرائی، کہ آپ کو وہان سے واپس ہی ہونا پڑا، آپ شہر چھوڑ کر واپس باہر نکل آئے، اور ایک درخت کے نیچے آ پناہ لی، آپ کے جسم کے زخمون سے خون جاری تھا، اور آنکھون سے آنسو بہہ رہے تھے،

آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے، اور بارگاہ باری مین التجا کی،

آہ دبی کیسے بنی ان چاہت کے سنگ ‏ ‏ دیپک کے من کچھ نہین جل جل مرے پتنگ

دعا جگداز — اے میرے مولا میری مدد کر، میرے کارساز، میرا بگڑا کام بنا، مجھے ذلت سے بچا، کہ مین بہت ذلیل ہو چکا ہون، تو بندہ نوازی کر، کہ مین تیرے کمتر بندون سے ہون، اے پاک ذات تو میرے گناہون سے چشم پوشی کر کہ مین مستحق چشم پوشی ہون، اے کریم مجھ پہ نظر کرم کر کہ مین ملتجی کرم ہون،" اے خداوند مین اپنے ضعف و ناتوانی اور مصیبت و پریشانی کا حال تیرے سوا کس سے کہون، مجھ مین صبر کی

طاقت اب تھوڑی رہگئی ہی، مجھے اپنی مشکل حل کرنے کی کوئی تدبیر نظر نہین آتی، مین اب سب لوگون مین ذلیل و رسوا ہوگیا ہون ۔ اے خداوند عالم، تیرا نام ارحم الراحمین ہے، عاجزون کی عذر پذیری اور مظلومون کی دستگیری تیری خاص صفت ہی، اے پروردگار تو ہی ہر شکستہ حال کا مددگار ہی، اور یہ عاجز تیری عنایت اور مدد کا ہر دم اُمیدوار، مین نہایت قصوروار ہون، لیکن اے رحیم تیرا رحم میری تقصیرون سے بہت زیادہ وسیع ہے، تیری رحمت کا نور دینِ دنیا کی تاریکیون کا دور کرنے والا ہے، یہ طاقت تیرے سوائے اور کسی مین نہین"

تا ابد یارب زتو من لطفہا دارم اُمید | از تو گر اُمید ببُرم از کجا دارم اُمید
زیستم عمرے بسی چون دشمنان دشمن بگیر | بیوفائی کردہ ام از تو وفا دارم اُمید
ہم فقیرم ہم غریبم بیکس و بیمار و زار | یک قدح زان شربت دار الشفا دارم اُمید
نا اُمیدم از خود و زجملۂ خلقِ جہان | از ہمہ نومیدم اما از تو میدارم اُمید
منتہائے کارِ تو دانم کہ آمرزیدن است | زانکہ من از رحمتِ بے منتہا دارم اُمید
ہر کسے اُمید دارد از خدا و جز خدا | لیک عمرے شد کہ از تو من ترا دارم اُمید
ہم تو دیدی من چہا کردم تو پوشیدی ز لطف | ہم تو میدانی کہ از تو من چہا دارم اُمید
روشنیِ چشم من از گریہ کم شد اے حبیب | این زمان از خاک کویت توتیا دارم اُمید

دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ دیس سے پردیس آیا، خستہ و خوار ہوا، کوچہ و بازار مین تشہیر ہوا واپسی کہ اِس سے تو بہتر ہے کہ مین واپس مکہ کو ہی جاؤن، کہ آخر اپنا وطن اور باپ دادا کا مسکن ہی، حرم کی زیارت کرونگا، اور طواف کی عزت سے مشرف ہونگا، جب طائف کے لوگون کے نصیب مین

کلام الٰہی سننا ابھی نہین لکھا ہے، تو پھر یہی مناسب ہے کہ مین گھر کی راہ لون، اور مین بیت اقدس
چھوڑ کر کہین جاؤن بھی کیون، وہ میرے خدا کا گھر ہے، وہ میرے موہن کی نگری ہے،

گفت معشوقے بعاشق اے فتےٰ ۔۔۔ تو بغربت دیدۂ بس شہر ہا
پس کدام شہر زان ہا خوشتر است ۔۔۔ گفت آن شہرے کہ دروے دلبر است

آنحضرت صلعم کو بخوبی علم تھا کہ مکہ جانا بھی اب کوئی سہل کام نہین ہے، بڑی بے عزتی کا سامنا ہے،
دشمنون کی نظرون مین بے حرمتی وبے توقیری علٰحدہ اور واقفون آشناؤن سے بے رخی وبے اعتنائی
جدا، مگر آپ نے ٹھان لی، کہ جانا مکہ کو ہے، چاہے کچھ بھی ہو، چلنا پریم نگر کو ہے، خواہ کوئی بھی مصیبت
آئے، جانا دیار دلبر کو ہے خواہ کسی بلا سے بھی معاملہ پڑے،

مکہ مین اخلا کی رکاوٹ

تو اپنے شیوۂ جور وجفا سے مت گذرے ۔۔۔ تری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے

کفار مکہ نے بھی ادھر پھر مخالفت پر کمر باندھلی، کہ جو بھی ہو، اب اس شخص کو واپس شہر مین داخل
نہ ہونے دو، اونھین کیا پتہ تھا، کہ اسی شہر مین اس شہر بدر کو تاجدار شہر ہو کر بھی داخل ہونا ہے،
نہ اون کو یہ ہی علم تھا، کہ اسی کے نام سے شہر کو شہرۂ آفاق بننا ہے، الغرض جب آپ مکہ کے قرب و
جوار مین آپہنچے، اور آپ کو مکہ والون کے اس منصوبہ کا پتہ لگا، تو آپ نے یہی مناسب خیال کیا کہ
قبل اس کے کہ شہر وارد ہو اجائے، ان لوگون سے ایک استدعا کی جائے، ممکن ہے کہ اس سے
یہ تنازع رفع دفع ہو جائے، آپ نے ایک آتے جاتے کے ہاتھ شہر والون کو یہ کہلا بھیجا، کہ مین اس
شہر کا باشندہ ہون، اور باپ دادا سے میرا یہ مسکن ہے، سب لوگ مجھے جانتے ہین، مین اُمید کرتا ہون
کہ کوئی نہ کوئی آپ سے مجھے اپنی پناہ مین لے لیگا، اور میرا ضامن ہو جائے گا، مین یقین دلاتا ہون

کہ مین کسی سے کچھ نہین کہونگا، نہ آپ کے دین مین مخل ہون گا، البتہ اپنے پریتم کا پرچار کرونگا.
مگر کسی کو اوس سے کوئی ہرج نہین ہوگا، مصیبت مین بھلا کون کسی کا ساتھ دیتا ہی، مخالف تو
درکنار، خویش و اقارب کا لہو بھی سفید ہو گیا، واقف آشنا بھی منہ موڑ گئے، اور اپنے پرائے
سبھی چھوڑ گئے، کوئی سامنے نہ آئے اور بار ضمانت نہ اُٹھائے،

مطعم کی پناہ

بھلے آدمی کی قلت تو دنیا مین ہر جگہ رہتی ہے، اور عرب مین تو قحط الرجال تھا، مگر پھر بھی
اللہ کارساز ہے، ایک شخص مطعم نام مردمیدان سامنے نکلا، اونٹنی پر چڑھ کر اوس نے مکہ مین
کوچہ بہ کوچہ منادی کر دی، کہ دیکھو لوگو سُنو، محمدؐ بن عبد اللہ آج سے میری پناہ مین آگیا ہے،
خبردار کوئی اُسے اب سے بُرا بھلا نہ کہے، مین اوس کا ضامن ہون، یہ بھی کسی کو کچھ نہین کہے گا،
مذہب اس کا اپنا ہے، ہمارا دین اپنا، نہ اِسے ہمارے بتون سے کچھ تعلق ہی، نہ ہم کو اس کے خدا سے،
مگر یہ سُن لو، جو شخص اِس کو ناحق ستائیگا، وہ منہ کی کھائیگا، اِس ذمہ داری پر آنحضرت صلعم
مکہ تو آگئے، مگر بد شعار اور بد کردار لوگ آب مطعم کے درپے ہو گئے، اور بات بات مین اوس سے
نوک جھوک کرنے لگے، آئے دن ایک نیا جھگڑا اور روز ایک نیا فساد، ضامن غریب کا انھون نے
ناک مین دم کر دیا، رسول کی رسالت بھلا یہ کب برداشت کرے، اور نبی کی نبوت کہان
گوارا کرے کہ مطعم سا ایک محسن ناکردنی الزام مین روز گردانا جائے، اور یہ سب کچھ آپ کی
خاطر، آپ نے ایک دن صبح گجردم نور کے تڑکے بر سر راہ کھڑے ہو بلند آواز سے کہنا شروع کر دیا،
کہ بھائی دیکھو۔ کوئی مطعم سے میری خاطر جھگڑا نہ کرے،

بوجہ عداوت کا سزاوار تو مین ہون اور وہ بیچ کیون ظلم گنہگار تو مین ہون

معلم کا کچھ ذرا بھی قصور نہین ہی، جو بھی ہے میرا اپنا ہے، مین اب اوس کی پناہ سے نکل آیا
ہون، مین اب اوس خدائے واحد کی پناہ مین ہون، جس کے لیئے تم میری جان کے دشمن بنے
ہوئے ہو، تم کو اب واضح رہے، کہ مین اب صرف اوسی کے زیر سایہ ہون، وہی میرا اور تمھارا
بنانے والا اور ہم سب کی جان لینے والا ہے، عاقبت کے روز سب کو وہین حاضر ہونا ہے،
اور اپنا اپنا حساب کتاب دینا ہے، جب تک حکم ربی نہ ہو، تم میرا کچھ بگاڑ نہین سکتے، جب تک
مرضی مولا نہ ہو، تم میرا بال تک بیکا نہین کر سکتے، اب مینے تم کو اچھی طرح آگاہ کر دیا ہی، مطلع رہو
اس سے، اس دلیرانہ کلام اور جوانمردانہ گفتگو کا اثر بے مثل ہوا، لوگ دہشت کھا گئے اور دب گئے
اکثر تو اُجڈ ان گھڑ ہوتے، سمجھ بوجھ کچھ نہ رکھتے تھے، مگر بعض بعض اشخاص اب وقتاً فوقتاً اس
سوچ مین پڑ جاتے تھے، کہ محمدؐ کا خدا کیا شے ہی جس کا اتنا بھروسہ اس شخص کو ہے، یہ لڑکا یتیم سا
ہوا کرتا تھا، نہ اس کی کوئی پوچھ تھی نہ پرتیت، نہ اسے پڑھنا آتا تھا نہ لکھنا، اب یہ کیا سے کیا
ہوا جا رہا ہے، آئے دن نئے مسئلہ نکالتا ہے، عالم فاضل بنا چلا جاتا ہے، اب اس کی بات
دیکھو کس وضع کی ہی، اور یہ گفتگو کس ڈھنگ کی کرتا ہے، یہ ایک عجیب و غریب واقعہ ہے،

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست   کتب خانۂ چند ملت بشست

سردار طفیل کا ایمان لانا

اسی اثنا مین ایک بڑا بھاری ذی عزت رئیس طفیل نامی اپنے کام کاج کے لئے مکہ
مین آیا، لوگون نے اوس کا بڑا استقبال کیا، اور اوس کی بڑی خاطر تواضع کی، باتون ہی باتون
مین اوس سے یہ تذکرہ بھی آگیا، کہ یہان ہم مین ایک شخص محمدؐ نام ایسا پیدا ہو گیا ہے، کہ اوس نے
اپنے باپ دادا کا نام بدنام کر دیا ہے، اور ہمارے آبا و اجداد کی عزت خاک مین ملا دی ہے،

خانۂ کعبہ کے بت جنکا دیا ہم کہاتے ہین اور جن کے سایہ تلے ہم رہتے ہین، اون کی یہ توہین کرتا ہی
اور اپنے پرائے کسی کی نہین سنتا، طفیل نے کہا، کہ آخر اوس کا اپنا دین کیا ہے، اور اوس کا
اعتقاد کس پر ہی، لوگون نے کہا، کہ وہ ایک کا ذکر کرتا رہتا ہے، کہ یہ تمام دنیا اوس نے بنائی ہے
اور وہ سب کا مالک ہی، آسمان اوس کے ہین، زمین اوس کی ہی، وہ ایسے ڈھکوسلے جوڑتا رہتا ہے
مگر ہم لوگ تو کان بند کر لیتے ہین، اور حتی الامکان اوس کی آواز اپنے تک پہنچنے ہی نہین دیتے،
آپ ہمارے شہر مین تشریف لائے ہین، ذرا محتاط رہنا، وہ بڑا جادوگر ہے، اور اوس کا کلام
سحر سامری ہے، جو ایک دفعہ سُن پاتا ہے وہ اُسی کا ہو جاتا ہے، خدا کی شان۔ کرتار کے کارن
ایک دن ایسا سبب ہوا کہ آنحضرت صلعم قرآن پڑھ رہے تھے، کہ طفیل پاس سے گذرا، وہ
ہٹ دھرم اور متعصب آدمی نہ تھا، ہرچند مشرکین نے اُسے ہدایت کر دی تھی۔ مگر وہ سنتا ہی
رہا، اور کچھ ایسا متاثر کلام اللہ سے ہوا، کہ جب آنحضرت صلعم نماز وظیفہ سے فارغ ہو کر
گھر کو چلے، تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلا گیا، آپؐ بہت تیز رفتار تھے، اسے راستہ مین تو موقع ہی
بات کا نہ ملا، جب آپؐ گھر پہنچے، تو طفیل سامنے جا کے دو زانو بیٹھ گیا، اتنا بڑا امیر جاہ وجلال
والا، مگر اُسے ہوش تک نہ رہا، کہ ایک تونگر کس غریب و مفلس کے سامنے کس طرح سوال کے لیے
آبیٹھا، اُسے آئی دھن پریم کی اور لگی لگن پریتم کی، عشق اللہ نے اوس کے اندر آ جوش مارا
اور من محبت کی مستی سے مسرور ہو گیا،

دلم گز بادۂ جبار شد مست — تنم از صحبت دلدار شد مست
بمی خانہ گذر کردم چو دیدم — خطیب و قاضی و خمار شد مست

ازین مے جرعۂ پاکان چشیدند | جنید و شبلی و عطار شد مست
گلستان ارم را سیر کردم | چو دیدم سر بسر گلزار شد مست
ازین مے جرعہ دادند بمنصور | انا الحق میر و د بر دار شد مست
بروح پاک شمس الدین تبریز | کہ ملا بر سر بازار شد مست

طفیل نے عرض کی کہ اے محمد عربی، یہ تونے مجھے کیا کردیا، تیری آواز میرے کانون پڑی اور میرا ہوش وخرد لے گئی، مین تیرے پیچھے دوڑا دوڑا آیا ہون، اور اب تیرا در چھوڑنے کا نہین، لوگ کہتے ہین، کہ تو جادوگر ہے، جو تجھ سے ملتا ہی، وہ تیرا ہی ہو جاتا ہے، بس وہی ہوئی یہ کلام جو تونے پڑھا، وہ میرے دل مین گھر کر گیا، بتا تو یہ کیا ہے، مجھے سب کچھ سمجھا، مجھے اپنا خدا دکھا، ضرور کوئی اللہ ہے، اور بالضرور تو اوس کا رسول ہے، رسول اللہ تو میری طرف نگاہ تو کر، آنکھ اُٹھا کے میری طرف ذرا دیکھ تو سہی، مجھے اب تیری روشنی مین تو نظر آنے لگا ہے، اے شیشۂ خوبرو، تیری خوبی کی جناب مین ایک بے نوا گدا دست سوال دراز کئے ہی، دے اسے زکوٰۃ حسن کی، اپنے خدا کے نام کی،

سیمین ذقنا سنگدلا لالہ عذارا | نوش کن بنگاہے دل غمدیدۂ مارا
من چون گذرم از سر کوئے تو کہ آنجا | یارا ای گذشتن نبود باد صبارا
جامی نکند جز ہوس بزم تو لیکن | در حضرت سلطان کہ دہد بار گدارا

طفیل جیسا نامی گرامی شخص، بارعب وبارسوخ سردار مشرف باسلام ہوا، اور مشرکان مکہ خاموش رہین، یہ بھلا کہان ممکن، اون کے تو تن بدن مین آگ لگ گئی طفیل

اپنے کام کاج سے فراغت پاکے واپس اپنے وطن کو چلا گیا، مگر آنحضرت صلعم کے لئے دنیا کی اذیتین اور مصیبتین پیچھے چھوڑ گیا، یہ لوگ آگے ہی جلے بھنے بیٹھے تھے، اب تو اون کو اور بھی بڑا بھاری موقع شرارت کا مل گیا، اونھون نے بھی آپؐ پر ظلم کرنے مین کوئی فرق نہ چھوڑا، اور ذلیل کرنے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا، دل کی حسرت ایسی نکالی کہ کوئی ارمان باقی نہ رہا، آنحضرت صلعم کے درد ون کا حال ناگفتہ بہ تھا، نہ بزرگ ابوطالب سا غمخوار پاس نہ حضرت خدیجہؓ سا دلدار پہلو مین، اور اس پر آئے دن نیا عذاب اور روز نیا عتاب، جون جون دنیا کے دکھڑے بڑھتے گئے، عشق اللہ کا درد بھی زیادہ ہوتا گیا، محبت مولا کی اور ہجر حق کا، بس جان دنیا کے دکھون سے نڈھال ہو گئی،

عجب در مشکل افتادم چنان لے سازم اے منزل ــــ مکان یار دور و من ندارم طاقتے در دل

اڑ نہ سکون گر گر پڑون رہون ٹھور کی ٹھور ــــ کیا کہون کس سے کہون دیس پیا کا دور

جناب باری مین یہ بیقراری سنی گئی، اور یہ قلق ہجر حق کے حضور مین مقبول ہو گئی، شب لگن وصل کی رات کا اور نیک ساعت حضوری کی آئی، اور شب معراج نے آچاندنی دکھائی،

ہجرت مدینہ

جب ان ظالمون کا ظلم برداشت کی حد سے بہت بڑھ گیا، تو آپؐ نے امت کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنے برادران دین کی جو حبشہ ہجرت کر گئے ہین پیروی کرین، مگر بجائے حبش کے اب مدینہ کا رُخ کرین، کیونکہ اوس نگر کی دھرتی دھرم کے پودے کو اچھا مانتی ہے، چند ایک مدنی آنحضرت صلعم کی بیعت بھی کر چکے تھے، اور وہان اب خال خال مسلمان بھی آنے لگ گئے تھے، اسلئے آپ نے حبش سے مدینہ منورہ کو ترجیح دی، مومنون نے ایک ایک دو دو کرکے نکلنا شروع کیا

اور رفتہ رفتہ سب چلے گئے، اب باقی یہاں نبی اللہ و علیؓ، اور ابو بکرؓ معہ اپنے اپنے عیال و اطفال کے رہ گئے، اہل قریش نے جب یہ حالت دیکھی، تو اونھون نے اکٹھے ہو کر یہ صلاح ٹھہرائی، کہ یہ سرغنہ اب اکیلا ہے، ہمراہی اِس سے صرف دو ہی کس ہین، اب وقت ہے، اس کو یہان سے نکلنے نہ دو، اور اس کا کام تمام کر دو، کچھ آدمی اس نے ہم سے نکالکر حبشہ بھیج دیئے ہین، اب رہے سہے مدینہ روانہ کر دیئے ہین، اس نے ہماری آدمی ہم سے منحرف کر دیئے ہیں، اِس نے تمام مکہ کو فنا کر دیا ہے، اور ہمین جیتا جاگتا تباہ کر دیا ہے، جس طرح بھی ہو اسے اب بچ کر نہ جانے دو، اور اس کی بوٹی بوٹی کاٹ لو، مگر جائے اُستاد خالی است، ابو جہل بولا، کہ اور تو سب کچھ درست ہے، مگر کوئی ایک خاص شخص محمدؐ کے قتل کے لیئے تعینات نہین کرنا چاہیے، بالکل ممکن ہے، کہ اوس کے وارثون سے کوئی شخص ایسا نکل پڑے، جو قاتل سے قتل کا انتقام یا خون بہا چاہے، تو پھر یہ معاملہ بگڑ جائیگا، چنانچہ ابو جہل نے یہ تجویز پیش کی کہ بجائے اس کے کہ کوئی خاص آدمی تعینات کیا جائے، بہت سے آدمی ملکر اکٹھے محمدؐ پر جاکے ٹوٹ پڑین، اور اوس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین، یہ رائے سب کو پسند آئی، اور سب نے اِس تجویز کی تعریف کی، لعنت اِس آفرین پر، اور صد لعنت اِس تحسین پر، بہر حال جب پخت و پز ہو گئی، اور صلاح قتل بے گناہ کی پک گئی تو ابو جہل چند ایک اور اشخاص ساتھ لیکر قتل کی نیت سے گھات مین جا بیٹھا، یہ لوگ اب منتظر تھے کہ جب موقع پائین اندر داخل ہو جائین، اور محمدؐ ہی لہو کے پیاسے خنجر آپؐ کے خون سے سیراب کرلائین، اور مکہ کی قتل گرہ مین عرف عام پائین، شان ایزدی، ایک خادم نمک خوار مسلم جان نثار کو کہین سے یہ اڑتی اُڑتی خبر مل گئی، وہ بھاگا آیا، اور اوس نے آپؐ کو آ بتایا، آنحضرت صلعم پچھلے دروازے

دوبارہ منصوبہ قتل آنحضرت صلعم

تکل ابوبکر کے گھر چلے گئے، اور علیؓ رات بھر اون کے بستر پر پڑے رہے، جب ابوجہل معہ دیگر بدمعاشان اندر آیا، اور آپؐ کو نہ پایا، تو سخت گھبرایا اور بڑے طیش مین آیا، یہ لوگ وہین سے ابوبکرؓ کے گھر چلے گئے، کہ شاید آپ وہان ہون مگر وہان سے بھی یہ ناکام رہے، گھر گھر انھون نے تلاش کی، مگر آپ ملتے کہان سے، آپ تو غار ثور مین جو مکہ سے اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھا، معہ ابوبکر آپناہ لی تھی،

غصہ اور کدورت کا بھوت اِن بدون کے سر پر سوار ہوگیا، آنکی شکل ڈراونی اور صورت حبیب بن گئی، رنگ اِن کا غصہ سے کالے ناگ سا ہوگیا، اور آنکھون سے خون برسنے لگ گیا، اور ہو کیون نہ، اِن کے ہاتھ سے ایک تو شکار جاتا رہا، اور دوسرا خجلت و ندامت شہر بھر کی اِن کو اٹھانی پڑی، کہ یہ سب کچھ کیا بھی مگر پھر بھی ہاتھ کچھ نہ آیا، اِن لوگون نے دیوانہ وار مکہ مین مشرق سے غرب اور شمال سے جنوب دوڑ دوڑ کر چپہ چپہ زمین چھان ماری، مگر وہ کام دل اِن کو حاصل نہ ہوا، اور نہ وہ میدان صیادون کے ہاتھ ہی چڑھا، دشمنون نے بڑے بڑے انعام و اکرام رکھے، کہ جو بدکردار اوس نیکوکار کی گردن کاٹ کر لائیگا، اُسے یہ سب مال متاع دیا جائیگا، مگر کہان رسول خدا کہان بندہ کجا رام رام کجا ٹین ٹین، دشمن غار کے پاس سے گذرے بھی، مگر اون کو ایسا نظر آیا، کہ غار کے منہ پر ایک عنکبوت نے جالا تن دیا ہے، اور ایک تیتری نے اوپر انڈے بھی دیئے ہین، اِس لیئے وہ اندر داخل ہی نہ ہوئے، اور پاس سے گذر گئے، الغرض مشرکان اپنی سب دوڑ دھوپ کر کے تھک گئے اور وہ خاتم النبی کا خاتمہ کرنے والے اپنی کرتوتون کا آپ ہی خاتمہ کر کے اپنا منہ کالا کر اسکے

بیٹھ گئے، آنحضرت صلعم تین روز کے بعد نکل کر مدینہ روانہ ہوئے اور اُدھر علیؓ بھی دشمنون کے داوٗ پیچ سے بچ آپؐ کو آملے،

مدینہ مین آنحضرتؐ کی آمد

مومنین مدینہ کو موہن کا مکھڑا دیکھ چاند چڑھ آیا، مسرت کی مد ہوشی مسرور ہوگئے اور کسی کے پریم کے نشہ مین چور ہوگئے، جگہ جگہ اونھون نے شادیانے بجائے، اور گھرون مین گھی کے چراغ جلائے، ہر شخص آپ سے یہی کہتا تھا کہ میرے ہی گھر چلیو، اور قیام کا شرف مجھے ہی دو، اگر محبت مین رشک نہ ہو، اور عشق مین رقابت نہ ہو، تو پریم کی جوت کا دیا بھلا کس طرح جلے لوگ بے قرار ہوئے جاتے تھے، کہ دیکھئے، یہ شاہ کس گھر کا مہمان آج ہوتا ہے، اور کسے یہ عزت ابدی بخشتا ہی، آنحضرت صلعم یہ شوق ورغبت اور یہ جوش محبت دیکھ کر بڑے بشاش ہوئے جاتے تھے اور مسکراتے تھے، مگر آپ کو یہ خیال بھی تھا، کہ کہین ایسی جگہ پر ٹھکانا کیا جائے. جہان باقی اشخاص کو موقع شکایت نہ ہوجائے، جو شخص اپنے دشمن کی دل آزردگی برداشت نہ کرسکتا تھا، وہ بھلا اپنی امت کے کسی بشر کا دل دکھانا کب گوارا کرتا تھا، آپ نے سب کو مخاطب ہوکے کہا۔ کہ بھائی مسلمانو مین اپنی اونٹنی کی مہار چھوڑ دیتا ہون، جہان وہ جا کے ٹھہر گئی بس وہی میرے ٹھکانے کی جگہ ہوگئی، تم سب اس پر رضامندی ظاہر کرو، سب نے آمین کہی، اب ہر یک اپنی اپنی قسمت کو منتظر تھا، کہ دیکھئے کیا رنگ دکھاتی ہے، مگر ایوب انصاری کے نصیب کا بھی تو کوئی ہی پیدا ہوتا ہے، ذات حق کو اوس کا نام عالم مین دائم رکھنا تھا، اونٹنی اوس کے گھر کے آگے آکے ٹھہر گئی، بیچارہ ایک مفلس مومن اور بیکس بشر تھا، مگر بھاگون کا بڑا دھنی نکلا، اونٹنی کا وہان ٹھہرنا تھا کہ لوگ اوسے مبارک پر مبارک دینے لگے، اور اوس کے

اپنے دل کی خوشی اور مسرت کی تو کوئی حد ہی نہ رہی، جس جگہ ناقہ جاکے بیٹھا تھا وہان اب تک مسجد نبوی موجود ہی، اسے آنحضرت صلعم نے خود اور آپ کے اصحاب نے ساتھ ملکر کچی اینٹون اور کھجور کی لکڑیون سے کھڑا کیا تھا،

آغاز اذان

تعداد مسلمانون کی چونکہ اب بڑھ گئی تھی، نماز کے لئے گھر گھر جاکے بلانا کٹھن معلوم ہونے لگا تھا، آنحضرت صلعم نے اصحاب سے صلاح پوچھی کہ کوئی ایسی تجویز بنائی جائے، جس سے سب کو نماز کے لئے وقت پر اطلاع ہوجایا کرے، کسی نے کہا، گھنٹا بجاؤ، کسی نے کہا آگ جلاؤ، کسی نے کہا ناقوس کھٹکاؤ، فکر ہر کس بقدر ہمت اوست، حضرت عمرؓ کہنے لگے، کہ ان بیجان چیزون سے جو بھلا کام لیتے ہو، کیون نہ انسان خود انسان کو بلائے، اور خدا کا نام لیکر بلائے، تاکہ لوگون کو یہ علم بھی ہو جائے، کہ خدا کی عبادت کے لیے بلایا جارہا ہے، آنحضرت صلعم نے یہ تجویز پسند کی، آغاز اذان اس طرح پر ہوئی،

باب سوم

آنحضرت صلعم کا سردار مدینہ منتخب ہونا

آنحضرت صلعم نے مدینہ کے لوگون مین قومیت کی ایک روح پھونک دی تھی، کیا مسلم کیا کفار اور کیا مہاجر و کیا انصار، سب نے ایک دوسرے سے اتحاد رکھنے اور اتفاق رکھنے کا سبق سیکھ لیا، اور وہ پرانی عربی عادت اور بُرے خصائل ترک کر دئیے، آپ نے اونھین یہ ذہن نشین کرایا، کہ خواہ ہم مین اختلافات کچھ بھی ہون مگر ہم لوگون کو قومیت کا احساس کرنا لازم ہے، بجز اس کے کوئی قوم فلاح نہین پا سکتی، اگر ہم لوگ باہمی تنازعات مین ہر وقت اُلجھے رہینگے تو دائی کسی نہ کسی غیر کی اطاعت مین ہی رہینگے، ہر بشر کو چاہیے کہ مقدم خیال وہ اپنی قوم کا دل مین رکھے، اور اپنی ذاتی خواہشات کو قومی خیالات پر کبھی ترجیح نہ دے، جو شخص ترجیح دیتا ہے وہ انسان کے درجہ سے اُتر کر حیوانون کے زمرہ مین داخل ہو جاتا ہے، دراصل حیوان کا یہ شیوہ ہے کہ وہ صرف اپنا ہی پیٹ پالن کر سکتا ہے، دوسرے ہم جنسون کا اُسے کچھ فکر نہین ہوا کرتا، اُسے سوچ اور سمجھ کی قدرت ہی اللہ نے اتنی دی ہے، آخر وہ بھی کیا کرے، مگر انسان تو اسی لئے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے، کہ اِسے فکر کی طاقت خدا نے دی ہے، لازم ہے کہ تم انسان کا جامہ پہنکر انسان کے خصائل اختیار کرو، اور اپنی قوم کا ہر وقت خیال مقدم رکھو، قومیت کا سب سے اول اصول یہ ہے، کہ قومی معاملات مین امتیاز فرقہ و جماعت بلا وجہ نہ رکھو، اسے تعصب کہتے ہین، یہ

ہٹ دھرمی ہے، اور اس نے اکثر قومون کو دیمک کی طرح کھالیا ہے، اونکا ستیاناس کردیا ہے

اے مدینہ والو اِس سے بچنا، خبردار رہنا، یہ تعصب بڑی بلا ہے، اِس سے بچنا،

بار ہا تاکید گفتا قوم ما بیدار شو

لوگ اِس نصیحت پر کاربند ہونے لگ گئے، اور اون مین یک جہتی اور یگانگت کے آثار بھی

نمودار ہونے لگ گئے، اب اون کو خود بخود ایک ایسے شخص کی ضرورت محسوس ہونے لگی

جو قوم کا راد نمانبے، گری ہوئی قوم کا یہ خاصہ ہی، کہ ہر یک اون مین سمجھتا ہے، کہ ہم چو ما دیگرے

نیست، ہر ایک دوسرے کے نقائص چھانٹتا رہتا ہے، مگر اپنی اصلاح نہین کرتا، اور

ہر ایک دوسرے سے اختلاف رائے رکھتا ہے، مگر متفق الرائے ہونے کی کوئی سعی نہین

کرتا، مدینہ والون کی جب حالت ذرا سدھر گئی تو اونھون نے فوراً یہ عیب اپنے آپ مین تاڑ لیا

اور یہ فیصلہ کیا، کہ جو ہم مین سلیم الرائے، دور کی سوچ اور خوش مزاجی رکھتا ہو اُسے سب

آدمی ملکر اپنا سردار مقرر کرلین، ایسا ہما مت محمد ہی تھا اور کون ہو سکتا تھا، آپ کے

اوصاف حمیدہ سب سرداروں والے تھے، اور صفات ستودہ تاجدارون جیسے، مسلم وغیر

مسلم مدینہ کے بخت خفتہ سے بیدار ہوئے، سب نے بالاتفاق آنحضرت صلعم کو اپنا سردار

مقرر کرلیا، اور حاکم مدینہ منورہ بنادیا،

مسلم کا جنگ پر مجبور ہونا

یہان یہ ذکر کرنا ضروری ہوگا کہ چند ایک لڑائیان مسلمانون کو ایسی بھی پیش آئین جنمین

آنحضرت صلعم کو خود میدان جنگ مین جانا پڑا، انھین غزوہ کہتے ہین، اور بعض ایسی لڑائیان بھی

ہوئین جن مین آپ اپنے کسی سپہ سالار یا سردار کے ہمراہ لشکر بھیجتے رہے، اِن کو سریہ کہتے ہین،

اِن مین سے جنگ بدر نے مسلمانون کو کافرون پر غالب کردیا، مکہ کی فتح نے مسلمانون کا تسلط تمام
عرب پر بٹھادیا، مسلمان اُصولاً لڑائی سے بڑے کترلتے تھے، اور در اصل لڑنے کی ظاہری
طاقت بھی نہ رکھتے تھے، یہ امر قابل غور ہے، کہ اِن کا ایک گروہ بھاگ کر حبشہ چلا گیا، دوسرا گروہ
مسلمانون کا تنگ آکر مدینہ مین ہجرت کرآیا، آنحضرت صلعم نے خود دوڑ دوڑ کر غارون مین جا
پناہ لی، طرح طرح کی اذیت ومصیبت اُٹھائی، مگر کبھی بھی کسی سے مقابلہ کی کوشش نہ کی، اِس
گروہ اور ایسے سرگروہ کی نسبت یہ خیال پیدا کرنا کہ وہ ملک گیری کی تمنا مین جنگ وجدل پر آمادہ
رہا کرتا تھا، نادرست ہی، یہ قرین قیاس ہی نہین، کہ ایک مٹھی بھر مسلم عرب کی وحشی وخونخوار
قومون سے ارادۃً ونیتہً خود جاکے لڑائی شروع کرین، ایسی معمولی بساط سے ایک پہاڑ کو جاکے
ٹکر مارنا اُسی کا کام ہی جس کا سر پھرا یا ہوا ہو، آپ جیسا عقل کل کبھی اپنی جماعت کو ایسی
مصیبت مین نہ پھنسائے، مگر جب جان پر آبنے، تو کون ہے جو خاموش رہے، ہر ایک پر فرض ہی
کہ ظالم سے اپنی جان بچائے، آخر اِس دنیا مین ہر ایک چیز کی ایک حد ہے، جل کس قدر سیتل ہی
اور کتنا ٹھنڈا ہوتا ہی لیکن اسے بھی اگر آگن دو، تو یہ بھی تپ جاتا ہے، اور ایسے ہی جلاتا ہے،
جیسا کہ خود آگنی، مسلمانون پر مسلمان ہونے کی خاطر جو تعدی غیر مسلم قومون نے روا رکھی، وہ تو
درکنار رہی، مگر اِن عورتون اور معصوم بچون کے ساتھ جو سنگدلی اور بیرحمی کنارنے کی، اُسے سُنکر
جسم پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین، غریب مسلمانون کی خودداری اور حیاداری پر غیر مسلم حملہ پر
حملہ کرتے رہے، اگرچہ پھر بھی مدت تک چپ ہی رہے، آخر مجبور ہوگئے، مگر پھر بھی جو کچھ انہون نے
کیا، اپنی جان بچانے کے لئے اور اسلام کا نام قایم رکھنے کی خاطر کیا، تنگ آمد بجنگ آمد

جنگ بدر

آنحضرت صلعم کی جو عزت و منزلت مدینہ والون نے کی اوس سے آپ کا اقبال دن بدن بڑھنے لگا، مگر حسد و جاہ بھی تو آخر پہلو بہ پہلو جایا کرتے ہین، ایک شخص عبد اللہ نام مدینہ کا رہنے والا جو شوق شاہی دماغ مین رکھتا تھا، آپ کے اقبال اور روز افزون جلال کا حاسد ہو گیا، مکہ والے تو پہلے ہی آپ کی جان کے دشمن تھے، دشمن کا دشمن دوست ہوا کرتا ہی، اِس نے اون کا ٹھولی، ساز باز شروع کر دیا، اور جاسوس بن بیٹھا، ساتھ ہی یہ وعدہ بھی اون سے کیا، کہ اگر تم مدینہ پر حملہ آور ہوگے، تو مین تم کو ہر طرح کی مدد اور امداد دونگا، اور مکہ والون نے یہ کہا، کہ ہم مدینہ فتح ہو جانے پر تم کو حاکم مدینہ بنا دینگے، ادھر مسلمانون کو بھی یہ کھٹک گئی، کہ ایک تو یہان یہ مار آستین ہم مین موجود ہی، آڑے وقت پر ضرور کوئی نہ کوئی حرکت کریگا، دویم اون کو یہ بھی علم تھا، کہ مکہ کے کفار تو صرف موقع ہی کی انتظار مین ہین، جب داؤن اون کا لگ گیا، ضرور ہم پر حملہ کرینگے اور کسی کو جیتا جی نہ چھوڑین گے، اسلئے طیاری جنگ دونون طرف سے برابر ہی ہوتی چلی گئی، اتفاق ایسا پیش آیا، کہ اِن دنون ایک قافلہ قریش کا شام سے واپس آ رہا تھا، اور اوس کو مدینہ کے قرب و جوار سے گذرنا تھا، چور کی ڈاڑھی مین تنکا، سردار قافلہ ابو سفیان کو کچھ شک گذرا کہ مکہ اور مدینہ کی مخالفت بہت بڑھ رہی ہے، ایسا نہ ہو کہ مدینہ والے کچھ مقابلہ ہی کر بیٹھین اور ہم لوگ اپنا مال و متاع نقصان کر بیٹھین، سردار نے ایک قاصد مکہ دوڑایا اور مدد مانگی، قاصد نے اپنے اونٹ کے کان کتر دیئے، کجاوہ اُلٹے رخ لگا لیا، اور اپنا پیرہن چاک کر دیا، اور ایک نرالی شکل و وضع بنا کر جا داخل شہر ہوا، قاصد کو یہ خوب سوجھی، کیونکہ اِس سے اوس کی آمد کی شہرت آناً فاناً ہو گئی، لوگ اکٹھے ہو گئے، ماجرا پوچھا تو اوس نے کہا، کہ محمد تیرا ہمارا مال لوٹنے پر آمادہ ہی

تھین خبیر ہے جس طرح کا وہ آدمی ہے، تم سے کچھ ہو سکتا ہو، تو بتاؤ، ورنہ اپنے مال و متاع سے ہاتھ دھو بیٹھو، یہ سننا تھا، کہ مکہ مین جنگ کی طیاریان زور شور سے شروع ہو گئین، اکثر لوگ جو سمجھدار تھے آخری لمحہ تک مخالف لڑائی کے رہے، مگر عربی کی عقل جتنی بھی ہو، ابو جہل کی جہالت کے سامنے ہیچ تھی اوس نے کسی کی کوئی پیش نہ چلنے دی اور لوگون کو آمادہ فساد کر ہی لیا، اور لاؤ لشکر مدینہ پر دھاوا کرنے کو نکل آیا، اُدھر سردار قافلہ اپنا راستہ تبدیل کر کے نکل گیا تھا، اور صحیح و سلامت مع کل مال و متاع مکہ بھی پہنچ گیا تھا، اوس نے آتے ہی اوس ابو جہل کو خبر بھیجی، کہ لڑنا بے سود ہے، لڑائی نہ ٹھانا، مگر وہ بھی ابو جہل تھا، اور قضا بھی اُس کی آئی ہوئی تھی، وہ کہان کسی کو خاطر مین لاتا تھا، اوس نے میدان کارزار گرم کر ہی دیا، ابو جہل (۱۰۰۰) جوان ساتھ لایا، آپ کے ساتھ قریبًا (۳۰۰) آدمی تھے، جن ت (۸۰) مہاجرین تھے، باقی انصار، مگر سب کے سب لڑنے مرنے پر طیار تھے اور ایک دوسرے سے بڑھ کے آپ کے جان نثار، دراصل مسلمانون کو یہ علم نہ تھا، کہ انھین اتنی بھاری جمعیت سے مقابلہ پڑ جائیگا، مگر پھر بھی ہمت کے میدان مین یہ ذرا نہ گھبرائے اور ڈٹ کر جمے رہے، قدرت نے فتح کے سامان مسلمانون کے لئے کچھ عجیب مہیا کر دیے تھے، ایک تو موقع ایسا تھا کہ سورج دشمن کے سامنے تھا، اور مسلمانون کی پس پشت، دوسرے مسلمان ایک اونچی جگہ پر ڈیرہ ڈالے تھے اور دشمن کا لشکر نشیب زمین پر تھا، اتفاقًا بارش آ گئی، اور آئی بھی بڑے زور شور سے اوپر کا پانی بہہ کر نیچے جا نکلا، اور غنیم کی صفون مین تمام کیچڑ دلدل ہو گیا، جس سے کہ دانون کے دل ٹوٹ گئے، پہلے حمزہؓ۔ علیؓ اور عبیدہؓ میدان مین نکلے، اُدھر سے عتبہ اور اوس کے لڑکے آئے پھر لڑائی دونون جانب سے زور شور سے شروع ہو گئی، دونون لشکر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے

اور جو ہاتھ چڑھا۔ اُسے گاجر مولی کی طرح کاٹ ڈالا، نبی اللہ معہ ابو بکر میدان مین ایک طرف
بیٹھے دعا مانگ رہے تھے۔ کہ یا اللہ اپنی امت کی مدد کر اور سچ کا ساتھ دے، کہ اتنے مین وحی
نازل ہوئی، جس سے نصرت کی خبر ملی، آپ نے فتح کی خوشخبری لشکریون کو سنائی، میدان مسلمانون
کے ہاتھ رہا، بہت سے کفار مارے گئے، اور باقی بھاگ نکلے، مسلمانون نے تعاقب کیا اور بھاگتون کو
اسیر کر لیا،

واقعات جنگ

آنحضرت صلعم کی شخصیت اور مسلمانون کی حُسن عقیدت بھی قابل دید ہی، ایک نوجوان
مسلمان کی شہادت کی خبر سُنکر اوس کی بڈھی مان بولی، کہ مجھے اپنے بیٹے کی موت کا ذرا بھی غم
نہ ہوگا۔ اگر محمد صلعم یہ کہدین کہ وہ ٹھیک شہید ہوگیا ہی، اور اُسے بہشت نصیب ہوا ہی سبحان اللہ
ایمان ہو تو ایسا اور اعتقاد ہو تو اس طرح کا، اِس جنگ مین دو مسلمان لڑکے معوذ اور معاذ بڑے
جانباز ثابت ہوئے، اونھون نے دشمن کے لشکر مین پہنچ صف بہ صف ڈھونڈھ کر ابوجہل کو
جا پکڑا اور اُسے مار مار کر زخمون سے گھائل کر دیا، اور خود بچکے نکل آئے، کفار بھاگ گئے تھے
اور زخمی اون کے میدان مین پڑے تھے، اتفاقاً عبد اللہ بن مسعود وہان سے گذرے جہان
ابوجہل گرا پڑا تھا، ابوجہل نے آواز دی، کہ ارے جانے والے، یہ تو بتاتا جا کہ کون لشکر
جیتا ہی، اور فتح و نصرت کس کے نام لکھی گئی، عبد اللہ کہا کہ دشمن خدا تو فرعون سے بھی بدتر ہی
وہ مرتے دم تو نادم ہوا تھا، اور تو اب بھی منفعل نہین ہوتا، یہ کہا اور ایک وار سے ابوجہل کا
کام تمام کر دیا، خدائے برحق نے اِس طرح اوس شخص کا خاتمہ کیا، جس سے ایک سو اونٹ
اور ایک ہزار چاندی کا سکہ خدا کے نبی کے خاتمہ کرنے کے لیئے انعام مقرر کیا تھا، مکہ والے

اب بجائے اِس کے کہ اِس واقعہ سے کچھ سبق سیکھین، خود آرام سے رہین اور دوسرون کو امن
مین رہنے دین، اُلٹے مسلمانون کے نیست و نابود کرنے کے پیچھے ہمہ تن لگ گئے، اگرچہ کفار نے
منہ کی کھائی، مگر انھین عقل ذرا نہ آئی، اون کی غیرت نے بھی ایک نرالا ہی نمونہ پیش کیا، گھر گھر
مکہ مین اونھون نے اعلان کر دیا، کہ جنگ کے مقتولون کا کوئی شخص علانیہ ماتم نہ کرے، اور نہ
کہین سے رونے دھونے کی آواز اُٹھے، ورنہ مسلمان ہم پر ہنسین گے، اور ہم اون کی نظرون مین
سبک ہو جائینگے، ایک بڈھا بیچارہ مصیبت کا مارا اپنے تین نوجوان بیٹے اِس لڑائی مین کھو بیٹھا تھا،
اور آپ شامت اعمال اور دکھڑے دنیا کے دیکھنے کو پیچھے رہ گیا تھا، اب ایسا شخص اگر اپنے
بیٹون کے انتقال کے غم مین نہ روئے تو اِن کم عقلون کی عقل پر تو رو دے، جنھون نے قانون قدرت
کے خلاف قانون نافذ کر رکھے تھے، مگر اب کوئی روئے بھی تو کہان جائے! کیونکہ اگر کوئی اُسے
روتا دیکھ پائے تو اوس کی شامت آجائے، اِن ظالمون کے ظلم سے تنگ اور اپنی جان سے
لاچار بڈھا غریب شہر سے باہر چلا جاتا، اور اپنے بچون کو یاد کرکے اپنی بیکسی پر روتا، ایک دن
ایسا واقعہ پیش آیا کہ اُسے کسی اور شخص کے رونے کی آواز آئی، اوس نے جھٹ لونڈی کو بھیجا
کہ جا دیکھ تو سہی، کیا رونے کی عام اجازت مِل گئی ہے؟ لونڈی نے واپس آکے کہا کہ ایک بیوہ
بیکس کا اونٹ گم ہو گیا تھا، ہر چند اوس نے تلاش کی ہے، دستیاب نہین ہوتا، اب بیچاری
مایوس ہو کر آبیٹھی ہے، اور اپنے بخت گم گشتہ پر رو رہی ہے۔ یہ سنکر بڈھا بے اختیار زور زور
سے رونے لگ گیا، کہنے لگا۔ کہ یہ کیا اندھیر نگری ہے کہ جو اونٹ چلا جائے تو رونا روا ہے، اور
جو تین جوان بچے ناحق خون ہو جائین تو اون پر آنسو بہانا بھی ناروا ہے لعنت ہو اِن لوگون پر

اور صد لعنت ان کی سمجھ پر،

اسیران جنگ

جو لوٹ اِس جنگ مین ہاتھ آئی تھی، اوس کی تقسیم اس طرح پر کی گئی۔ کہ چار حصہ اوسکے شرکائے جنگ مین بانٹے گئے اور پانچوان نبی اللہ کی تحویل مین بیت المال کی حیثیت مین رکھا گیا تاکہ وہ اِس سے مفلس محتاج کی مدد کرین، یا کسی اور رفاہ عام پر جہان آپ مناسب خیال کرین خرچ کرین، جو قیدی اِس جنگ مین پکڑے گئے تھے، اون کو ابوبکرؓ کی رائے کے مطابق رہا کر دیا گیا، اگرچہ عمرؓ اس سے اختلاف رائے رکھتے تھے، حکم رہائی مین شرائط یہ تعین۔ کہ غریب اور ان پڑھ تو فوراً رہا کر دیئے جائین، مگر جو زر دار ہین وہ تاوان داخل کرین، اور تعلیم یافتہ اشخاص مدینہ مین کچھ عرصہ کے لئے قیام کرین، اور مسلمان بچون کو تعلیم دین، بعد مین وہ بھی اپنے اپنے گھرون کو واپس جا دین، اِن شرائط سے اسیران بہت ہی خوش ہو گئے کیونکہ یہ پہلی ہی دفعہ تھی، کہ قیدیان جنگ کے ساتھ کسی فاتح قوم نے ایسی خوش اسلوبی سے برتاؤ کیا ہو، یہان تک پسندیدہ سلوک، اون لوگون سے مسلمانون نے کیا، کہ اِن اشخاص کو اپنا مہمان تصور کر لیا، جب کسی مسلمان کے گھر اپنے کھانے کو کافی نہ ہوتا، تو وہ خود کھجور کھا کے گذارا کر لیتا، مگر مہمان کو ضرور گندم کی روٹی ہی دیتا اگر کسی مسلمان کے کہین جانے کو کافی سواری بہم نہ آسکتی تو آپ پا پیادہ ہو جاتا مگر مہمان کو ضرور سوار کرا لیتا، گویا فاتح مسلمانون اور مفتوح مشرکون مین کسی قسم کا امتیاز نہ رہا، اِس آئین احمدی پر اہل اسلام جتنا فخر کرین بجا ہے، اور جس قدر ناز اس پر کرین زیبا ہے، یہ وہ واقعہ ہے جس کی نظیر اب تک نہین ملتی،

فساد سویق

ابوجہل کا گذرنا تھا، کہ اوس کی جہالت کی گدی پر ابوسفیان بیٹھ گیا، اوس نے قسم کھائی

کہ مین جب تک جنگ بدر کا انتقام محمدؐ سے نہ لے لونگا، نہ عورت سے صحبت کرونگا، نہ سر مین تیل ڈالونگا، وہ اس طرح کی شیخیان ضرور لوگون مین بگھارتا رہتا تھا، مگر سامنے نکل کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکتا تھا، ایک دن اوس نے سوچا۔ کہ قسم تو مین کھا بیٹھا ہون، اب جب تک کوئی حیلہ بہانہ نہ کرون، لوگون کے سامنے منھ کیسے لاؤن، اوس نے کیا کیا۔ کہ ایک روز مدینہ کے قرب وجوار مین چھپ کے سے ایک دستہ آدمیون کا ساتھ لیکر چلا گیا، وہان ایک آدھ مسلمان کو اوس کے گھر مین ہی مار آیا۔ اور ایک آدھ گھر کو آگ بھی لگا آیا، اور بھاگ کے نکل آیا، بھاگا بھی ایسے جیسے رات کو چور بھاگتے ہین، بوریان ستو کی راستہ مین ہی پھینک آیا، کیونکہ اون کے سبب بھاگنا اُسے دشوار ہو گیا تھا، یہ تو جوانمردی تھی جس پر وہ دن رات قسمین کھاتا تھا، اور انتقام کے لیئے دانت پیسا کرتا تھا،

جنگ احزاب

آنحضرت صلعم کی حالت اب اِس طرح تھی، جیسے ایک فرمانروا کی اپنے ملک مین ہوا کرتی ہے کئی ایک گروہ نواح کی اقوام سے اقرارنامہ وعہدنامہ بھی اب ہونے لگ گئے، بعض سے موافقت پیدا ہو گئی اگر بعض سے ناموافقت بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتی جا رہی تھی۔ آپ اگرچہ حق وانصاف سے تجاوز کرنا خواہ معاملہ مذہبی ہو یا ملکی خلاف ایمان سمجھتے تھے۔ مگر حاسدون کو بھی تو خدا ہی کی زمین پہ رہنا ہے، یہ بھی تو ہر جگہ موجود ہی ہوا کرتے ہین، کہان تک اِنسان اِن سے بچے، مدینہ کے نزدیک ایک یہود قوم بستی تھی، اِن مین حسد کی ایسی آگ بھڑکی۔ کہ یہ آپکا حاکم مدینہ ہو جانا اور مکہ والون کو شکست دینا برداشت نہ کر سکے، اِن کو یہ فکر لگا کہ اگر مسلمانون کا اقتدار اِسی طرح بڑھتا گیا، تو یہ ہم کو بھی تنگ کرینگے، ابھی سے اِنکا فیصلہ کرو، اور یہ خرخشہ دور کرو، اِس نیت سے اونھون

اندر ہی اندر طیاری جنگ کی شروع کر دی، مسلمانون کا انتظام اب بڑا پسندیدہ تھا، ان کو خبر لگ گئی، کہ دوسری طرف کیا ہو رہا ہی، اِنھون نے پیش بندی کی اور آنحضرت صلعم (۴۵۰) آدمی لیکر فوراً میدان مین نکل آئے، یہود یہ دیکھکر ہیبت کھا گئے اور پہاڑیون مین جا چھپے، اور اِدھر مسلمان بے فکر ہو کے بیٹھ گئے، اور اپنے کھانے پکانے مین لگ گئے، ایک یہودی نے جو کسی اونچی جگہ گھات لگا کر بیٹھا تھا، آنحضرت صلعم کو اکیلا جو دیکھا، تو موقع کو غنیمت جانا، فوراً پہاڑی سے اُترا اور دبے پاؤن کہ آہٹ نہ ہو آپ کے سرہانے آکھڑا ہوا۔ اور تلوار الف کر کے کہنے لگا کہ ارے محمدؐ اوٹھ۔ اب بول تیرا وقت اخیر آگیا ہی، کون ہے تیرا بچانے والا، آپ ہمت کے میدان مین ذرا نہ چوکے اور متانت سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا، کہ وہ ہے میرا بچانے والا جس نے مجھے اور تجھے بنایا ہی، وہ ہے، جو میری اور تیری جان لیگا، وہ میرا محافظ، تو ہے کون! کچھ ایسا رعب اوس پر یہ سنکر طاری ہوا۔ کہ اوس کا ہاتھ لرزش کھا گیا، اور تلوار اوس کے ہاتھ سے گر پڑی، آنحضرت صلعم نے فوراً اٹھا لی اور ویسے ہی ہاتھ مین اُٹھا کر اوس سے مخاطب ہو کے کہا، کہ اب تو بول، تیرا بچانے والا کون ہی، بیچارہ عاجز و بیکس کے سہم کے جہان کا جہان تھا وہین رہ گیا، اور آہستہ سے آنکھین نیچی کیئے کہنے لگا، " اجی میرا محافظ یہان کون ہی "۔ آنحضرت صلعم نے کہا، کہ میرا بچانے والا وہی اللہ ہے، جس نے اپنے رسول کو بچایا ہے، " اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " اِس کے علاوہ اور کوئی واقعہ اِس جنگ مین پیش نہین آیا، نہ لڑائی ہی لڑی گئی، اور نہ کوئی مال متاع ہی کسی کے ہاتھ لگا،

جنگ اُحد

قریش جنگ بدر مین شکست کھا کر ایسے نادم و شرمندہ ہوئے تھے، کہ سر سامنے نہ اُٹھا

سکتے تھے، مگر اندر ہی اندر دن رات طیاریون مین لگے رہتے تھے، واپس مکہ جاتے ہی اونھون نے یہ ٹھان لی تھی، کہ بدلہ ضرور لینگے، ہر وقت غصہ سے دانت پیسا کرتے تھے، انتقام اون کی سرشت مین تھا، اور کینہ اون کی فطرت مین سردار ابوسفیان کی بیوی ایک بڑی بدطینت عورت تھی، وہ ہر وقت اپنے خاوند کو اور اوس کے ہم نشینون کو بُرا بھلا کہتی رہتی تھی، اور طعن و تشنیع کیا کرتی تھی، کہ اے بے غیرت لوگو میرے باپ اور بھائی تو مارے جاوین اور تم منھ دیکھا کرو، تم مردون سے تو ہم عورتین زیادہ مستعد ہین، اور ہم کو بدرجہا زیادہ غیرت ہے، چلو، جو تم خائف مسلمانون سے ہو، تو ہم تمھارے ساتھ چلینگے اور پہلو بہ پہلو لڑینگے، وہ اکثر اس طرح طیش دلاتی رہتی تھی، عورت کی یہ گفتگو سنکر مردون کے خون نے بھی جوش مارا، اور (۳۰۰۰) آدمی سامان حرب سے آراستہ اور نشۂ جنگ سے ہوش و حواس باختہ مسلمانون کے چیرنے پھاڑنے کو نکل پڑے، اودھر مسلمان بیچارے شامت کے مارے (۷۰۰) آدمی لیکر مقابلہ کو آئے، اور دامن اُحد مین آ ٹھہرے، رات دونون لشکر اپنی اپنی جگہ جم گئے صبح ہوتے ہی دونون جانب سے دھادا ہو گیا اور ایسی گھمسان کی لڑائی مچی کہ اپنے بیگانے کی خبر نہ رہی، جو جس کے ہاتھ چڑھا اُسنے کاٹ ڈالا، اور پل کے پل مین کھیت کر دیا، حمزہؓ شہید ہوگئے، آنحضرت صلعم خود زخمی ہوگئے تیر و تلوار ہر دو کی چوٹ آئی، اور ایک شدید ضرب دندان نے بھی کھائی، مسلمانون کا علم بردار بھی مارا گیا اور ان کی صفون مین شدت کا شور شرابہ مچ گیا، علم بردار کی شکل شباہت کچھ کچھ رسول اللہ صلعم سے ملتی جلتی تھی، اوس کے مارے جانے پر یہ بھی خبر اُڑ گئی، کہ آپ شہید ہوگئے ہین، یہ خبر اڑنی تھی، کہ تمام لشکر کا دل ٹوٹ گیا، اور کھلبلی مچ گئی،

مسلمانون کے پاؤن اُکھڑ گئے، دشمن کی بن آئی اور مسلمان نقصان مین رہے، کفار قریش نے اب اپنا منہ سیدھا مدینہ کو کر لیا، مگر فوراً ہی مسلمان بھی گھر پہنچ گئے۔ عمائد کفار کو اب علم بھی ہو گیا تھا، کہ آنحضرت صلعم حیات ہین، وہ علم بردار تھا، جو شہید ہوا ہی، اس سے وہ دل شکستہ ہو گئے، اور وہان سے نکلے، مکہ کی عورتون نے اِس لڑائی مین بڑا حصہ لیا، جنگ بدر کے مقتولون پر مرثیہ پڑھتی تھین اور لڑائی سے مُنہ موڑنے والون پر تبرّا بولتی تھین، سردار ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی شریک تھی، ہندہ بڑی کینہ جو عورت تھی، باپ اور بھائی کے قتل کا انتقام اوس نے دِل مین برابر رکھا، ایسی شتر کینہ تھی، کہ جب تک اِس نے حضرت حمزہؓ کی لاش کو ڈھونڈھ کر اونکا پیٹ چاک کر کے اور اونکا کلیجہ نکال کے اپنے دانتون سے چبا نہ لیا، تب تک اِس کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا، اور پھر اِس ڈائن نے اِس پر بھی اکتفا نہ کی، اونکے کان اور ناک بھی کُتر ڈوالے، آنحضرت صلعم نے جب اپنے چچا کی نعش کا یہ حال دیکھا تو سینے پر سانپ سا لوٹنے لگ گیا، آپ اگر چاہتے تو کفار قریش کی تمام لاشونکا یہی حال کر دکھاتے مگر خدا کا رسول اور انتقام کا اُصول، حریف سے بدلا لینا اور دشمن سے کینہ نکالنا، یہ اوس پاک سرشت اور نیک اصل سے بہت بعید تھا، دل پر بڑا قلق پیدا ہوا، مگر برداشت کر گئے،

سردار حارث کا حملہ کرنا

مسلمانون کو دم لینا کہان نصیب مین لکھا تھا، بمشکل چند ہی دن گذرے ہونگے، کہ قبیلۂ بنی المصطلق کا سردار چڑھ آیا، مگر مسلمان اوس سے ایسے جان توڑ کر لڑے کہ اُسے بھاگتے بنی، لوٹ کا مال جو اِن کے ہاتھ چڑھا، اوس مین دو سو نفر، ایک ہزار اونٹ،

اور یا پنچ ہزار بھیڑ تھین، ان تو گرفتاران بلا مین سردار کی بیٹی جویریہ بھی تھی مال غنیمت کا جو بٹا تو وہ لڑکی سپاہی بچہ کے ہاتھ آگئی، لڑکی بیچاری گھبرائی اور اوس نے سپاہی سے بڑی منت وزاری کی، آخر اوس نے اس بات پر راضی کر لیا کہ اگر اوس کو معقول رقم تاوان دے دیجائے تو وہ اس لڑکی کی خلاصی کر دے گا، مگر اب سوال تو یہ درپیش تھا، کہ کون یہ مالی امداد دے،
لڑکی کے بھاگ جو جاگے اور اوس کی نیک ساعت جو آئی تو یہ خبر اڑتے اڑتے رسول اقدس صلعم تک پہنچ گئی، سپاہی سے حکماً آزاد کراتا تو خلاف آئین تھا، کیونکہ یہ مال اوس کا ہو چکا تھا، آپ نے اپنی گرہ سے رقم تاوان سپاہی کو ادا کر دی، اور لڑکی کو آزاد کرا دیا، اور ایک معتبر آدمی کے ساتھ اوسکو آپ نے ماں باپ کے پاس روانہ کر دیا، اتفاق ایسا ہوا کہ اِدھر تو اس کا روانہ ہونا تھا اور اودھر جویریہ کا باپ بہت سا زر و جواہر لیکر خود مدینہ آ پہنچا کہ جو کچھ بھی آنحضرت صلعم منہ سے مانگیں نذر کرون اور اپنی بیٹی کی بند خلاصی کراؤن، وہان جو پہنچا اور اپنی بیٹی کی آزادی اور آنحضرت صلعم کی اپنی گرہ سے تاوان کی ادائگی کا حال جو سنا۔ تو حیران ہو گیا، کہنے لگا مسلمان کہان اور یہ مرغوب اخلاق کہان، اُسے کیا خبر تھی۔ کہ اسلام کی بنیاد خُلق پر ہی، سردار اس واقعہ سے ایسا متاثر ہوا کہ مع خویش و اقارب مسلمان ہو گیا، ساتھ ہی اوس نے یہ بھی عرض گذرانی کہ میری بیٹی جویریہ کو آپ زوجیت مین قبول کرین، آپ ابھی سوچ بچار ہی تھے کہ اِسے کیا جواب دیا جائے، کہ اتنے مین یہ بات اڑ گئی اور لشکریون تک پہنچ گئی، اونھون نے باہمی ملکر یہ عہد کر لیا، کہ اگر آنحضرت صلعم جویریہ کو زوجیت مین قبول کرلینگے، تو ہم اپنے اپنے غلام رہا کر دینگے، وجہ یہ تھی کہ بڑی تعداد اون غلامون کی جو اس جنگ مین اسیر ہو گئے تھے جویریہ کی قوم و قبیلہ کے لوگون کی تھی،

اور نبی اللہ کی محبت وادب مانع تھے، کہ آپ کی منکوحہ کے رشتہ داران آپ کے لشکریون کے پاس غلام رہین، آنحضرت صلعم نے جب یہ سنا کہ میری اس شادی سے ایک صد بندگان خداوندی کی بند سے آزاد ہوکر اپنا پیدایشی حق آزادی پھر حاصل کرلینگے، تو آپ کو تجویز شادی منظور کرنے مین پھر ذرا بھی تامل نہ رہا، نکاح جویریہ کا آنحضرت صلعم سے ہوگیا، رنگین مولا کے رنگ بھی عجب ہین کہان سرداری لڑکی سے کنیزک کیا، اور کہان اب کنیزک سے کشور عالم کی ملکہ بنا کر بٹھا دیا،

جنگ خندق

ابوسفیان کو اب پہلی لڑائی سے ایک سال کا وقفہ مل چکا تھا، اب اوس نے اپنی تیاری بہمہ وجوہ مکمل کرلی، اب کے وہ (۴۰۰۰) قریش اور (۶۰۰۰) یہود لیکر مدینہ پر چڑھ آیا مسلمان اتنا ٹڈی دل لشکر آتا سنکر گھبرا اٹھے، لگے صلاح مشورہ کرنے اور تدبیر کے گھوڑے دوڑانے، مسلمانون مین ہر بشر کو یکسان اختیار اظہار رائے کا ہوا کرتا تھا، اور احمدی آئین کا یہی اسوۂ حسنہ تھا، ان مین ایک شخص سلمان فارسی موجود تھا، وہ کہنے لگا کہ ہماری جمعیت بہت قلیل ہے اور ہم میدان مین نکل کر سامنے مقابلہ کی تاب نہین لاسکتے، اب ہمارے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ نہین کہ ہم کہین پناہ گزین ہوجائین، حریف کا لشکر عظیم الشان ہے اور ہم مسلمان بے سروسامان ہین، اگر مدینہ مین مقابلہ ہوگیا، تو نہ صرف ہم ہی مارے جائین گے، بلکہ ہمارے بال بچے بھی ساتھ ہی تباہ ہوجاینگے، جو میری سنو تو مدینہ کے نزدیک ہی جو پہاڑی سلع نام ہے، اس کے دامن مین چل بیٹھو، اور اپنے سامنے ایک کھائی گہری کھود لو، پھر دیکھین کے جو اللہ کرے، آپ نے یہ تجویز پسند کی اور سب نے آمین کہی، مسلمانون کو یہ اندیشہ بھی لگ رہا تھا کہ کفار کہین شہر مدینہ پر ہی نہ حملہ آور ہوجائین، اسلئے انھون نے یہ پیش بندی کی، کہ اپنی عورتون اور بچون کو قلعون مین

بٹھا دیا اور ضروری سامان اون کے حوالہ کر دیا، کہ آڑے وقت پردہ شہر کی اور اپنی حفاظت کر سکین اور آپ توکل باللہ تین ہزار (۳۰۰۰) آدمی کی جماعت لیکر دامن کوہ مین چلے آئے یہان پہنچتے ہی آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ فی الفور پانچ گز چوڑی اور پانچ ہی گز گہری خندق کھودنی شروع کر دی جائے، اور جبتک کہ ختم نہ ہولے کوئی آرام نہ لے، جب آنحضرت صلعم خود اپنے دست مبارک سے کھُدائی کر رہے تھے تو سپاہ کا تو پھر کیا حال ہوگا۔ اِدھر ہاتھون مین آبلے پڑ گئے، اور کھُدائی کے لیئے جھکے جھکے کمرین ٹوٹنے لگین، اُدھر ہر ساعت غنیم کا ڈر دامن گیر کہ پہنچا کہ پہنچا۔ اب آیا کہ آیا، غنیم بھی وہ دشمن جان جو دس ہزار جرار سپاہ لیئے ہر سازسے مہیّا اور ہر سامان سے آراستہ برابر چڑھا آرہا ہو، اور بلا وجہ بلا عذر آمادہ فساد ہو، نہ اوسے دھرم کی ہو نہ ایمان کی، نہ خدا کی نہ خدا کے رسول کی بس دل مین ایک حسد کی آگ رکھتا ہو اور سینہ مین کینہ، ایسے بدشعار و بداندیش دشمن سے مقابلہ، خدا پناہ دے، اِدھر بیچارے مسلمانون کا یہ حال تھا کہ نہ تو اِن کے پاس کافی سامان جنگ ہی تھا، اور نہ کھانے پینے کا کوئی رنگ ڈھنگ، اِدھر اپنی جان پہ بن آئی تھی، اُدھر مدینہ مین بال بچہ کی تباہی کا ڈر، مگر باوجود اِن سب تکالیف کے یہ خدا کی پیاری اور محمد کے نام پہ واری سپاہ برابر ڈٹی رہی، جب تک کہ خندق نہ طیار ہوگئی، اتنے مین دشمن بھی اپنا لاؤ لشکر لیکر سر پہ چڑھ آیا، اور دونون لشکر خندق کے آر پار جم گئے، تیر تفنگ دونون جانب سے چلتے رہے اور اینٹ پتھر سے دو رویہ مقابلہ ہوتے رہے، مسلمانون کی خندق نے بڑا کام دیا، خندق مین کوئی اُترا نہین اور مسلمانون نے اوس کی سرکوبی پتھرون سے کی نہین ایک تو اِس خندق نے غنیم کے راستہ مین ایک بڑی کٹھن منزل ڈال رکھی تھی،

دوسرے مسلمانون کی خوش نصیبی سے قریش اور یہودیون باہمی تفرقہ پڑگیا، اور ایک دوسرے
سے اعتبار اُٹھ گیا، دِل دشمن کا تو اسی سے ٹوٹ گیا تھا، مگر اس پر اضافہ یہ بھی ہوگیا، کہ
رات کو زبردست آندھی چلی، اور ساتھ ہی بارش بھی گھٹا باندھ کے آپہنچی، ایسا موسلا
دھار مینھ برسا کہ ڈیرے خیمے غنیم کے سب اُکھڑ گئے، اور سب سلسلہ درہم برہم ہوگیا، بد
انتظامی تو آگے ہی وہان موجود تھی بدنسقی اور بدتر ہوگئی اور دشمن کو بھاگتے بنی، سردار لشکر
ابوسفیان بھاگتون کا بھی سردار ہی رہا، جو بھاگتے دکھائی دیئے اون سب مین اول وہ تھا
مسلمان خوشی خوشی گھر لوٹ آئے، اگرچہ مال ومتاع اِن کے ہاتھ کچھ نہ آیا، مگر جان بھی
لاکھون پائے،

عہدنامہ حدیبیہ

مسلمانون کو اپنے باپ دادا کا مسکن چھوڑے اب سالہا سال گذر چکے تھے، اون کے
دل مین اِک دردِ وطن، اور محبت کہ نے اون کے من کو آگھیرا، ساتھ ہی اونھین زیارت
حرم کا اشتیاق حد سے بڑھا جاتا تھا، مسلمان کہتے تھے کہ یا اللہ یہ کیا ظلم ہے۔ کہ اور قومون کے
لوگ تو اپنے معبد کو جب چاہین بلا روک ٹوک آ مین جائین، مگر ایک ہم ہین۔ جن پر نہ
صرف طواف کعبہ بند ہے۔ بلکہ مکہ معظمہ کا داخلہ بھی منع ہے، مسلمان اب بہت تنگ آ گئے۔
اور زیادہ زیادتی کہ دالون کی برداشت نہ کر سکے، انھون نے قطعی فیصلہ کر لیا، کہ خواہ
کچھ بھی ہو اب ہم ضرور زیارت کو جائینگے، اور طیاریان شروع کر دین، چنانچہ روز مقررہ کو
آنحضرت صلعم (۱۵۰۰) آدمی زیارت کے لیئے ساتھ لے کے مکے کی طرف روانہ ہو بیٹھے اور اپنے
ساتھ (۷۰) اونٹ بھی قربانی کے لئے لے لیئے، یہ تمام لوگ نہتے تھے، آپ کا حکم تھا کہ کوئی ہتھیار کا

ہتھیار بھی ساتھ نہ لے جائے، مبادا مکہ والون کو ہم پر لڑائی کا شبہہ گذر جائے، مگر وہ ایسے شکی تھے۔ کہ وہان کسی کے شک دلانے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی، اونھون نے مسلمانون کا نام ہی سُنا تو کمرین باندھ لین اور لڑائی کی ٹھان لی، آنحضرت صلعم مکہ سے ایک منزل اِدھر ہی تھے، کہ کیفیت کفار کی آپ نے سُن لی، اور وہین ٹھہر گئے، وہان سے ایک قاصد مکہ کو روانہ کیا۔ کہ اون کو جاکے سمجھائے، کہ بھائی ہم کو غرض صرف طواف سے ہے اور زیارت سے جو ہماری کوئی نیت لڑائی جھگڑے کی ہوتی، تو ہم احمق تھے کہ بغیر ہتھیار اور سامان کے ہم نہتے چلے آتے، تم اپنا آدمی بھیجو اور اپنی تشفی کرلو، کہ ہمارا بیان یہ صحیح ہے یا غلط، مگر مکہ والے بھلا کہان اِن باتون کو مانتے تھے، اونھون نے ایک نہ سُنی، اور یہی کہا۔ کہ ہمارے ساتھ پہلے باضابطہ عہدنامہ کرو، اور پھر ہم اندر آنے دینگے، چنانچہ باہمی شرائط تجویز ہوتی رہین، اخیر فیصلہ مفصلہ ذیل شرطون پر ٹھہرا، کہ (۱) اِس سال تو مسلمان واپس چلے جائین، البتہ اگر آیندہ سال آئینگے تو اجازت زیارت کی دی جائے گی، (۲) تین روز سے زیادہ مکہ مین قیام کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (۳) اسلحہ ساتھ لانے کی سخت ممانعت ہو گی، (۴) اگر کوئی شخص مکہ والون کا بلا اون کی اجازت کے مسلمانون کی طرف چلا جائے گا تو مسلمانون کو اُسے فوراً واپس کرنا ہوگا، لیکن اگر کوئی مسلمان بھاگ کر مکہ مین آجائے تو مکہ والون پر اوس کی واپسی فرض نہ ہوگی (۵) دس سال تک کوئی فریق ایک دوسرے پر حملہ نہ کرے گا، (۶) نہ قریش مسلمانون کے ہم عہدون سے مزاحم نہ ہون گے، اور نہ قریش کے حلیفون سے مسلمان مزاحم ہون۔"

مسلمانون کی بڑی تعداد اِس امر کے خلاف تھی۔ کہ ایسے عہدنامہ پر دستخط کیے جاوین
وہ کہتے تھے کہ اِن شرائط کی قبولیت مین ہماری سُبکی ہو، آنحضرت صلعم نے اونکو سمجھایا۔ کہ بھائی
کیا تم کو شک ہو۔ کہ کوئی مسلمان ہم سے بھاگ کر وہان چلا جائیگا؟ سب یکزبان ہو کر کہنے لگے
کہ نہین، ہرگز نہین، تو آپ نے فرمایا، اگر اونکا کوئی آدمی بھاگ کر ہمارے ہان چلا آئے تو
وہ ہمارے کس کام کا ہو، ہم کو اوسے پاس رکھنے کی کچھ ضرورت ہو؟ سب کہنے لگے۔ کوئی
نہین؛ اِس پر آپ نے فرمایا۔ تو پھر کیا ہرج اِن شرائط کے مان لینے مین ہے۔ باقی شرائط پر
ہم پہلے ہی سے کاربند ہین، ہتھیار نہ ہم لائے ہین اور نہ آیندہ لائینگے، ہماری نیت صاف ہو؛
ہم صرف زیارت حرم کے لیے آئینگے، نہ کہ لڑائی کے لیے، ایسا ہی تین دن والی شرط مین بھی
کچھ نقص نہین، ہمارے لیے تین پہر بھی کافی ہین، ہم مسلمان ہین، ہم شرارت پسند نہین کرتے،
اگر یہ عہدنامہ نہ لکھا گیا، تو فساد بڑھے گا، اور نوبت لڑائی تک جا پہونچے گی، اے مسلمانو خلقت
خدا کا خون ہوگا، یہی مناسب ہو۔ کہ سب رضامندی اِس پر ظاہر کرو، سب نے آمین کہی
رسول اللہ صلعم نے دستخط اپنے ثبت کر دیے، اور مسلمان بلا زیارت بلا داخلہ مکہ واپس
مدینہ چلے آئے،

رسالت وسلطانت

اب حجاز مین شجر اِسلام جڑ پکڑ گیا تھا، اور یہ اندیشہ دل سے دور ہو گیا تھا کہ اِسے
قریش کی آندھی یا یہود کا طوفان کوئی نقصان پہنچا سکے، چونکہ یہ اطمینان قوی ہو چکا تھا، اب
آپ نے توجہ مبارک باہر کے ممالک کی طرف مبذول فرمائی، آپ اللہ کا پیغام لائے تھے، اسلیے
یہ لازم تھا۔ کہ وہ پیغامبری کیجاتی اور پیغام الٰہی کی خبر ملک بہ ملک پہونچائی جاتی، اِس حکم

انھی کی تعمیل مین آپ نے دعوتِ اسلام کے خطوط عرب کے بار دیگر ممالک مین شاہان وقت کو اپنے ایلچیون کی معرفت روانہ کئے، مراسلے سربمہر تھے، مہر پہ "محمد رسول اللہ" نقش تھا۔ آپ کے سفیر حبشہ۔ ایران۔ روم، شام اور مصر مین پیغمبری پروانے لے کے پہنچے، تحریر صاف تھی، اور دلیرانہ۔ ایسی تھی جیسے کہ ایک نبی اللہ کی شایان کے شایان ہو۔ "بھیجنے والا اِس خط کا محمد جو خدا کا بندہ ہی اور خدا کا رسول ہی۔ بنام شاہ۔ ملک فلان۔ والیٔ فلان۔ واضح ہو کہ سب خلقت خدا کی ہی، تم بندہ اوس کے ہو۔ مین تم کو اوس کی طرف راغب کرتا ہون، اوس پر ایمان لاؤ اور عاقبت کا نفع اٹھاؤ"۔ . . . .

نجاشی بادشاہ حبشہ نے تو جب سے آنحضرت صلعم کی رسالت کا ذکر سُنا تھا، تب ہی سے اسلام قبول کر لیا تھا، مگر اب اوس نے علانیہ اپنا اسلام قبول کرنا سب کے سامنے تسلیم کر لیا شاہ روم نے بھی محمدؐ ہی سفارت کی بڑی عزت کی اور تحفہ تحائف دیکر واپس کیا، دِل سے اسلام اوس نے بھی قبول کر لیا، مگر وائین بائین اوس کے عیسائی ہی عیسائی تھے، وہ یہ جرأت اوس وقت نہ کر سکا کہ لوگون مین برملا اعلان کر دے، کیونکہ اُسے یہ اندیشہ تھا کہ میرے مسلمان ہو جانے سے مبادا میری سلطنت مین فتور پیچ جائے، شاہ ایران البتہ سفیر سے اچھی طرح پیش نہ آیا، مگر خدا نے اُسے جلدی ہی سزا بھی اِس کی دیدی،

جنگ خیبر

یہود اب پھر سر اُٹھانے لگے، اور مسلمانون سے چھیڑ چھاڑ اونھون نے شروع کر دی یہان تک کہ اندر ہی اندر ایک بھاری لشکر کھڑا کرنے کا ساز و سامان اونھون نے مہیا کر لیا اور سب انتظام مکمل کر لیا، ایسی چال چلے کہ مسلمانون کو پتہ ہی نہ لگا کہ کیا سازباز ادھر ہو رہا ہے

یہان تک کہ اس سازش مین چند قبیلے مکہ کے بھی شامل کر لئے، اور یہ عہد کر لیا۔ کہ جو کچھ بھی ہو ایک دفعہ مسلمانون کا قلع قمع ضرور کیا جائے تا کہ یہ آئے دِن کا خدشہ مٹ جائے، مگر اتفاق حسنہ ایسا پیش آیا کہ ان کو خبر لگ گئی کہ یہود تو ہماری بیخکنی کے درپے ہین، بس پھر تو کیا تھا مسلمانون نے پیش بندی کی اور (۱۴۰۰) آدمی کا لشکر ان کے قلعون پر چڑھ آئے، اور یکے بعد دیگرے سب ہی تسخیر کر لیئے، صرف ایک قلعہ خیبر رہ گیا۔ یہ ایک بڑی بھاری مرکزی پناہ غنیم کی تھی، یہودیون نے فصیل قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اندر بیٹھ گئے، دونون لشکر اندر باہر جم گئے اور لڑائی کے لئے تلے رہے، کوئی ایک دوسرے کا اکیلا دکیلا آدمی جو ہاتھ چڑھ جاتا تو وہ بچ کے نہ جاتا، مگر ویسے آمنے سامنے نکل کے بلہ نہ ہوا مسلمان چاہتے تھے کہ کہین یہ فیصلہ ہو اور ہم لوگ واپس گھرون کو جائین۔ مگر یہود اس طرح لڑائی لڑنے سے کتراتے تھے، اتنے مین حضرت علیؓ جو پہلے بسبب علالت طبع لشکر کے ساتھ نہ آسکے تھے، اب آملے، آنحضرت صلعم ان کو دیکھ کر نہایت ہی خوش ہوئے طبیعت علیؓ کی اگرچہ ابھی بدستور نادرست ہی تھی، مگر آپ کا رُخ جو اِدھر دیکھا تو اونھون نے فوراً زرہ بکتر لگالی، ہتھیار باندھ لیئے۔ تیر ترکش چڑھالی۔ اور سُرخ لباس پہن اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے اُترے میدان مین، جب علیؓ قلعہ کے دروازہ کے نیچے پہنچے تو اودھر سے سردار قلعہ کا بھائی خود مقابلہ کو نکل آیا، اور حضرت علیؓ سے اوس کی مُٹ بھیڑ ہو گئی، کچھ دیر تو وہ ڈٹا رہا، مگر آخر اوس نے ایسی منھ کی کھائی کہ اوس کی جان ہوا ہو گئی اور قلعہ کے آگے لشکر کے سامنے ڈھیر ہو کر گر پڑا۔ سردار قلعہ نے جب بھائی کو اپنی آنکھون کے سامنے

اِس طرح لڑتا کٹتا مرتا دیکھا، تو اوس کے خون نے جوش مارا، چمک اُٹھا، اور لشکر لیکر خود باہر نکل آکھڑا ہوا اور للکارا کہ آؤ نکلو، حضرت علیؓ پھر بڑھے اور دونوں بالمواجہ جنگ مین نکل آئے، سردار بڑا قوی ہیکل جوان تھا، ایک پیرا تو نشتہ پھنڈی سرمین رکھتا تھا، دوسرے بھائی کے خون کا انتقام دل مین بڑھی تا ن بان سے نکلا، اور دل توڑ کر مقابلہ کیا، مگر ادھر بھی شیر خدا تھے اور ہاتھ مین ذو الفقار، ایسی تلوار چلائی کہ سردار مرحب کو سر سے پاؤن تک آرے کی طرح چیرتی پھاڑتی دو برابر ٹکڑون مین کاٹ گئی، بس یہ دیکھنا تھا کہ مرحب کے لشکر کا دل ٹوٹ گیا، سب نے بھاگنے لی کی، اور دوڑ کر قلعہ مین داخل ہو دروازہ قلعہ بند کر لیا، ادھر سے حضرت علیؓ نے دھاوا بول دیا، مسلمانون نے بڑے زور شور سے تعاقب کیا، اور دروازہ قلعہ توڑ کے اندر جا گھسے، علیؓ نے بڑے نمایان جو ہر اِس جنگ مین دکھائے، اور بڑا نام پایا، دروازہ اُکھیڑ پھینکنے مین اونھون نے وہ زور بازو دکھایا کہ تمام سپاہ دنگ ہو گئی، اور عش عش کرنے لگی، یہود نے اپنے فعل سے پشیمانی ظاہر کی اور معافی کی التجا کی، آنحضرت صلعم نے سب کو یک قلم معاف کر دیا، اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جو مذہب تم کو بھلا معلوم ہوتا ہے اور جو دین تم کو تسلی قلب بخشتا ہے، اختیار کرو، اِسلام کسی پر جبر نہین سکھاتا، اور نہ قرآن کسی پر سختی کی تعلیم دیتا ہے، مگر مین تم کو اتنا ضرور بتانا چاہتا ہون۔ کہ مین پیغمبر خدا ہون اور پیغام حق لایا ہون، اِسے سُنو اور عاقبت کا نفع اُٹھاؤ، ذاتِ حق کو پہچانو اور یاد رکھو کہ اوس کا کوئی شریک نہین ہے، لا الہ الا اللہ،

مالک الملک لاشریک لہٗ — وحدہٗ لا آلہ اِلّا ہو
عاشقان جانُ و دل نثار کنند — بر دیہ لا آلہ اِلّا ہو
صوفیان گر بہشت می طلبند — ذکرِ شان لا آلہ الّا ہو
باغبانِ قدیم لم یزلی — صفتش لا آلہ الّا ہو
طوق لعنت فگند بر ابلیس — حیرتش لا آلہ اِلّا ہو
مومنان را نعیم شد روزے — برکتش لا آلہ اِلّا ہو
خوش درختے است درمیان جنان — میوہ اش لا آلہ اِلّا ہو
شمس تبریز گر خدا طلبی — خوش بخوان لا آلہ الا ہو

زینب کا آنحضرت صلعم کو زہر دینا ،

خیبر کی لڑائی مین زینب نام ایک عورت کے چند ایک لواحق مارے گئے تھے ۔ اوس کے دِل مین یہ غصہ بھرا تھا اور وہ دل ہی دل مین زہر اُگلتی رہتی تھی ، ایک دن اوس نے موقع جو پایا ، تو آپؐ کے کھانے مین زہر ملا دیا ، جب آپؐ نے کھانا کھانا شروع کیا ، اور ابھی ایک آدھ لقمہ ہی کھایا ہوگا ۔ کہ ذائقہ بہت بدمزہ معلوم ہوا ، آپ نے ہاتھ کھانے سے اُٹھا لیا ، اور اصحاب کو بھی حکم دیدیا ۔ کہ اسے کوئی نہ کھائے جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ اِس مین زینب نے زہر ملا دیا تھا ، زینب بلائی گئی اور اوس سے دریافت کیا اُس نے اقبال کرلیا ، کہ مین نے زہر ضرور ملایا ہے اور وجہ اس حرکت کی یہ بتائی ، کہ مینے یہ سوچا تھا کہ اگر محمدؐ واقعی پیغمبر ہے ۔ تو اسے زہر کا پتہ لگ جائے گا ، اور اگر میرا وار چل گیا تو میرے بھائی بندون کے خون کا بدلا نکل آئے گا ، آنحضرت صلعم نے جب یہ

اظہار زینب کا سُنا تو اوس کی خطا درگذر کر دی اور قطعی معافی دیدی، اگرچہ اِس زہر کا اثر
تمام عمر آپ کے جسم مین موجود رہا اور بار ہا شکایت تکلیف کی زبان پر لاتے، مگر زینب کو
زبان سے اُن تک نہ کہتے،

شاہ غسان کا مسلمان ہونا

اِن ہی دنون مین آنحضرت صلعم نے ایک مراسلہ بادشاہ غسان کو لکھا، اور اسلام کی
دعوت بھیجی، اوس نے اِسلام کا چرچا اور آپ کی رسالت کا تذکرہ پہلے ہی کچھ سنا تھا، سفیر پہنچنے
پر زیادہ ہی متاثر ہوا، اور اسلام قبول کرلیا، حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ مین ایسا واقعہ پیش
آیا، کہ اِس بادشاہ نے اپنی شاہی کے نشہ مین اور طیش کی حالت مین ایک بیکس مسلمان کو ایک
طمانچہ ماردیا، عمرؓ نے حکم دیا، کہ جب تو اِسے راضی نہ کرے گا، یہ گناہ تیری گردن پر رہے گا،
اور تیرے ساتھ بھی ایسا سلوک کیا جاوے گا، جیسا کہ تو نے اِس عاجز کے ساتھ کیا ہے، تو
بیشک بادشاہ ہی، مگر اسلام کی نگاہ مین تو مرتکب جرم ہے، اور قابل سزا ہے، بادشاہ بڑا جھنجھلایا
اور کہنے لگا کہ یہ اِسلام بھی کیا غضب ڈھاتا ہی، مین حاکم کیا ہوا - جو مجھے ایک طمانچہ مارنے کا
اختیار بھی اپنی رعیت پر نہ ہوا، یہ عجیب نوع کی مسلمانی ہی، کہ چھوٹے بڑے مین کوئی امتیاز ہی
نہ رکھا جائے، اور حاکم و محکوم مین تفریق ہی اُڑجائے، عمرؓ نے کہا کہ اِسلام اخلاق اور
انصاف پر مبنی ہی، یہان شاہ و گدا کا درجہ اِس لحاظ سے برابر ہے، بادشاہ بڑا گھبرایا،
اور سوچنے لگا، کہ اب اگر مین مرتد ہوجاؤن، تب بھی خلاصی نہین اور جو مسلمان رہون تو یہ
میری توہین ہے، اب میرا کسی طرح چھٹکارا نہین، مین نے چھوڑا ان کا اِسلام اور ساتھ ہی
اپنی سلطنت کا انتظام، بھاگ کے ملک شام کو چلا گیا، روایت ہے، کہ موت سے پہلے پھر

مسلمان ہوگیا،

عمرۃ القضاء

اب عہدنامہ حدیبیہ لکھے سال ہوچکا تھا، مسلمان اِس لئے زیارت کے لیئے کہ آئے تین دن قیام کیا اور رسم رسوم بجالائے، اگر زیارت کے لیے آنا مسلمانون کا ایک ایسا پیدائشی حق تھا جیسا کہ اور قومون اور قبیلون کا تھا، مگر مشرکان مکہ ایک غایت درجہ تُند خو آدمی تھے اور ہروقت حیل حجت پر تلے رہتے تھے، اور کوئی نہ کوئی بات سامنے رکھکر فتنہ و فساد پر آمادہ ہوجاتے تھے، آنحضرت صلعم نے اسے بڑا غنیمت سمجھا کہ بغیر لڑائی وخونریزی مسلمانون کو کعبہ کا منھ دیکھنا نصیب ہوا ہے، اِس اظہار شکر گذاری کی خاطر آپ نے مکہ والون سے التجا کی کہ وہ آپ کی ضیافت منظور کرین، آپ نے سوچا کہ اِس سے ایک تو آیندہ راہ و رسم باہمی پسندیدہ ہوجائیگی، علاوہ اِس کے کئی طرح کے گلہ شکوے جو دلون مین ہون بھی جاتے رہینگے، مگر قریش کم ظرف، مہمان نوازی کا جواب اُنھون نے زبان درازی مین دیا، کہنے لگے کہ تین دن کی میعاد معہودہ گذرچکی ہے، آپ اب شہر سے باہر ہوجاؤ، آنحضرت صلعم ذرا ملال خاطر پہ نہ لائے، فوراً شہر سے نکل آئے، اور باہر آکر اپنے خیمہ ڈیرے لگائے، بعض اشخاص مکہ آپ کے یہ اوصاف حمیدہ اور صفاۃ ستودہ دیکھکر بڑے گرویدہ ہوگئے، اور چند ایک نے اِسلام بھی قبول کرلیا، خالد جو جنگ احد مین آپ کے خون کے پیاسے تھے مشرف باسلام ہوگئے، عمربن العاص نے بھی بیعت کرلی، اِن ہردو کا مسلمان ہوجانا ایک بڑی بھاری بات تھی، نہ صرف اسلئے کہ اسلام قبول کرنے سے پیشتر یہ بڑے مشہور و معروف شخص تھے، بلکہ مسلمان ہونے کے بعد اِنھون نے پہلے سے بھی بڑھکر شرف و عزت حاصل کی اور شہرت بھی ایسی کہ وہ اپنی مثال نہین رکھتی،

جنگ موتہ

آنحضرت صلعم نے حاکم بصرہ کی طرف ایلچی روانہ کیا اور اِس کام پر حارث کو مامور کیا، اُن کو راستہ مین اتفاق سے شجربن عمر عیسائی مِل گیا، یہ شخص قیصر کے دربار کے امیرون کبیرون سے تھا، اُسے ایک تو گھمنڈ اپنی امارت کا تھا، دوسرا دلی عناد مسلمانون سے، جونہین کہ مسلمانون کے ایلچی کو اوس نے اکیلا پایا، فوراً حکم اوس کے قتل کا دیدیا، اور اُسے مروادیا، حارث کے بے گناہ و بے تقصیر مارے جانے سے آپؐ کے دل پر بڑا صدمہ پہنچا، قطع نظر اسکے آپؐ اپنے ملک مین حاکم وقت تھے، قتل ایلچی کوئی معمولی بات نہ تھی، جو سرسری طور پر نظر انداز کی جاسکتی تھی، اِس وقت خاموش رہنے سے آپؐ کے اپنے انتظام مین بڑا رخنہ پڑتا تھا، اور ملک مین سخت بدامنی پھیلتی تھی، آپنے بعد سوچ بچار کے یہ فیصلہ کیا، کہ دشمن کو سبق سکھایا جائے، اور اِس کا ایسا اِنسداد کما حقہ کیا جائے کہ آیندہ یہ کبھی بے گناہ مسلم کی جان کا قصد نہ کرے، آپؐ نے حکم حملہ کا دیدیا، بس پھر تو کیا تھا، تین ہزار مسلم جرار اِسلام کے نام پر مرنے مارنے کو ملیار گھر سے نکل پڑے، لشکر مخالف بھی دوسری طرف سے بڑھا آرہا تھا، موتہ پہ آکے مقابلہ ہوگیا، دونون طرفون نے اپنی اپنی صفین جمادین، تلوارین نیام سے کھینچ لین اور کشت وخون شروع ہوگیا، لڑائی ایسی لگی، کہ خون کی ندیان بہہ نکلین، شجریل کا بھائی لڑتا لڑتا مارا گیا، مگر خود شجریل بھاگ گیا، سفیر کو مار دینا تو اِس نے سہل سمجھا تھا، مگر اب جان بچانی اِسے مشکل ہوگئی، دوڑ کر ایک قلعہ مین جا پناہ لی اور ہرقل سے مدد مانگی، ہرقل شاہ قسطنطنیہ کا باجگزار تھا، اِس نے بڑی بھاری فوج مدد کو روانہ کی، ایک لاکھ عیسائی ایک طرف سے اور قریبًا تین ہزار مسلم دوسری جانب سے، ایک دوسرے کے مقابلہ مین آمنے سامنے آکے ڈٹ گئے، اتنا ٹڈی دل لشکر دیکھکر مسلمان حواس باختہ ہوگئے

کہنے لگے، یا اللہ، ہم تو اب فتح سمجھ بیٹھے تھے، یہ کیا ہو گیا، ہمیں اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے، یہ بلا ہم پر یہاں سے آنازل ہوئی، یا رسول اللہ، تو پہنچ ہماری مدد کو، ہم تو بڑے پھنسے، اب بچنے کے نہیں، دشمن تو ہماری بوٹی بوٹی کاٹ کھائیگا اور ہم میں سے کوئی جیتا جی بچ کے نہ جائیگا، یا اللہ تو ہی آ اور ہمارا بگڑا کام بنا، یہ گھبراہٹ مسلمانوں پر طاری ہی تھی، کہ ایک شیر دل جس کا نام عبداللہ بن رواحہ تھا بول اُٹھا، کہ اے مسلمانو، تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیا تم آج کوئی نئے لڑنے کو نکلے ہو، کہ غنیم کی سپاہ دیکھ کے تمہارے دل دہل رہے ہیں، کیا تمہیں یہ خبر نہیں کہ دشمن کی طاقت اوس کے لشکر پر ہے، اگر ہماری ہمت ہمارا ایمان ہے، ہمیں شوق شہادت یہاں لایا ہے، ہمارا اللہ اور نبی اللہ ہمارے ساتھ ہے، ہمیں خوشی اِسلام کے نام پر کٹ کے مرجانے میں ہے، نہ کہ فتحیاب ہو کے گھر جانے میں، اے مسلمانو! اے بہادرو!! آؤ نکلو بڑھو مارو۔ مرو اور شہادت کا نام پاؤ، بس اوس کا یہ کہنا تھا۔ کہ لشکر کے چاروں جانب سے اللہ اکبر اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہو گیا، مسلمانوں کے بجھے ہوئے دل پھر روشن ہو گئے اور دھرم کی آگ اندر سلگ اُٹھی، ہر مسلم کے من سے اسلام کے پریم کا ایک ایسا شعلہ نکلا کہ اوس کا تن بدن اگن ہو گیا، علم بردار کا حکم دینا تھا کہ تین ہزار ایک لاکھ پر ٹوٹ پڑے اور اونھیں کاٹ کاٹ کے کھیت کر دیا۔

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دلِ ناتوان نے خوب کیا

لڑائی ترازو کے تول تل گئی، جانبین سے جانبازوں نے بڑھ بڑھ کے جانیں دیں مگر مسلمان تو ایسا دل توڑ کر لڑے، جیسے میدان سے بچ جانا ہی اون کے لئے گناہ تھا، دن بھر اون کے

دائین بائین اُن کے ساتھی کتنے مرتے سسکتے دم دیتے رہے، اور یہ اپنی آنکھون دیکھا کیے مگر کیا مجال کہ اِن کا پاؤن جگہ سے ہلے، یا دل ٹھکانے سے ہٹے، ایسے ڈٹ کے جمے جیسے اعتقاد اسلام ان کے دل پہ جما ہوا تھا، عیسائی یہ حالت مسلم کی دیکھ ششدر و حیران رہ گئے، کہنے لگے یہ لوگ انسان ہین یا کیا چیز ہین، یہ کس مٹی کی ساخت ہین، ان کو ہوا کیا جارہا ہے، یہ کیون مرنے پہ عاشق ہین، اور کیون جان سے اس قدر لاپرواہ، ہم نے سمجھا تھا کہ آخر یہ کہان تک لڑینگے، ایک کا علاج دو ہوتا ہے، یہ تین ہزار ہین اور ہم سو ہزار، ہم تو چور ہوگئے اس پر بھی یہ وار پہ وار کئے جارہے ہین، مسلمانون کی استقامت کا عقدہ عیسائیون سے حل نہ ہوسکا نہ ان کی اسلام پر جان نثاری کا مسئلہ اُن کے دماغ تک پہونچ سکا، وہ نئی روح جو مسلمانون کے اندر پھونکی گئی تھی جو یہ صدقہ اور قربانی کرا رہی تھی اس کے علم سے عیسائی بالکل بے بہرہ تھے، اتنے مین شام کی آمد سے اندھیرا ہوگیا، اور لڑائی تھم گئی، رات کو مٹھی بھر مسلمانون نے جو باقی رہ گئے تھے، یہ صلاح کی، کہ صبح ہوتے ہی پھر دھاوا بول دین اور اسی میدان مین اپنے شہید ہمراہیون کے پہلو بہ پہلو شہادت حاصل کرین، عیسائی اُدھر باوجود اِس قدر بھاری سپاہ کے کچھ ششش و پنج مین پڑے ہوئے تھے، کہ اب لڑین یا پیچھے مڑین، اون کو اب یہ تو خوب ذہن نشین ہوگیا تھا کہ جب تک کوئی نام کا مسلمان بھی باقی ہے، میدان نہین دے گا، اس لیے وہ کچھ دل شکستہ سے رات بھر رہے، اِدھر مسلمانون کے تین سپہ سالار مارے جاچکے تھے، اب چوتھے حضرت خالدؓ تھے، اونھون نے علم لیتے ہی پہلا کام یہ کیا، کہ دوسری صبح. نور کے تڑکے اپنی تمام صفون کا رخ اُلٹ دیا، لشکریون کو آگے پیچھے ہٹا، دائین بائین ہلا

ایک نئی شکل اور جدید صورت کا نقشہ بنا کے کھڑا کر دیا، تاکہ ایک تو دشمن کل کے تجربہ سے فائدہ نہ اُٹھا سکے، دوئم لڑائی کا زور سب پر یکسان رہے، جو تھک کے چور ہو گئے ہین، اُنھین ذرا دم لینے کی فرصت بھی ہو جائے، دشمن نے جو ہین یہ نیا انتظام دیکھا سمجھا کہ کوئی کمک آگئی، دل تھوڑا تھوڑا اُن کا پہلے ہی سے ہوا جا رہا تھا، اب بالکل ہی ٹوٹ گیا، بھاگ نکلے اور ایسے بھاگے کہ کہین قدم نہ ٹھہرے، میدان موتہ مسلم کے ہاتھ رہا، اور نصرت اسلام کے نام لکھی گئی،

لقب طیارہ

سیف اللہ

جنگ موتہ مین رسول کریم نے علم اپنا حضرت زیدؓ کے ہاتھ مین دیا تھا، جب وہ لڑتے لڑتے دشمن کے لشکر مین جا گھسے اور وہین شہید ہو گئے تو پھر علم حضرت جعفر نے لے لیا وہ بھی ایسے لڑے کہ کوئی کیا لڑے گا، پہلے تو اون کا گھوڑا زخمی ہو کے گر پڑا، پھر اون کا دایان بازو کٹ گیا، بعدش بایان بھی اسی طرح کام آیا، آخر کو خود بھی شہید ہو گئے، آنحضرت صلعم نے جب یہ واقعہ سنا تو آپ کے آنسو نکل پڑے، آپ فرمانے لگے، کہ خیر ذات باری نے اِن دو بازون کی جگہ جعفرؓ کو دو ایسے بازو جنت مین عطا کیئے ہین کہ وہ اُڑتے پھرتے ہین، اِسی لیئے اون کو طیار کہتے ہین، اِن دونون سپہ سالاردن کے گذر جانے کے بعد رسول اللہ صلعم کا نشان حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لیا، وہ بھی شہید ہو گئے، یہ ہر سہ شہدا، آنحضرت صلعم نے خود تقرر کر کے بھیجے تھے کہ زید کی شہادت پر جعفر اور اُن کی شہادت پر عبداللہ نشان لے لین، اِن تینون کے گذر جانے پر چونکہ سردار لشکر کوئی مقرر نہ تھا، سپاہ نے خود خالد کو بالاتفاق انتخاب کر لیا تھا، اور علم اون کے ہاتھ مین دیدیا تھا، اون کی ترکیب

و ترتیب ایسی احسن ثابت ہوئی، کہ غنیم کے ایک لاکھ دل سے اپنی مٹھی بھر فوج کو صاف بچالائے، اسلئے آنحضرت صلعم نے دس صلہ مین اون کو سیف اللہ کا خطاب عطا کیا، حضرت زید وہی بیچارے بیکس غلام حضرت خدیجہؓ کے تھے، جن کو آنحضرت صلعم نے قبل از بعثت آزاد کیا تھا، اور حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ کے بھائی تھے، جو اوس گروہ کے سرگروہ تھے جس نے حبش مین ہجرت کی تھی،

خلاف ورزی شرائط عہدنامہ حدیبیہ

عہدنامہ حدیبیہ مین جو شرائط رقم کی گئی تھین، منجملہ اون کے ایک یہ تھی، کہ قریش مسلمانون کے ہم عہدون سے نہ لڑین اور نہ اہل اسلام قریش کے طرفدارون سے کوئی فساد برپا کرین، اتفاق ایسا پیش آگیا کہ مکہ کے قرب وجوار مین دو قبیلے خزاعہ و بنی بکر رہا کرتے تھے، ان کا باہمی نزاع شروع ہوگیا، اور نوبت بایجا رسید، کہ آپس مین لڑائی شروع ہوگئی، خزاعہ آنحضرت صلعم سے اتحاد رکھتے تھے، اور بنی بکر قریش کے طرفدار تھے، اب چاہیے تو یہ تھا، کہ دونون فریق اس تنازعہ مین نہ پڑتے، اور اپنے قول وقرار قایم رہتے، مگر قریش نے عہدنامہ کی تحریر پر جس کے وہ بڑے شائق اوس وقت تھے پانی پھیردیا، اور قبیلہ بنی بکر کو لڑائی مین ہرطرح سے مدد امداد دینی شروع کردی، معمولی مدد پر ہی اکتفا نہ کیا، بلکہ اون کے ساتھ شامل ہوکر قبیلۂ خزاعہ کے خلاف میدان جنگ مین لڑائی بھی کی، اور عہدنامہ کی شرائط کو صریحًا توڑ دیا ؎

شرح و آئین پر مدار نہین ایسے کافر کا کیا کرے کوئی

جب یہ خلاف ورزی شرائط قریش کی جانب سے عمل مین آئی تو خزاعہ نے اپنا قاصد

نبی اقدس کے پاس مدینہ بھیجا، اوس نے آکے کہا۔ کہ ہم پر اب وقت آبنا ہی، اور آپ کا اور ہمارا اتحاد ہی، قریش نے اپنا اتحاد توڑ دیا ہے۔ اس لئے اب ہمارا مطالبہ آپ سے ہی، کہ آپ ہماری مدد کرین، یہ آڑا وقت ہی، اگر آپ اِس وقت ہمارے کام آئینگے تو ہم یہ نیکی آپ کی کبھی نہ بھلا ئینگے، قاصد نے ساتھ ہی ایک اور بھی حرکت قریش کی بتائی۔ کہ یہ لوگ لڑتے لڑتے حرم محترم کے اندر بھی جا گھسے ہین اور اِن ناپاکون نے مقدس معبد کو خون سے آلودہ کر دیا ہے بلکہ کئی شخص خانہ کعبہ کے اندر بھی مارے جا چکے ہین، حالانکہ یہ نیک رسم اور پاک رواج حضرت ابراہیم کے وقت سے برابر چلا آتا تھا، کہ اگر کوئی شخص جرم کرکے بھی یہان آ پناہ لے، تو وہ گرفتار نہین کیا جاتا تھا، اِس قدر منزلت و توقیر سے اِس جگہ کو دیکھا جاتا تھا، چہ جائیکہ یہ لوگ ایسی امن گاہ کو رزم گاہ بنالین اور وہان جا کے اِنسان کا خون بہائین۔ ع

کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا

نبی اقدس نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ اب حد سے بڑھ گئے ہین، اور اون کے گناہ کی ناؤ اب بھر چکی ہے، اِس قدر بیباکی اور اتنی بے حیائی کہ کعبہ مین جا کے یہ ایک دوسرے پر تلوارین گھسیٹین، آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ مرتد کے لیے نہین ہی، یہ مسلم کا معبد ہے، قاصد سے کہا۔ کہ خلاف ورزی ضرور اونھون نے کی اور تم مستحق مدد کے ہو" اگر اب مین تمہاری مدد نہ کرون۔ تو اللہ تو میری مدد نہ کیجیو، یہ کہا اور مکہ پر چڑھائی کا حکم دیدیا،

لشکر کا مکہ روانہ ہونا

نبی اقدس نے بہ نظر مصلحت یہ خبر مکہ والون سے خفیہ ہی رکھی، اور کوچ کا حکم دیدیا لشکر بڑی دھوم دھام سے اور بلا آن سے نشان پیغمبری اُٹھائے اور علم احمدی اُڑ لئے سرپٹ

چلا آتا تھا، جہان جہان سے رسول اللہ صلعم کی سواری گذرتی، مسلمان ہمرکاب ہوتے چلے
جاتے، اور ہون کیون نہ، یہ مکہ کی چڑھائی تھی، وہ مکہ جہان قریش مسلمانون کو غلامون سے بھی
بڑھ کر کمتر و احقر سمجھتے تھے اور ہر وقت اون کو طعن و تشنیع کرتے تھے، وہ مکہ جہان طواف و زیارت
کے لئے ہر قوم و قبیلہ کے لوگ تو بلا اجازت آ مین جائین، مگر مسلم وہان قدم رکھنے کی اجازت
نہ دیتے تھے، وہ مکہ جو سینکڑون ہزارون مسلمانون کے باپ دادا کا مسکن رہا ہو، مگر بجرم قبولیت
اسلام مکہ والے انھین مار مار کر باہر نکال دیتے تھے، وہ مکہ جہان قریش مسلمانون کو اس تقصیر مین
کہ وہ رسول خدا کو گالیان فحش دیکر قریش کو خوش کیون نہین کرتے، ننگا کرکے گرم ریت بچھا کو
اوپر بھاری پتھر رکھکر جان سے ہلاک کر دیتے تھے، یہ وہی مکہ ہے، جس کی آج چڑھائی تھی، پھر
بھلا کون ایسا مسلمان ہو جو اس مکہ پر دھاوا اُسنے اور شامل نہ ہو جس کی آج چڑھائی تھی،
پھر بھلا کون ایسا مسلمان ہو جو اس مکہ پر دھاوا اُسنے اور شامل نہ ہو، جس کی رگون مین
کچھ بھی غیرت کا خون باقی تھا، اُٹھ کھڑا ہوا، جسے ذرا بھی ننگ اسلام تھا۔ تیار ہوگیا، مکہ
پہنچنے تک بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) جوان سامان جنگ حرب سے ہر طرح آراستہ نبی اللہ کے
جھنڈے تلے تیار اور اسلام کے نام پر جان نثار ساتھ شامل ہوگیا، مکہ کے نزدیک پہنچکے
سب نے خیمے لگا دیئے اور ڈیرے ڈالدیئے، مکہ کے ارد گرد گویا ایک نیا شہر آباد ہوگیا جہان
آنکھ پڑتی روشنی ہی روشنی دکھائی دیتی، اور جدھر نگاہ پڑتی آگ ہی آگ نظر آتی، یا تو مکہ
والے بے خبر خواب خرگوش مین سوئے پڑے تھے، یا اب یکایک چونک اُٹھے، پتہ انھین
تب ہی لگا جب سب مکہ گھر گیا، اور چھوٹا بڑا سب ناکہ بند ہوگیا، مکہ والے کسی کا یہ بلند اقبال

اور اوس کا یہ حسن انتظام دیکھ جہان کے جہان تھے وہین رہ گئے، ایک دوسرے کی طرف ششدر و حیران ہو دیکھتے تھے اور کہتے تھے، کہ یہ کیا ہونے لگا ہی، اُنھین خیال تو گذرتا ہوگا، کہ کبھی وہ بھی دن تھا، جب ہم اِس شخص کے دماغ کا خلل دور کرنے کے لیئے اور اِس کے سر سے جن نکلنے کے لیئے ماندری وکاہن بلانے کی تجویزین کیا کرتے تھے، یا آج یہ دن ہے کہ یہ ہماری سرکوبی کے لیے (۱۰۰۰۰) سپاہ کیساتھ دروازہ پہ ڈٹا ہی،

ابوسفیان کا مسلمان ہونا

لوگ توجتنا بھی گھبراتے بجا تھا، کیونکہ یہ بات ہی گھبراہٹ والی تھی، مگر سردار ابوسفیان کے بھی ہاتھ پاؤن پھول گئے، بھلا اب کرے بھی توکیا، اور جائے تو کہان جائے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن، اِدھر اودھر بھاگا پھرتا تھا، جیسے کوئی بھولا بھٹکا مسافر منزل سے دور تھکا وٹ سے چورمارا مارا پھرتا ہے، اور اُسے کوئی راہبر نہین ملتا، اِسی عالم مین سرگردان وہ ذرا شہر سے باہر نکلا۔ کہ مین ذرا اپنی آنکھون سے جا دیکھون تو سہی، کہ یہ کس قدر جمعیت ہی، جو ہماری تباہی کو آموجود ہوئی ہی، آخر کوئی صورت بھی ایسی جس سے یہ بلا ٹل جائے، اور ہماری جان بچ جائے ایسا اتفاق پیش آیا۔ کہ حضرت عباسؓ سے جو لشکر کے ساتھ تھے، ابوسفیان مُلاقی ہوگیا، اور بڑی منت وزاری سے اِستدعا کرنے لگا۔ کہ اگر آپ سے کچھ ہوسکتا ہی تو ہمارے لیئے اِس وقت کرو، ورنہ ہم لوگ برباد ہو جائینگے، اور مکہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائیگی، عباسؓ نے کہا کہ تم اللہ پہ بھروسہ رکھو اوس پر ایمان لاؤ، اور اِن بتون سے اپنی جان چھڑاؤ، چلو مین تمہین رسول اللہ صلعم کے حضور مین لے چلتا ہون، وہ تمہاری عقدہ کشائی کرینگے، اور تمہاری قوم کی مشکل

حل کرینگے" میرے ساتھ آو، مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرے لئے امان چاہون گا،
یہ بات چیت ہو رہی تھی کہ حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا، دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے، اور شمشیر برہنہ
لئے ابو سفیان کا سر کاٹنے کو دوڑے، کہ یہ کافر یہان کدھر سے آگیا ہی، حضرت عباسؓ نے جو
یہ رنگ بگڑا اس طرح دیکھا، تو وہ رسول کریمؐ کی جناب مین بھاگے گئے، اور جاکے وہان عرض
معروض کی، اور ابو سفیان کی جان بخشی کرا کر آ عمرؓ کو اطلاع دی، ورنہ اونھون نے تو
ٹھان لی تھی، کہ شخص گردن زدنی ہے، ابو سفیان کی جب جان بچی اور امان ملی
تو وہ حضور مین حاضر ہوا اور آکے مشرف باسلام ہو گیا ؎

نہ کہیں جہاں میں امان ملی جو ملی تو پھر وہ کہاں ملی میرے جرم ہائے سیاہ کو تیرے عفو بندہ نواز مین

نبی اللہ نے اپنے سرداروں اور ابو سفیان سے بات چیت کے بعد یہ حکم دے دیا، کہ اس جنگ مین تین
کس کا قتل مسلمانون پر روانہ ہوگا، اول اوس کا جو خانہ کعبہ مین داخل ہو جائے، دویم اوسکا
جو اپنا گھر چھوڑکر مقابلہ کو سامنے نہ نکلے، سویم اوس کا جو ابو سفیان کے گھر جا پناہ لے، اس سے
ابو سفیان کی عزت و حرمت نہ صرف مسلمانون مین بڑھ گئی، بلکہ اوس کی جاہ و منزلت مکہ
والون مین بھی بدرجہا زیادہ ہو گئی، نبی اللہ نے یہ بھی حکم دیدیا، کہ جب لشکر کا کوچ ہو، تو
ابو سفیان کو ایک اونچی جگہ بٹھا دیا جائے تاکہ وہ کل نظارہ بچشم خود دیکھ سکے، اور مکہ والون پر
حقیقت حال عیان کر سکے، تاکہ خلق خدا کا ناحق خون بچ جائے، چنانچہ بہ تعمیل فرمان اوسے
بلند جگہ پر چڑھا کر بٹھا دیا گیا، ابو سفیان لشکر کی عظمت دیکھکر عباس سے کہنے لگا کہ "تمھارے
بھتیجے کو تو بڑی بادشاہی ملی ہو" اونھون نے کہا "یہ بادشاہی نہین ہی۔ یہ دبدبہ پیغمبری ہی"

ابوسفیان کا واپس مکہ جانا اور اون کو سمجھانا

ابوسفیان نے نبی اللہ سے درخواست کی، کہ مجھے واپس جانے کی اجازت دی جائے تاکہ مین قبل اس کے لشکر وارد مکہ ہو، مین وہان پہنچ جاؤن، اور مکہ والون کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرون، ایسا نہ ہو، کہ کہین وہ احمق مقابلہ شروع کردین اور اپنی جانین ناحق تلف کرالین، ابوسفیان اجازت حاصل کرکے مکہ چلا آیا، اور کعبہ مین کھڑا ہو کے بلند آواز سے کہنے لگا کہ اے مکہ والو، ذرا میری بات غور سے سنو، وقت نازک ہے، توجہ سے سُنو، مین ابھی مسلمانون کے لشکر سے آرہا ہون، اور تمھین ایک نصیحت کرنا چاہتا ہون اُمید ہے، کہ تم پوری پوری توجہ سے اِسے سُنوگے، اے مکہ والو بہت وھرمی اور جنیرے استقلال اور شے ہے، تم ضد نہ کرو، اور میری سنو، تم مطلقًا اِس لشکر کا مقابلہ نہین کرسکتے مین سب دیکھ بھال آیا ہون، اسلئے تمھاری تمام کوشش مقابلہ کےلیئے بے سود ہے، اور محض لاحاصل ہے، تمھارا سب کچھ رائیگان جائیگا، اور تمھین ہاتھ بھی کچھ نہین آئیگا، لشکر کی عظمت کا اندازہ اور فوج کے انتظام کی خوبی مجھ سے بڑھ کر تو تم نہین دیکھ سکتے، مین سب کچھ اِن آنکھون مشاہدہ کر آیا ہون، اور سبھی کچھ دیکھ بھال آیا ہون، میری سُنو تو لڑائی کا وہم وگمان بھی نہ کرو، سچ پوچھو تو اب نجات ایک ہی بات مین ہے جو سلامتی اپنی اور حیاتی اپنے بال بچہ کی چاہتے ہو، تو خدائے واحد پر ایمان لاؤ، اور اِن بتون سے اپنی جان چھڑاؤ، ہم پر یہ سب عذاب اور تمام عتاب اِن کا لایا ہوا ہے، اِنھون نے کب کسی سے وفا کی، چھوڑو اِن کو، جو یہ ہم سے چھوٹ جائین، تو یقین جانو کہ ہم دنیا کے دُکھون سے چھوٹ جائین، اے مکہ والو! اب یہ لشکر چڑھا آرہا ہے، یہ لشکر

خدا کا ہی، اِسے خدا کے گھر سے آج بت نکال دیتے ہین، یہ خدا کا گھر ہے، نہ کہ بتون کا، ہم سب بندے خدا کے ہین، اور محمدؐ رسول خدا کا ہی، اے میرے بھائی بند و گوش ہوش سے میری ندا سنو، خدائی لشکر پہنچا کہ پہنچا، بس گھڑی ہو کہ پل، جس کسی کو پناہ لینی ہے، یا خانۂ کعبہ مین ٹھہرے، یا اپنے ہی گھر کے اندر رہے، یا میری زیر پناہ آجائے، ورنہ مارے جاؤگے اور پچھتاؤ گے، اے مکہ والو مجھے اللہ نے اپنا نور عطا کیا ہے، اور محمد صلعم نے مجھے مسلمان کر لیا ہے.........

ابوسفیان کی بیوی کا اُسے ذلیل کرنا

یہ ابھی وہ کہہ ہی رہا تھا، کہ اوس کی بیوی ہندہ، وہی بدباطن ہندہ جس نے حمزہؓ کا کلیجہ نکالکر چبایا تھا سامنے نکل آئی، خاوند سے کہنے لگی، اے بے غیرت تو تو اپنے باپ دادا کا مذہب ملت ترک کر بیٹھا ہی، اب ہمین بے دین کس لئے کرتا ہی، اُدھر ہمارے اور ہمارے بتون کے سر آبنی ہی، اِدھر تو نے ایک نئی آفت لا ڈھائی ہی، اے قوم فروش یہ اتفاق کا وقت تھا، کہ باہمی ملکر اتحاد سے غنیم کا مقابلہ کرتے، اے بے ایمان اور ادھم انسان، تو تو مخبر ہی محمدؐ کا، تو تو جاسوس ہی دشمن کا، اے مکہ والو! کہان ہی تمہاری قوم کی غیرت، اور کدھر ہی تمہارے دھرم کی لاج، آؤ بڑھو، پکڑو، مارو، اِسے جانے نہ دو، اِسے سنگسار کرو،

فتح مکہ

ایسا طوفان بدتمیزی مچا کہ لوگ اوس کی بوٹی بوٹی کاٹ کھانے کو تھے، کہ یکایک اُدھر شور اُٹھا، کہ محمدیؐ لشکر دروازہ پر آگیا، سب کو اپنی اپنی پڑگئی، جدھر جس کا مُنہ اُٹھا پناہ کے لیے دوڑا، گھڑی پل مین تمام منتشر ہو گئے، اور اپنے اپنے ٹھکانے

پناہ جاگزین ہوئے ، لشکر کی حالت یہ تھی ، کہ علم فوج کا شیر ببر خالدؓ کے ہاتھ مین تھا ، نبی اللہ خود قصوا اونٹنی پر سوار تھے ، اور سیاہ لباس زیب تن کئے تھے ، داہین باہین آپ کے بارہ ہزار مہاجر و انصار تلوارین الف کئے ، نیزے ہلاتے ، نشان اڑاتے اسلام کے نام پہ جان نثار اور آنحضرت صلعم کی الفت مین سرشار برابر بڑھے چلے آتے تھے ، اور تکبیر (اللہ اکبر) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ) کے نعرے چارون طرف سے بلند کئے جاتے تھے ، اب لشکر عین دروازون پر پہنچ گیا ، اور بلا روک ٹوک سیدھا شہر مین داخل ہو گیا ، البتہ اوس نامی جاہل ابوجہل کا بیٹا عکرمہ جہالت کئے بغیر نہ رہ سکا ، ایسے اجہل سے بھلا اِس کے سوائے اور توقع بھی کیا ہو سکتی تھی ، اوس نے کیا کیا ، کہ کچھ اوباش و بدمعاش شہر کے اور کچھ لچے لفنگاڑے اِردگرد کے اکٹھے کر لیئے ، اور ایک گروہ بنا کے ، ایک گھات مین آ بیٹھا ، جب خالدؓ وہان سے گذرے ، تو اوس نے تیر چلانے شروع کر دیئے ، معمولی سی مٹ بھیڑ ہوئی ، تین مسلمان اور تیس مشرک مارے گئے ، ابوجہل کا بیٹا اپنی جہالت کا نمونہ دکھا کے بھاگ گیا ، اور یہی اوس سے امید تھی ، علاوہ برین کچھ عورتین بھی ایک جگہ جمع ہو گئین ، اونھون نے اپنے سر کے بال کھولدیئے ، اور کپڑا سر سے اتار کر گھوڑون کے منہ پر مارنا شروع کر دیا غالبًا اِس خیال سے کہ گھوڑے بھڑکین ، مگر یہ سب گیدڑ بھبکیان ہی تھین ، لشکر خدائی شہر مین داخل ہو چکا تھا ، اور رسول خدا صلعم خانۂ کعبہ بھی پہنچ چکے تھے ، اب باقی رکھا ہی کیا تھا ، نبی اللہ نے سات دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کیا ، اور پھر حرم محترم مین داخل ہو گئے ، (۳۶۰) بت اور تصاویر وہان اندر موجود تھین ، آپ نے اپنے دست مبارک سے ہر ایک

بُت کو چور چور کیا، اور تصویرون کو جو دیوارون پر نقش تھین دُھلوایا، سب سے بڑا بت ہبل تھا، جس کے روبرو ہر مصیبت مین مصیبت زدہ جا سرنگون ہوتے تھے، اور جس کے حضور مین جا کے مُن کی مرادین مانگتے تھے، یہ بُت بہت اونچائی پر تھا نبی اللہ نے حضرت علیؓ کو اوپر چڑھایا، اور اون سے اوس مورتی کا چکنا چور کرایا، جب آپ کسی بُت کے قریب اُسے توڑنے کے لئے جاتے تھے، تو ہر دفعہ یہ کلمہ کہتے تھے، "حق آیا اور جھوٹ گیا" "حق آیا اور جھوٹ گیا، جب یہ سب غلاظت دھوئی گئی، اور خدا کے گھر سے بتون کی صفائی ہوگئی تو آپ نے پھر شہر کی طرف رُخ کیا، آدمی شہر مین شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جس نے آنحضرت صلعم کے ساتھ کبھی نہ کبھی گستاخی نہ کی ہو، یا طعنہ نہ مارا ہو، یا آپ کو ذلیل اور رسوا نہ کیا ہو، یا آپ پر اینٹ پتھر نہ چلایا ہو، یا اور کسی نہ کسی طریقہ سے اپنا مُنھ نہ کالا کرایا ہو، مگر آج حساب کتاب کا دن تھا، ہر بشر خائف تھا، کہ میری خیر نہین، جو جو جس نے کیا تھا وہ اوس کی آنکھون کے سامنے پھر رہا تھا، از ماست کہ بر ماست، کردنی خویش آمدنی پیش، جہان دیکھو سہمگین آنکھ ہی نگاہ پڑتی تھی، ہر مُنھ پہ مُردنی چھائی تھی، اور ہر بشر کے سامنے اوس کی موت مجسم کھڑی تھی،

ترحم اے رسولؐ سرور پاک بجان اُفتادہ ام بر دار از خاک

سیہ روزم سیہ کام و سیاہ دل ز آب لطف خود بر شوئے این دل

کسے جز تو نباشد دستگیرم مرا مگذار تا اعمیٰ نمیریم

آنحضرت صلعم شہر کے اندر پہنچ کر لوگون سے مخاطب ہو کے کہنے لگے، کہ اے قریش! آج انتقام کا دن نہین ہی، آج روز رحمت ہی، جو جو حرکت تم سے کسی نے میرے ساتھ یا میری اُمت کے کسی آدمی کے ساتھ شرافت سے دور یا اخلاق سے بعید کی ہوئی ہی، ہم نے اُسے بُھلا دیا، تم بھی اب اُسے خاطر پہ نہ لاؤ، اے قریش! جاؤ مین نے تم کو آزاد کر دیا، آیندہ ہر بدی سے پرہیز کرو، اور خدا سے مدد مانگو، اور اعلان عام کر دیا، کہ کوئی مسلم کسی مشرک سے کوئی چھیڑ چھاڑ کسی قسم کی نہ کرے، یا تو مکہ ماتم کدہ بنا ہوا تھا، یا اب گھر گھر شادیانے بجنے لگے، یکایک سب کے چہرون پر گئی گذری رونق پھر آنمودار ہوئی، اور خوشی و شادی نے انھین پھر اپنی شکل دکھائی، یہ دریادلی اور فراخ حوصلگی پیغمبری دیکھکر لوگ فریفتہ ہوتے جاتے تھے، اور بار بار یہی زبان پر لاتے تھے، کہ ہم لوگ تو اتنی دیر بھولے ہی رہے، ہمین کیا علم تھا کہ محمدؐ مجسم مرحمت ہے،

پیغمبری رحمت

عکرمہ بن ابوجہل تو بھاگ گیا تھا، اوس کی بیوی یہین تھی، سرکار مین حاضر ہوئی اور خاوند کی جان بخشی کی درخواست کی، یہ عکرمہ فتح مکہ والے روز بھی شرارت کیئے بغیر نہین رہ سکا تھا، تین مسلم اور تیس اپنی طرف کے قتل کرا کے روپوش ہو گیا تھا، علاوہ برین دونون باپ بیٹا عمر بھر ان ہی ریشہ دوانیون مین ہمہ تن مصروف رہے، کہ رسول اللہ صلعم کا سر کس طرح کاٹا جائے، اور سو اونٹ اور ہزار سکہ چاندی انعام آپ کے سر قلم کرنے کے لیئے رکھنا بھی اسی ابجہل خاندان کے

ابوجہل کے بیٹے کو معافی

جاہلون کا کام تھا، مگر آنحضرت صلعم نے سب کچھ یک قلم بھلا دیا اور معاف کر دیا، جب عکرمہ کی بیوی اور مان برقع پوش عکرمہ کو ساتھ لے کے جناب مین حاضر ہوئین، تو آپ ایسی التفات داری تپاک سے پیش آئے، کہ جیسے کوئی بچھڑا دوست ملتا ہی، عکرمہ نے آخر بیعت بھی کر لی اور مسلمان ہو گیا ساتھ ہی مان اور بیوی بھی مسلمان ہو گئین،

اپنی دختر کے قاتل کو معافی

ایک بدکردار بنام ہبار تھا، اِس نے نبی اللہ کی دختر نیک اختر حضرت زینبؓ کو جب وہ حاملہ تھین اور مدینہ جا رہی تھین بڑی بے رحمی سے پتھر مارے تھے، اونٹ سے گرا دیا تھا، اون کو بڑی چوٹ آئی، اور سخت تکلیف پہنچی تھی، اِسی صدمہ سے اونکا حمل ساقط ہو گیا، یہ ہبار نابکار بھی دربار مین حاضر ہوا، اور دست بستہ معافی چاہی، نبی اللہ نے معاف کر دیا،

شاعر زہیر کو معافی

ایسا ہی ایک شخص کعب بن زہیر ایک عجیب فتنہ پرداز تھا، خدا کی شان بڑا قابل شاعر تھا اور خوب ذہن رسا رکھتا تھا، مگر اوس کی تمام ذہانت آنحضرت صلعم کی ہجو لکھنے مین خرچ ہوا کرتی تھی، صد لعنت دپھٹکار برین ذہن رسا را، اِس شخص کے زورِ قلم مسلمانون کو اتنا نقصان پہنچا، جتنا ہزار کفار کے زور بازو سے نہ پہنچا ہوگا، اب یہ ایک قصیدہ لکھکر لایا، مدعا معافی تھا آپ نے معاف کر دیا،

حبشی وحشی کو معافی

ایک شخص حبشی بلا کا وحشی تھا، یہ وہی سیاہ شکل وسیاہ دل تھا، جس نے حضرت حمزہؓ کو قتل کیا تھا، جو آنحضرت صلعم کے چچا تھے، اوس نے بھی سرکار مین حاضر ہو کے اپنی حرکت سے پشیمانی ظاہر کی، آپ نے اُسے معاف کر دیا، حبشی کہا کرتا تھا کہ کفر مین جس طرح خیر الناس

حمزہ میرے ہاتھ سے مارے گئے تھے، اِسی طرح اِسلام مین شر الناس مسیلمہ کذاب میرے ہاتھ سے فی النار ہوا ہی، یہ کذاب وہی شخص ہی، جس نے دعوائی پیغمبری کا کیا تھا،

سردار ابو سفیان کی بیوی ہندہ کو معافی

اب آئی وہ کینہ سے بھری، اور ڈاہ اور کپٹ والی ہندہ، جنگ احد بھی اپنے خاوند کو طعن و تشنیع کرکے اِسی نے کرائی، اِس پر قناعت نہ کرکے خود لڑائی مین گئی، اور نبی اللہ کے کے چچا حضرت حمزہ رض کی لاش پہ چڑھکر اوپر بیٹھ گئی، اون کا ناک کان اِس بد نے خود کتروا ڈالا اور ڈائن نے اونکا کلیجہ نکال کر اپنے منھ سے چبایا، پھر اس عورت نے فتح مکہ والے روز اپنے خاوند کی داڑھی پکڑکے اُسے خوب مارا پیٹا اور گھسیٹا، اور یہ صرف اِس تقصیر مین کہ اوس نے اِسلام کیون قبول کیا، بایں ہمہ آنحضرت صلعم نے اُسے بھی معاف کردیا،

معافی عام

سبحان اللہ کیا ٹھکانا دریا رحمت کی طغیانی کا تھا، ہر غلاظت وعفونت گناہ کی آگے بہائے گیا، رسول اللہ صلعم نے اپنے قتل کے قصد کرنے والون کو، اپنی نور چشم کے قاتلون، اپنے چچا کے کلیجہ کھانے والون کو معافی دیدی، اور قطعی معافی، قتل عام تو ہم نے بہت سُنے ہین، مگر قاتلون کو معافی عام کہین نہ سُنی، جو عقل سے پوچھو تو وہ تو اب بھی نہ مانے کہ ایک بندہ بندگان خدا پر اتنا رحم و فضل کرسکتا ہی، مگر اِس بیچاری بھولی بھٹکی عقل کو اوس ایک کی کیا خبر ہے، وہ ایک رسول خدا ہی، وہ ایک رحمت کا دریا ہی، نہ اُسے کینہ سے کام ہی نہ انتقام سے غرض، وہ رحم کا چشمہ اور محبت کا منبع ہی، وہ ذاتِ کبریا ہے، وہ حبیبِ خدا ہی،

یارسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی | برگزیدہ ذوالجلالِ پاکِ بے ہمتا توئی
نازنین حضرتِ حق صدرِ بدرِ کائنات | نورِ چشمِ انبیا چشم چراغِ ما توئی

یارسول اللہ تو وانت اغاثت عاجزند عاجزان را رہنما وجملہ را ما وا تو ئی

سفارش چوری کیلئے نامنظور کرنا

اِن ہی ایام مین ایک اچھے گھرانے کی بڑی متمول عورت بجرم چوری گرفتار ہوگئی جرم ثابت ہوگیا، اور مطابق قانون وقت اوس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا گیا، عورت بڑے رسوخ والی تھی، بڑے بڑے لوگ سفارشی آئے، اور آکے عرض کی، کہ اِس کا پیشہ چوری نہین ہی، نہ اِسے کسی چیز کی پرواہی پڑی ہے، مگر یہ فعل شامت اعمال کر بیٹھی ہے، آپ اِسے معافی دین، اِس پر رحم کرین، آپ نے فرمایا کہ "امیر وغریب کے ساتھ اللہ کی حدین مساوی ہین، پہلی اُمتون مین اِسی سے تو خرابی واقع ہوئی ہی، کہ لوگون نے غریبون کے لیئے ہی تمام قاعدے نافذ کئے، اور اونچے لوگون کے لیئے کوئی قید نہ رکھی، قسم اوس خدا کی، جس کے ید قدرت مین محمدؐ کی جان ہی، کہ اگر محمدؐ کی لڑکی فاطمہ بھی چوری کرے، تو اوسکا ہاتھ بھی اسی طرح کاٹا جاویگا جس طرح اِس چور کا" مجھ سے یہ توقع ہرگز نہ رکھنی چاہیئے کہ مین امیرون کے لیئے ایک علٰحدہ قانون بناؤن گا، اور غریبون کے لیئے علٰحدہ، مجھے ہر دو آنکھین برابر ہین، سفارشی اپنا سا منھ لیکر چلے گئے،

واقعہ کوہ صفا

تبلیغ حق کا آپ کو ہر وقت اور ہر ساعت خیال رہتا تھا، آپ نے ایک دن ایسا کیا کہ کوہ صفا پر تشریف لے گئے، وہان جا کے مکہ والون کو اور قرب وجوار کے قبیلون کو بھی بلایا اور بڑی راہ ورغبت سے بٹھایا اور پیغام حق اونھین سُنایا، آپ نے اُن سے فرمایا کہ اے لوگو، اگر تم خدا پر ایمان لاؤگے تو نفع پاؤگے، ورنہ عاقبت کو پچھتاؤگے، تم کو واضح ہو کہ اِس خاطر کہ تم مسلمان ہوجاؤ، تم پر کوئی کسی طرح کا جبر وتشدد نہین کیا جائیگا،

نہ کسی قسم کی سختی روا رکھی جائیگی، مگر جتانا اور راہ مستقیم بتانا میرا فرض عین ہی، کیونکہ مین پیغمبر خدا ہون اور خدا سے تمھارے لیئے یہ پیغام لایا ہون مجھے اپنا فرض ادا کرنا ہی، اور تمھین اسلام کا راستہ بتانا ہی، اب اوس پر چلو یا نہ چلو یہ تمھارا کام ہے، اے لوگو جواب دہی تمھاری ہوگی باز پرس تم سے ہوگی، یہ سوچ لو اور پھر غور کرلو کہ تم مٹی کے بت پوجو گے یا خلقت کے خالق کی پرستش کروگے، اے لوگو اپنا فائدہ نقصان خود دیکھ لو، اگر تم نے اب نہ دیکھا، تو پھر کب دیکھوگے،

وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر — تمام اہلِ مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور — سوئے دشت اور چڑھکے کوہِ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ اے آلِ غالب
سمجھتے ہو تم مجھکو صادق کہ کاذب

کہا تیری ہر بات کا یان یقین ہی — کہ بچپن سے صادق ہو تو اور امین ہو
کہا گر مری بات یہ دل نشین ہے — تو سن لو خلاف اس مین اصلا نہین ہی

کہ سب قافلہ یان سے ہی جانے والا
ڈرو اوس سے جو وقت ہی آنے والا

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن سب کے دل مین لگا دی — اک آواز مین سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے

کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

کہ ہی ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زبان اور دِل کی شہادت کے لائق

اِسی کا ہی فرمان اطاعت کے لائق
اِسی کی ہی سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اِس سے اپنی لگاؤ
جُھکاؤ تو سر اِس کے آگے جُھکاؤ

نصاریٰ نے جس طرح کھایا ہی دھوکا
کہ سمجھے وہ عیسیٰ کو بیٹا خدا کا

مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا
میری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا

سب اِنسان ہین جس طرح وان سرفگندہ
اُسی طرح ہون مین بھی اِک اوسکا بندہ

بنانا نہ تُربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم

نہین بندہ ہونے مین کچھ مجھ سے کم تم
کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجھے دی ہے بس حق نے اِتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہون اوسکا اور ایلچی بھی

ہوازن سے جنگ

مسلمانون کا اقتدار بڑھتا دیکھکر قبیلہ ہوازن اور ثقیف کے سردارون کو یہ شبہہ بیٹھتا گیا کہ مسلم نے مکہ تو لے لیا ہی، اب باری ہماری ہے، ہماری اب خیر نہین، یہ جنون اون کے دماغ مین ایسا گھر کر گیا، کہ ہر وقت اِسی خبط مین لگے رہتے تھے، اِس بنا ر ڈیرا اونھون نے تیاریان جنگ کی بھی شروع کر دین، اور ایک بھاری لشکر مکہ پر دھاوا کرنے کے لیے

کھڑا کر لیا، ادھر نبی اللہ کو جب یہ خبر لگی تو مکہ بچانے کے لیۓ اونھون نے بھی اپنا انتظام شروع کر دیا
آپ نے یہ حکم دیا کہ قبل اس کے کہ غنیم مکہ شہر کے اوپر چڑھ آئے، اُسے راستہ مین روکا جائے،
چنانچہ بارہ ہزار جوان ملے جلے پہلو بہ پہلو لڑنے کو غنیم کے مقابلہ کو نکل آئے، اور مکہ سے دس میل کے
فاصلہ پر مقابلہ دشمن سے ہوگیا، ہر دو فریق بڑے زور شور سے لڑے، مگر فتح مکہ والون کی رہی،
دشمن کو دندان شکن شکست ہوئی، قلعہ سر ہوگیا، علاوہ لوٹ زر و مال کے بہت سے قیدی
مسلمانون کے ہاتھ آئے، جو رسم و رواج ملک و آئین جنگ کے مطابق غلام بنائے گئے، اور
سپاہ مین تقسیم کیۓ گیۓ، میدان جنگ مین جو رسول اللہ صلعم کا گذر ایک لاشہ کی طرف سے ہوا تو
آپ ٹھہر گیۓ اور دریافت کیا، کہ یہ کس کا کام ہے، کسی نے پاس سے کہا، کہ حضرت خالد نے
اسے قتل کیا ہے، آپ نے اُسی وقت خالد کو آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا، کہ عورت بچے اور مزدور کا
قتل سپاہی کے لیۓ باعث فخر نہین ہے، جو خود ہتھیار نہ اُٹھائے، اوس پر ہتھیار اُٹھانا روا نہین ہے
ایک اور واقعہ بھی اسی جنگ مین پیش آیا، وہ یہ تھا کہ نبی اللہ نے مال متاع لوٹ کا سب قریش
اور دیگر قبائل کو تقسیم کر دیا تھا، اور انصار کو اس دفعہ اِس سے کچھ حصہ نہ پہنچا، اِس پر اون کو
بڑا رنج پیدا ہوا، آنحضرت صلعم کو جب یہ خبر لگی تو آپ نے اون کو بلایا اور مخاطب ہو کے یون
کہا، کہ اے انصار، تم لوگ گمراہ تھے، تم کو راہ راست پر لایا گیا، تمھین ہر وقت ایک دوسرے کی
مخالفت سے کام تھا، تمھارا اتفاق کرایا گیا، اور تمھین ایک دوسرے کا یار غمخوار بنایا، تم ذلیل و
رسوا رہتے تھے، تم کو معزز و سردار بنایا، اے انصار! مجھے یہ بات سُنکر بڑا رنج پیدا ہوا ہے، کہ مین تو تمھارے
لیۓ یہ سب کچھ کرون، مگر تم مجھ سے کشیدہ خاطر اس لیۓ ہو جاؤ، کہ مین نے دو اونٹ فلان کو کیون

دے دیئے ہین، اور تم کو نہین دیئے،، یا چار بھیڑ کیون فلان کے حوالہ کر دی ہین، اور تمھارے لیئے نہین رکھی، اے انصار! تم اِس بات پر خوش نہین ہوتے کہ لوگ اونٹ اور بکریان ساتھ لیکر گھر جائین، اور تم رسول اللہ کو ساتھ لیکے گھر جاؤ"

کِسی کی آنکھ مین جادو تری زبان مین ہے

یہ سننا تھا کہ انصار اپنے فعل سے شرمسار ہوگئے، اور رو پڑے، کہنے لگے، یارسول اللہ صلعم ہم نے حماقت کی کہ آپ کی تقسیم پر بحث کی، یہ بالکل بجا ہے، اور ہمارا تمام شک شکوک ناروا ہے،

چھ ہزار غلامون کی آزادی

قیدیان جنگ ہذا کی غلامی آپ کی طبیعت پر بڑا قلق پیدا کرتی تھی، مگر کوئی مناسب موقع ہاتھ نہ آنگتا تھا، ایک دن حسن اتفاق سے ہوازن کے سفیر آگئے اور اونھون نے آکے منّت سماجت کی، کہ آپ سب پر رحم کرتے آئے ہین، مگر ایک ہم ہین، کہ اس فیض سے ابتک محروم ہین، ہم پر کرم کرو اور ہمارے قیدی آزاد کرو، رسول اللہ صلعم تو دل سے ایسے فعل مناسب کے منتظر تھے، آپ نے فرمایا، کہ تم لوگ ایسا کرو کہ نماز کے وقت مسجد مین آجاؤ، جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہوجائین، تم مسلمانون سے کہنا، کہ اے مسلمانو! رسول خدا کے پاس ہمارے اسیران جنگ کی رہائی کی سفارش کرو، اور مجھ سے کہنا، کہ رسول اللہ آپ مسلمانون سے ہمارے قیدی آزاد کرنے کے لیئے خواہش ظاہر کرو، وہ یہ سُنکر چلے گئے، اور مطابق ہدایت اونھون نے بعد فراغت نماز جا کے عرض معروض کی، رسول اللہ صلعم نے سُنتے ہی سفیران ہوازن سے کہا، کہ مین اپنے اور اپنے خاندان کے غلام بلا بدل نام مولا آزاد کرتا ہون، جو ہین کہ نبی کی زبان مبارک سے یہ نکلا، فوراً ہی جملہ جماعت کے لوگ

کہنے لگ گئے، کہ ہم نے بھی اپنے اپنے غلامان بلامعاوضہ وتاوان نام نبی رہا کر دیئے، یہ تو
اُمید ہی تھی، مسلم کو محمدؐ کا اشارہ ہی کافی تھا، چہ جائیکہ وہ نمونہ نبی کی نیکی کا اپنے سامنے
دیکھے اور پھر تقلید اوس کی نہ کرے، اِک آن کی آن مین چھ ہزار آدمی یا تو غلام تھا یا آئین
احمدی کے اِک کرشمہ سے پایۂ انسان ہوگیا اور اِس مروت مسلم سے متاثر ہوکر ہر چند وہ بشر
اُن غلامون کا مسلمان ہوگیا، اِس واقعہ کے بعد جلدی ہی رسول اللہ صلعم واپس مدینہ
آگئے، مدینہ کے لوگون نے حمایۂ مکہ کے وقت یہ عرض بھی کی تھی کہ ہم عاجزون کو بھول نہ جائیگا،

حاتم طائی کی بیٹی کا قید ہونا اور رہائی پانا

قبیلۂ طے کے لوگون نے اب سر اُٹھایا، یہ لوگ غیر مسلم تھے، ہر چند مسلمانون نے اِن کے ساتھ
سلوک و رسوخ رکھنے کی کوشش کی، مگر کچھ اثر نہ ہوا، اور شرارت بڑھتی ہی گئی، بلکہ طے
والون نے اور قومون کو بھی مسلمانون کے خلاف بھڑکانے کا رویہ اختیار کر لیا، جس کسی سے
ملتے جلتے، اہلِ اسلام کو اور بالخصوص آنحضرت صلعم کی ذات بابرکات کے متعلق بہت بُرا
بھلا کہتے، در پردہ ساز باز جنگ بھی اب کرنے لگ گئے، اور خفیہ طیاریان اب شروع
کردین، مسلمانون کو پتہ لگ گیا، اِن کا انتظام اب نہایت پسندیدہ تھا، اِرد گرد کے
قومون قبیلون کی خبر اخبار اِن کو بڑے وقت پر مِل جاتی تھی، پتہ لگنے پر آنحضرت صلعم نے
حضرت علیؓ کو اِن مفسدہ پردازون کی گوشمالی کے لیئے فوراً روانہ کر دیا، سردار طے جو شہرہ
عرب سخی حاتم کا بیٹا تھا، مقابلہ کی تاب نہ لا سکا، اور بھاگ گیا، سپاہ و رعیت قید ہوگئی،
اور اسیران کی جماعت سرکار مین حاضر کی گئی، اِس بدقسمت گروہ مین بیچاری مصیبت کی
ماری دختر حاتم طائی بھی تھی، آپ بھلا ایسے باپ کی بیٹی پر کب کوئی جبر روا رکھتے تھے،

دیکھتے ہی ان کی رہائی کا حکم دیدیا، مگر آفرین ہی اوس کی تربیت پر اور صد آفرین اوس کی شرافت پر
حکم رہائی کا سن کے کہنے لگی مجھے اِس رہائی مین کیا خوشی ہو سکتی ہی، جب میرے خویش اقارب
قید ہون، مین اپنی آنکھون اِن کو بندی مین دیکھا کرون، اور آپ خوشی و شادی مناؤن،
یہ مجھ سے مشکل ہی، آگے بھائی بھاگ گیا ہے، اب مین بھی اون سے منھ موڑ جاؤن، یہ مجھ سے ہرگز
نہ ہوگا، جو بھی قصور ہی ہم سب کا ہی مین بصد رضا و رغبت اوس جرم کی سزا اپنے بھائی بندون
کے ساتھ بھگتون گی، اِن سے علٰحدگی مجھے بڑی سزا ہے، قید رہونگی تو اِن کے ساتھ تو رہونگی
یہ میرے ہین اور مین اِن کی ہون مین گھر سے اِن کے ساتھ اِن ہی کی ہو کے چلی ہون، اور
اِن ہی کی رہون گی،

همه یاران دوزخ همه یاران بهشت

اے محمدؐ اے حاکم وقت، مجھے رہائی کی مہربانی سے معافی دے، اور مجھے اِن اسیرون کے ساتھ
رہنے دے، نبی اللہ نے جب یہ گفتگو اوس لڑکی سے سُنی، تو آپ کا دل بھر آیا، حکم دیا کہ سب کے
بند کھول دو، اور سب کو آزاد کردو،

محمدی سفیر

نبی اللہ نے اسلام کا پرچار برابر لگاتار جاری رکھا، قبیلہ قبیلہ مین ایک مسلمان عالم
اسلام سمجھانے اور راہِ حق بتانے کے لیے تعینات کردیا، نتیجہ اِس کا نہایت خاطر خواہ
ہوا، ۱۰ سنہ ہجری تک قریباً قریباً کل عربستان مسلمان ہوگیا، اِسلام نے زیادہ تر روک مکہ ہی مین
دیکھی، یا کچھ رکاوٹ پھر عرب مین بھی، یہان گھر کا بیر بلکا والی بات بھی عائد تھی اور ساتھ ہی
یہ وقت بھی حائل تھی، کہ بتکدہ مکہ مین تھا، وہین سے بتون کو نکالنا تھا اور اپنا پاؤن جمانا تھا

اس لئے بتون کے خلاف معرکہ آرائی مکہ ہی مین ہو سکتی تھی، جب یہ میدان صاف ہو گیا، اور
بتون کا قابو لوگون کے دلون سے ہٹ گیا، تو پھر اسلام جہان جہان بڑھتا گیا، اپنا جھنڈا
گاڑتا ہی گیا، آئے دن کسی نہ کسی حاکم یا سردار، امیر یا تاجدار کے مشرف با سلام ہونے کی خبر
پہنچ ہی جاتی تھی، نبی اللہ کی رحلت سے پہلے عرب کے تمام ارد گرد کے ممالک مین اسلام کا
بول بالا ہو رہا تھا، اور مسلمانون کی ہر جگہ دھاک بندھ رہی تھی، کوئی دربار باقی نہ رہا تھا
جہان مسلمانون کی سفارت موجود نہ ہو، نہ کوئی سلطنت ہی ایسی تھی، جہان مسلم ایلچی
نظر نہ آتا ہو،

حجۃ الوداع — جب یہ سب کچھ ہو چکا اور حقیقت مین آنکھ کو اپنی روانگی سامنے نظر آنے لگ گئی،
تو آپ نے درشن کی غرض سے حرم محترم مین الوداعی حج کا ارادہ کیا۔ اور مع قافلہ مدینہ سے
مکہ کو روانہ ہو پڑے، وہ شخص جس نے تین روز ایک غار مین چھپ کے اپنی جان بچائی تھی،
وہ بشر جس کا مکہ مین داخلہ قطعی بند ہو چکا تھا، وہ انسان جسے قتل کرنے کے لئے سو سو اونٹ
اور ہزار ہزار سکہ چاندی کے انعام رکھے جاتے تھے، وہ بندہ جسے خدا کے بندے مار مار کر
اوس کا خون بہا دیتے تھے، وہی انسان آج دیکھو تو کس جاہ و جلال و اقبال سے
درجہ پر ہے، آج اوس کے پیچھے سوا لاکھ عابد میدان عرفات مین سر جھکائے آنکھین نواے
ہاتھ باندھے حق کے حضور مین کھڑا ہے، شاہ و گدا ایک طرح کا بلا سلا کپڑا پہنے گویا صرف
ایک کفن لیئے، ایک ہی طرح کی وضع مین، ایک ہی جگہ کھڑے، ایک ہی خیال کے پابند
ایک ہی خدائے واحد کے روبرو، ایک ہی سجدے مین سر رکھے ہین، یہ ہے مسئلہ مساوات

دراصل کہتے ہیں اسلام کی برکات، تفرقے مٹانے کی باتیں ہر کوئی پڑا بنائے، مگر یہ کسی کا
کام ہے، جو اظہرمن الشمس کرکے دکھائے، جس شخص کی محنت کا صلہ اور مشقت کا ثمرہ اس طرح
اوس کے روبرو اوس کی حیات میں قدرت مہیا کردے، اوس کے دل کی خوشی کا حال پھر
اُسی سے پوچھو، جس انسان کے دل کو کامل تشفی ہوجائے اور جس آدمی کے آتما کو پوری
تسلی ہوجائے، کہ جس کام کو وہ دنیا میں بھیجا گیا تھا، اوس کو اوس نے پورا کر دکھایا
ایسے انسان کے قلب کے اطمینان کا اظہار وہ خود ہی کرے تو کرے اور کون کرسکتا ہے،
مگر یہ اطمینان وخوشی نصیب بھی ہو، تو کیسے، صرف ایک کو، صرف رسول اللہ صلعم کو

نزول آیت نسبت وحی

آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا	آج میں نے تم لوگوں کے لیے تمہارا دین کمل کردیا، اپنی نعمت تم پر پوری کی، تمہارے لیے دین اسلام میں نے پسند کیا،

اِس وحی سے اِشارہ عیان تھا کہ رسول کی رسالت اب ختم ہونے والی ہے، جس
غرض کے لئے آنحضرت صلعم بھیجے گئے تھے، وہ پوری ہوچکی ہے، یہ امر قوی دلیل اِس
بات کی رکھتا تھا کہ آپ کا وقت اب عنقریب ہے اور دنیا پر دن آپ کے ہوچکے ہین،
آپ جبل عرفات پر چڑھے اور مسلمانوں سے مخاطب ہوکے یوں فرمانے لگے کہ "اے حاضرین
اہل اسلام، شاید میں اگلے سال تم میں نہ ہونگا، اب جو کچھ کہتا ہوں کان لگا کے سنو،
اور دل سے اِس پر توجہ کرو، جس طرح یہ مہینہ اور خاص کر یہ دن اور اِس آبادی میں

اور اِس آبادی مین تم لوگون کے لیئے مقدس ہی، اسی طرح ہر مسلمان پر دوسرے کے مال کی عزت و آبرو، اور جان و مال مقدس ہی، مسلمانو! یہ یاد رکھو کہ قیامت کے دن تم سب کو اپنے خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑیگا، وہ اوس وقت تمھارے ہر افعال اور ہر حرکات و سکنات کا حساب کتاب لے گا، دیکھو عورتون کے ساتھ کبھی بدسلوکی نہ کرنا، اون سے ہمیشہ مہربانی کے ساتھ پیش آنا، غلامون کو وہ آسایش دینا جو تم اپنے آپ کو دیتے ہو، اگر اون سے کوئی خطا ہو جائے تو درگذر کرنا، یاد رہے کہ کل مسلمان آپس مین بھائی ہین، دیکھو کوئی ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کرے،،

افضل کلام

اُسی روز رسول اللہ صلعم نے یہ بھی فرمایا، کہ جو کچھ مینے آج تک اپنی زبان سے کہا ہے یا جو کچھ مجھ سے پہلے نبی خدا کے کہہ گئے ہین، اون سب مین سے افضل کلام ایک ہی ہے، جس کے برابر نہ کوئی کلام ہوا ہی، اور نہ آیندہ ہوگا، اور وہ یہ ہی: "لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ، لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شیٍٔ قدیر" مطلب مدعا اِس کا یہ ہی، کہ خدا ایک ہی، اوس کا ثانی کوئی نہین ہی، ملک عالم اوس کا ہی، سلطنت دنیا اوس کی ہی، تمام طاقت وہی ہے، اور سزاوار ثنا وہی ہی،

ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی و خدائی	نروم من بجز آن رہ کہ تو آنراہ نمائی
ہمہ درگاہِ تو جویم ہمہ در کار تو پویم	ہمہ توحید تو گویم کہ بتوحید سزائی
تو خداوند ملینی تو خداوند یاری	تو خداوندِ زمینی تو خداوندِ سمائی
تو زن و جفت نہ جوئی تو خور و خفت نخواہی	احد بے زن و جفتی ملکا کام روائی

نہ بدی خلق تو بودی نہ بود خلق تو باشی | نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کاہی نہ فزائی
تو رحیمی تو کریمی تو سمیعی تو بصیری | تو معزّی تو مزلی ملک العرش بجائی
ہمہ را عیب تو پوشی ہمہ را عیب تو دانی | ہمہ را رزق رسانی کہ تو جودی و عطائی
بری از خفتن و خوردن بری از تہمت و ظن | بری از بیم و اُمیدی بری از رنج و بلائی
تو علیمی تو حلیمی تو خبیری تو بصیری | تو نمایندۂ فضلی تو سزاوار خدائی
نتوان وصف تو گفتن کہ تو در وصف نگنجی | نہ توان شرح تو کردن کہ تو در شرح نیائی

آنحضرت صلعم کی رحلت

اب نبی اللہ کی عمر (۶۳) برس کی ہو چکی تھی، اور ہجرت کا گیارھواں سال تھا، کہ تم کی نوبت آ پہنچی، دنیا کے دُکھوں سے جان بھی نڈھال ہو چکی تھی، دفعتًا بخار نے آ گھیرا، بخار بھی اس بلا کا کہ اللہ امان دے، تن سے تپ کی تپش کے ایسے لپکے اُٹھتے تھے، کہ جسم چھونا مشکل ہو گیا تھا بڑھاپے کی دیمک نے قوا رکھا لئے تھے، جو تھوڑی بہت طاقت باقی تھی وہ بیماری کی نذر ہو چکی تھی، مگر ہاں دل ویسے ہی دلیر تھا، باوجود اِس نقاہت و ضعف کے آپ نے کوئی نماز قضا نہ کی اور پانچوں وقت مسجد میں جا کے جماعت کے ساتھ پڑھی، جب تین دن کو ج میں و گئے تو اعضا بالکل ہی جواب دینے لگ گئے، آپ کو سہارے سے مسجد پہنچنا بھی اب کٹھن ہو گیا، آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنی جگہ امام منتخب کیا، اور خود اون کے پیچھے کھڑے ہو کے نماز ادا کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا، کہ اے لوگو! اگر مینے تم سے کسی پر کوئی زیادتی کی ہو تو مجھے معافی دو، تا کہ مجھ سے آگے گرفت نہ ہو، اور اوس کی جناب میں میں سُرخرو ہو کے جاؤں، اے لوگو! اگر مینے کسی کو سخت سُست کہا ہی تو مجھ سے درگذر کرو، اے لوگو! اگر

شے کسی کی پشت پر نا جائز حکم تازیانہ لگانے کا دیا ہو، تو اوس کے لیئے میری پشت موجود ہے۔
اے لوگو! اگر مینے کسی کا کوئی قرض نہ ادا کیا ہو، تو اب وقت ہی، وہ مجھ سے لے لے، اے لوگو!
اگر مجھ سے کسی کو ایذا پہنچی ہو، تو مین اِس وقت اوس کی معافی کے لیئے حاضر ہون، اے
لوگو! مجھے معافی دو، تاکہ قیامت کا مواخذہ نہ رہے،، ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا، کہ آپ نے
مجھ سے تین درم ایک دفعہ ایک گدا کو دلوائے تھے، مگر ابھی واپس نہین کئے، آپ نے
یہ قرض فی الفور ادا کر دیا، بستر مرگ پر جانکنی کی حالت مین آپ نے کچھ فرمایا، تو لوگون نے
بار بار اصرار کیا اور دریافت کرنا چاہا کہ آپ کیا فرماتے ہین، آپ نے کہا، مجھ کو میرے
حال پر چھوڑ دو۔ کیونکہ جس عالم مین مین ہون، وہ اِس عالم سے بہتر ہے، جس کی
طرف تم مجھے بُلاتے ہو، نزع مین بار بار یہی کلمہ زبان پر لاتے تھے کہ "بل الرفیق اعلیٰ
بل الرفیق اعلیٰ" یعنی اعلیٰ دوست کے پاس، اعلیٰ دوست کے پاس، آرزو آپ کی
پوری ہو گئی، اور حبیب خدا اپنے اعلیٰ دوست کے پاس ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری
مطابق ۸ جون ۶۳۲ء پیر روز دوپہر کے وقت روانہ ہو گئے، طائر روح جسم سے
پرواز کر گیا، اور چمن عالم سے اوس بلبل بے نظیر کا چہچہا اُٹھ گیا،

جب اُمت کو سب مِل چکی حق کی نعمت　　ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندون کی حجت　　نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت

تو اِسلام کی وارث اِک قوم چھوڑی
کہ دنیا مین جس کی مثالین ہین تھوڑی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چه عجب خوش لقبی

من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور
زان سبب آمده قرآن بزبانِ عربی

چشمِ رحمت بکشا سوی من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شده شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ہمہ در فیضِ تو استاده بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی

ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمده سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

